بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا

مع اضافہ

فتوحاتِ شیعہ

از افاداتِ

حضرت مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب قدس سرہٗ

مؤلف و مرتب

مولانا الحاج ناصر حسین صاحب نجفی

ناشر

مبلغ اعظم اکیڈمی درسِ آلِ محمدؐ

جعفریہ کالونی جڑانوالہ روڈ فیصل آباد۔ فون [illegible]

سلسلہ اشاعت نمبر ١٢

نام کتاب	فتوحات شیعہ جلد دوم
مؤلف مرتب	مولانا الحاج ناصر حسین نجفی
بار	پنجم
تعداد	ایک ہزار
کاتب	شریف قادری قادری کتابت سنٹر فیصل آباد
طباعت	جہانگیر پریس فیصل آباد
ناشر	مبلغ اعظم اکیڈمی
قیمت	٢٠ روپے

فہرست عناوین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
١	مقدمہ	[illegible]
٢	پیش لفظ	۵
٣	میں شیعہ کیوں ہوا؟	٧
۴	مناظرہ میراں ملہہ (ملتان)	١۵
۵	مناظرہ ڈھبی (سرگودھا)	٢٩
٦	مناظرہ کوٹ سمابہ	۵٠
٧	مناظرہ سیالکوٹ	٧٢
٨	مناظرہ کوٹ نامدار	١٢۴
٩	مناظرہ جھوک دایہ	١٦٩
١٠	مناظرہ مندرانوالہ (مرزائی شکست)	١٨۴
١١	مناظرہ ڈڈو چک ذخیرہ	٢٢٨
١٢	مناظرہ گھنگ شریف	٢۴۴
١٣	مناظرہ باگڑ سرگانہ کی اصل حقیقت	٢۵۴

مقدمہ

"فتوحاتِ شیعہ" مبلغِ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب قبلہ قدس سرہ کے ان شہرہ آفاق مناظروں کا عظیم ترین مجموعہ ہے جن مناظروں میں ہزارہا لوگوں نے مذہب حقہ شیعہ خیر البریہ قبول کیا جس سے مخالف و موالف کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا۔

اکثر شیعہ مناظرین مبلغ اعظم مرحوم کے مناظرے سن کر اور اسی فتوحات شیعہ سے استفادہ کے بعد ہی میدانِ مناظرہ میں آتے ہیں جن کی علمی استعداد مبلغ اعظم مرحوم کی مرہونِ منت ہے۔

ان مناظروں میں اکثر مناظرے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں بلکہ بعض مناظروں میں حضرت مبلغ اعظم کا معاون بھی رہا ہوں۔

میں انتہائی محنت اور جانفشانی سے یہ نایاب گوہر تراش کر آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور حقیر کو اس عظیم تبلیغی کام پر دادِ تحسین دیں گے اور حضرت مبلغ اعظم اعلی اللہ مقامہ کیلئے سورۃ فاتحہ پڑھ کر دُعا کریں گے۔

دُعا کا طالب

ناصر حسین نجفی

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ابتدأنا بنعمہ ولا انتہاء لافضالہ ثم الصلوٰۃ والسلام علی سید انبیائہ وسید اولیائہ [illegible]

[illegible]

اما بعد فقد قال اللہ تبارک وتعالیٰ وجادلہم بالتی ہی احسن

حضرات! حسب ارشادِ خداوندی حکمت اور موعظہ حسنہ کے بعد تیسرا طریقہ تبلیغ مجادلہ و مناظرہ احسن ہے جس کی بنیاد علم، ہدایت اور کتاب منیر پر ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے

ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ہدی ولا کتاب منیر

مگر میری زندگی کا تیس سالہ تبلیغی دور شاہد ہے کہ برادران اسلام اور خصوصاً مرزائی اور دیگر برائے نام فرق اسلامیہ مذہب شیعہ کی صداقت کا اصولی مناظرہ سے مقابلہ نہیں کرسکتے، کیونکہ مذہب شیعہ آلِ محمدؐ کا آئمہ اطہار کا مذہب ہے جو وارثان کتاب اللہ و نائبان رسول اللہؐ ہیں۔ ان کی امامت کتاب و سُنت، فلسفہ و حکمت، اصول نبوت و ولایت، وراثت، قرابت اور فضائل ہر طرح دلائل سے ثابت ہے۔ اس کے مقابلہ میں سیاسی اصول ہیں جو وقتی و عارضی ہوتے ہیں حقائق کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ لہٰذا ان کے مناظرین کو اصول میں رہ کر بات کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مگر تاہم زندگی بھر عوام کے عقائد کو بچانے کے لئے اتمام حجت کے طور پر ان کی بے اصول بحثوں کا بھی مقابلہ کرنا پڑتا ہے اگر ان بے اصولیوں کی داستانیں دہراؤں تو ایک دردِ سر ہے۔ زندگی بھر میں مجھے بڑے سے بڑے آدمی کے ساتھ بھی مناظرہ کر کے معلوم ہوا کہ مذہب حقہ شیعہ خیر البریہ کا اصولی مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا صرف دفع الوقتی ہے کج بحثی ہے۔

اصل مذہب تو یہ ہے کہ ہر فرقہ کو اپنے اماموں کی امامت اور ان کی صداقت ثابت کرنی چاہیئے۔ مگر شیعہ کے سوا اس کے لئے کوئی تیار نہیں۔ مرزائی صاحبان مرزا صاحب کی نبوت کو موضوع بنانے سے کترائیں گے برادران اہل سنت والجماعت اصحاب ثلاثہ کے لئے جوش و خروش تو بہت کرتے نظر آئیں گے۔ مگر ان کی خلافت

کی صداقت زیر بحث لانے سے اور موضوع بحث بنانے سے بہت عذر و بہانے
لائیں گے تحریف القرآن اور بنات الرسولؐ جیسے غیر ضروری موضوع سامنے لاکر جان
چھڑانے کی کوشش کریں گے۔ اگرچہ اس میں بھی مدد ہی کا ئیں گے سب کچھ آئمہ طاہرینؑ
کی منصوص یا منصوص امامت [illegible]

چنانچہ میرے شاگرد رشید مولوی ناصر حسین صاحب نجفی سلمہ اللہ تعالیٰ نے جو
دس سال سے میرے ساتھ یہ مناظرے دیکھ اور سن رہے ہیں اور بعض مناظروں میں
معاون مناظر بھی رہے ہیں، چند مناظرے جمع کر کے نمونتہً پیش کئے ہیں تاکہ اتمام حجت
تبلیغ مذہب اور عوام کی تسکین ہو جائے۔ برخوردار نے بہت محنت و ہمت کی ہے
آئمہ اطہار قبول فرمائیں۔ امید ہے ناظرین و مومنین اس سے ضرور مستفیض ہوں گے۔

والسلام
محمد اسماعیل

اِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرَاهِیْمَ پ۲۳

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ یَا عَلِیُّ اَنْتَ وَشِیْعَتُكَ فِی الْجَنَّةِ
(کنز الحقائق)

جعفری باش گر خدا خواہی
ورنہ در ہر طریق گمراہی

نام ملعون پہ ضرور ست کہ سازم اظہار — لعنۃ اللہ علیہ وعلیہ وعلیہ
ہر کہ بر آل نبی دست ستم کرد دراز — حرق اللہ یدیہ ویدیہ ویدیہ

میں شیعہ کیوں ہوا؟

از تصنیف مبلغ اعظم

مولانا محمد اسماعیل صاحب اعلی اللہ مقامہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمدِ الٰہی و درود لا متناہی
بر سید المرسلین و آلِ الطیبین

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وخاتم النبیین و آلہ الطیبین الطاہرین واخیہ وخلیفۃ امیر المؤمنین وامام المبین ولعنۃ اللہ علیٰ اعدائھم اجمعین ۔

تمہیدِ مدعیٰ و سببِ تالیف کتاب ہٰذا

میرے سابقہ واقفین اور دوست بخوبی جانتے ہیں کہ میری طبیعت اور ضمیر فطرتاً سچائی پسند اور متلاشیِ حق واقع ہوئی ہے ۔ لہٰذا میں بعد تحصیل علوم عربیہ و فارسیہ مروجہ متنازعہ فیہ کے ہمیشہ متلاشیِ حق رہا ہوں ۔

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

چونکہ تربیت اور تعلیم کا ماحول اور محلِ قدیم الایام سے مذہباً اہل السنت والجماعت تھا ۔ والدین اہل حدیث خیال اور اکثر اساتذہ حنفی المذہب دیوبندی مشرب تھے ۔ لہٰذا تقلیداً تدبر اور تفکر کا دائرہ یہیں تک تا بعرصہ تیس سال محدود رہا اور بازِ پروازِ تفکر اور تدبر دامِ تزویرِ تاویلاتِ باطلہ اور احادیث موضوعہ کا شکار رہا ۔

شب تاریک بیمِ موج و گردابے چنیں ہائل
کجا دانند حالِ ما سبکباران ساحلہا

ضمیرِ حق اندیش کے لئے تا بہ تیس سال یہ سخت تحیر اور اشکال رہا کہ دین اسلام تو بیشک برحق فطرتی اور خدائی دین ہے اور تاجدارِ معظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاریب نبی مکرم اور محترم ہیں ۔ مگر ہماری موجودہ فقہ اور حدیث اور تاریخ کے اکثر مسائل اور ہمارا طریقہ اور سلیقہ اور ہمارے امام اور خلیفے اور اُن کے اقوال و احوال کیوں متظالم اور خلافِ حقانیت کی بُو اور جھک دیتے ہیں اور ہمارے سابقہ اور موجودہ علماء اور فضلاء کیوں اہل بیتِ رسولؐ کے فضائل اور مصائب کے آیات اور احادیث چھپاتے رہے اور چھپا رہے ہیں ۔ آخرالامر فضلِ الٰہ اور قرآن پاک کی بلا تاویل روشنائی اور رہنمائی سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو گئی کہ قرآن شریف برحق اور آلِ محمدؐ کتاب ناطق ہے اور ہر مسلمان کے لئے تمسک اور اعتصام بہر دو ضروری ہے ۔ قرآن اور اہل بیت میں فرق کرنے والا گمراہ اور یُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَيَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ کا مصداق ہے ۔

اُمتِ محمدیہ کے تفرق اور تشتت کا واحد سبب عدم اعتصام بذیلِ آلِ خاتم الانبیاء ہے ۔ اگر آج ہی حسبِ حدیث ثقلین اُمتِ محمدیہ اپنے اپنے مصنوعی اور جعلی امام اور خلیفے کالعدم سمجھ کر اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کریں تو تمام اختلاف اور تفرق دور ہو سکتے ہیں اور خلقِ خدا جادۂ مستقیم پر جمع ہو سکتی ہے ۔ چونکہ حسبِ مضمون بالا میری سمجھ میں یہ حقیقت بخوبی آ گئی ہے کہ حضرات اہل السنت والجماعت کا شیوہ حضرت عمرؓ کی مہربانی اور رحمت سے ہمیشہ یہ رہا ہے کہ آلِ محمدؐ کے حق چھینیں اور ان کے فضائل چھپائیں اور آلِ محمدؐ کی قدر و منزلت لوگوں کے دلوں سے گرائیں ۔ لہٰذا میں اُن کے مذہب اور عمل سے بیزار ہوتا ہوں اور آلِ رسول علیہ السلام کے دامن میں جملہ فتنوں اور گمراہیوں سے پناہ لیتا ہوں ۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرا حشر شیعیانِ حیدرِ کرار اور سپہ داران آلِ اطہار میں کرے ۔ اور دنیا اور عقبیٰ میں دشمنانِ آلِ احمدؐ سے بیزار رکھے آمین ، آمین !

خدایا بحقِ بنی فاطمہؑ
کہ بر قولِ ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی در قبول
من و دست و دامانِ آلِ رسولؐ

رباعی طبع زاد

صد شکر الحمد للہ میں حسینی ہوگیا　　بیقراری اضطراری سے میں حسینی ہوگیا
ہوں حسینی فرد میں سینہ زن و نوحہ کناں　　کربلائی ذکر میں شور و شینی ہوگیا

الغرض

رسالہ ہذا میں حسب فرمان عالیشان حضرت سید حیدر علی شاہ صاحب کربلائی اہلسنت والجماعت کی چند ایک باطل کوشیاں اور باطلوں کے مگر موشیاں اور حضرت عمر کی معنی دار بیہوشیاں اور حق پوشیاں تحریر کرتا ہوں تاکہ ناظرین پر واضح ہو جائے کہ میں تیس سال تک اہل سنت میں تعلیم و تربیت پاکر کیوں مذہب شیعہ خیر البریہ میں شامل ہوگیا۔

○

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ

معنی لفظ شیعہ و اہل سنت کی باطل کوشی

شیعہ کا معنی تابعین اور امت اور محب اور طائفہ یعنی گروہ کے ہیں۔ چنانچہ ہر ایک معنی کا محل قرآن پاک سے مندرجہ ذیل ہے:۔

تابعین

وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰھِیْمَ اِذْ جَآءَ رَبَّہٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ۔ پ۲۳ سورۃ الصافات۔

ترجمہ:۔ اور تحقیق اس کے تابعین سے البتہ ابراہیم ہے جبکہ آیا اپنے رب کے پاس ساتھ دل سلامتی والے کے۔ دیکھو ترجمہ شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ اہل سنت والجماعت کا معتبر تفسیر ابن کثیر جلد سوم صـ۱۲ میں یوں مرقوم ہے:۔

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰھِیْمَ یَقُوْلُ مِنْ اَھْلِ دِیْنِہٖ۔ یعنی حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ انّ من شیعتہ لابراہیم کا

معنی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم حضرت نوح کے اہل دین سے تھے۔ قَالَ مُجَاھِدٌ عَلٰی مِنْھَاجِہٖ وَسُنَّتِہٖ۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم، حضرت نوح کی سنت اور ان کے طریقے پر تھے (ابن کثیر)۔ پس ثابت ہوگیا کہ حضرت ابراہیم شیعہ تھے اور حضرت نوح کے تابعین سے تھے اور چونکہ ہم کو حضرت ابراہیم کی اطاعت اور تابعداری کا حکم ہے یعنی ہم بھی مثل خلیل اللہ شیعہ کہلائیں کیونکہ خدا فرماتا ہے:۔ وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّۃِ اِبْرٰھِیْمَ اِلَّا مَنْ سَفِہَ نَفْسَہٗ۔ (سورۃ بقرہ) ترجمہ:۔ سوائے بیوقوف کے ملت ابراہیم سے کون منہ پھیرتا ہے۔ قُلْ بَلْ مِلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ پ۱ رکوع۔

اہل سنت کی باطل کوشی اور حق پوشی یہ ہے کہ شیعہ کو فرعون کا بنایا ہوا مذہب اور کفار کا گروہ بتلاتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ اپنے خلیل کو جو ہمارا جد امجد ابراہیم ہے شیعہ نوح فرماتا ہے۔ اور موسیٰ کلیم اللہ کے امتی کو شیعہ کہہ کر لفظ عدو یعنی دشمن کے لفظ سے مقابلہ کرکے محب کے معنے کا اظہار کرتا ہے۔ چنانچہ دیکھو پ۲۰ سورۃ قصص شیعہ بمعنی محب۔ وَدَخَلَ الْمَدِیْنَۃَ عَلٰی حِیْنِ غَفْلَۃٍ مِّنْ اَھْلِھَا فَوَجَدَ فِیْھَا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلٰنِ ھٰذَا مِنْ شِیْعَتِہٖ عَلَی الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّہٖ ۲ اور داخل ہوا شہر میں وقت غفلت کے۔ پس اس میں دو آدمی لڑتے پائے یہ اس کے دوستوں سے تھا اور یہ اس کے دشمنوں سے۔ پس اس سے جو دوستوں سے تھا فریاد کی اوپر اس کے جو دشمنوں سے تھا۔ دیکھو آیت ہذا میں صاف بلا تاویل شیعہ کا معنی محب اور عدو کا معنی دشمن ہے۔ مگر باطل کوشی اپنا کج رو رہا ہے بیان سمجھ یا نہیں آتے۔ رسالہ ہذا تفصیل کا متحمل نہیں ہے ورنہ ہم اہل باطل کے باطل عذر لکھ کر ان کی پورے طور پر دھجیاں اڑاتے۔

جملہ پیغمبروں کی امتوں کو خدا نے شیعہ فرمایا

ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ کُلِّ شِیْعَۃٍ اَیُّھُمْ اَشَدُّ عَلَی الرَّحْمٰنِ عِتِیًّا۔ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِیْنَ ھُمْ اَوْلٰی بِھَا صِلِیًّا۔ (پ۱۶ سورۃ مریم) پھر ہم ہر امت میں سے جدا کردیں گے اس کو جو رحمن پر زیادہ اکڑتا تھا۔ پھر ہم زیادہ جانتے ہیں اس کو جو جہنم میں داخل کرنے کے زیادہ لائق ہے۔

سبحان اللہ! معلوم ہوا ہر نبی کی اُمت کا نام شیعہ ہے اسی واسطے تمام اُمتوں کے گنہگار روزِ قیامت علیحدہ کئے جائیں گے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے دوسرے مقام پر کُلّ شیعۃٍ کا معنی کُلّ اُمّۃٍ فرمایا ہے۔ دیکھیے وتریٰ کُلَّ اُمَّۃٍ جاثیۃ اور علامہ ابن کثیر نے جلد سوم صفحہ ۳۱ پر کُلّ شیعۃٍ کی تفسیر بقول حضرت مجاہد مِن کُلِّ اُمّۃٍ فرمائی ہے اور بقول حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ مِن کُلِّ اَھلِ دِینٍ یعنی تمام اہل ادیان سے گنہگار جدا کئے جائیں گے۔ جب تمام اُمتوں کو خدا نے شیعہ کہا ہے تو ہم خلافِ قرآن کیوں اہل سنت اور اہل حدیث کہلائیں۔ کہاں ہیں شیعہ جتنے گروہ کفار کہنے والے شرم کریں اور اپنے اپنے مصنوعی اور جعلی فرقوں کے نام قرآن سے دکھلائیں۔ بصورتِ دیگر اپنا نام شیعہ رکھائیں جیسا کہ اُن کے بزرگ حضرت شاہ عبدالعزیز جیسے مذہب حقہ شیعہ خیر البریہ کے مقابل ہار کر بالآخر شیعہ اولیٰ فرما گئے کہ اصلی اور پہلے شیعہ ہم ہی ہیں۔ اور میں دعوےٰ سے کہتا ہوں کہ اہلِ سنت والجماعت اہل حدیث اہل قرآن اہل فقہ۔ حنفی مالکی شافعی حنبلی چشتی قادری احمدی محمدی وہابی بابی بہائی نیچری صوفی یہ اُن کے مصنوعی نام قرآن پاک سے ہرگز ہرگز نہ ملیں گے۔ بلکہ اُن کے مذہب اور نام بیرونی ہیں اور باہر ہی رہیں گے۔

مسئلہ خلافت اور اہلسنت کی مذبوحی حرکات

لفظ شیعہ کی تحقیق کے بعد چونکہ مسئلہ خلافت بھی شیعہ اور سُنی کا مابہ الامتیاز مسئلہ ہے۔ لہٰذا ہم اس کے اندر اختصاراً شیعہ خیر البریہ کے براہین قاطعہ اور دلائل قویہ اور اہل سنت کے تاویلاتِ باطلہ دکھاتے ہیں تاکہ حق پسندوں کو باطل پرستوں کا پوچ اور ہذیان نظر آئے۔

نبی اور خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے مگر اہلسنت خود بنا لیتے ہیں

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (پ۱- ع۴- بقرہ)

اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے فرمایا، میں دنیا میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ دیکھیے فرمایا کہ میں بنانے والا ہوں۔ فرشتوں کا اجماع نص کے مقابلہ میں کچھ کام نہ آیا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الْمَلَاِ مِنْ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰی اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ۔ وَقَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا قَالُوْۤا اَنّٰى یَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَیْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ یُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَیْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللّٰهُ یُؤْتِیْ مُلْكَهٗ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ترجمہ:- کیا تو نے نہیں دیکھا طرف سرداروں بنی اسرائیل کے بعد موسیٰ کے جب اُنہوں نے اپنے نبی سے کہا۔ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر کہ ہم اللہ کے راستے میں لڑائی کریں اور اُن کے نبی نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ بنایا ہے۔ کہا اُنہوں نے ہم پر اس کی بادشاہی کہاں ہو سکتی ہے ہم اس سے بادشاہی کے زیادہ حقدار ہیں۔ کیونکہ وہ مال کی زیادتی نہیں دیا گیا۔ نبی نے فرمایا اس کو اللہ تعالیٰ نے تم پر برگزیدہ اور پسند کیا ہے اور اس کو علم اور جسم کی زیادتی عطا فرمائی ہے۔

تشریح

دیکھو بعد موسیٰ علیہ السلام کے تمام بنی اسرائیل نے نبیٔ وقت سے درخواست کی ہے کہ خلیفہ اور امیر مقرر کرے اور نبی نے بھی خود نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے تم پر طالوت کو بادشاہ بنایا ہے۔ مگر یہاں کیا ہوا۔ نہ قرآن پاک کی پرواہ رہی نہ فرمانِ پیغمبر یاد رہا۔ آیت عشیرہ کو چھوڑا اور حدیث غدیر کے معنے بدلے اور حدیث منزلت کی تاویل کی۔ فضائل مرتضوی فراموش کئے۔ پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی بستر علالت پر جلوہ افروز ہیں کہ یاروں نے خفیہ خفیہ چہ میگوئیاں شروع کر دیں۔ حضور کی خبر وفات ابھی مشہور نہیں ہوئی کہ یارانِ سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچے کہ آج علی مشغولِ تجہیز و تکفین ہیں اُن کی غیر حاضری میں خلیفہ مقرر کرنے کا اچھا موقعہ ہے۔

الغرض وہاں ملا کر حضرت ابوبکر پنچایتی خلیفہ مقرر ہو گئے اور خدا اور رسول کے مقرر فرمودہ خلیفہ علی المرتضیٰ کو قتل کی دھمکیاں شروع ہو گئیں۔ جناب بی بی پاک کے دروازہ اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر لوگوں نے آگ لگانے کے خوف

نبوت کی مُہر بھی توڑ دو۔

چہارم:۔ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ میں جمع بین الجمعین ہے۔ مباہلین بھی صیغۂ جمع سے استدلال کر کے چار بیٹیاں دکھلاؤ۔ اگر اس وقت مر گئی تھیں تو پھر استدلال کیسا۔ جناب زینب کی زندگی ثابت ہونے سے رقیہ اور اُم کلثوم کو فائدہ نہیں پہنچتا۔ اور دو صیغہ تثنیہ ہے جمع نہیں ہو سکتی استدلال جمع حقیقی سے ہو رہا ہے۔

پنجم:۔ لفظ بنات سے ہر وقت حقیقی بیٹیاں ثابت نہیں ہوا کرتیں۔ اور جیسا کہ ہٰؤُلَاءِ بَنَاتِیْ کہ یہ میری بیٹیاں ہیں سے حضرت لوطؑ کی حقیقی بیٹیاں مراد نہیں اور اپنے مولوی اشرف علی تھانوی کی اس پر تفسیر دیکھو کہ یہ حقیقی بیٹیاں نہیں دیکھو ترجمہ اشرفیہ ص۲۰۰ حاشیہ ۷ بلکہ اُمت کی بیٹیوں کو حضرت لوطؑ نے اپنی بیٹیاں کہہ دیا کیونکہ نبی اُمت کا باپ ہوتا ہے۔ اگر اُمت کی بیٹیاں نبی کی بیٹیاں بنصِ قرآن ہو سکتی ہیں تو حضورؐ کی اپنی بالخصوص ربیبہ بیٹیاں اگر مجازاً داخل ہو جائیں تو کیا حرج ہے۔

ششم:۔ اس میں سادات کی تمام بہو بیٹیاں مُراداً اور داخل ہیں کیونکہ پردہ کا حکم قیامت تک ہے جیسا کہ حُرِّمَتْ عَلَیْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ میں قیامت تک بیٹیاں ہونے والی داخل ہیں جناب مبلغِ اعظم نے مولوی دوست محمد کے استدلال کو کچھ اس طرح توڑا کہ اس کو سر چھپانے کی پڑ گئی۔ کیونکہ آیت محکم نہ رہی، صحیح حدیث نہ بن سکی اور احتمالِ غیر آ گیا لہٰذا استدلال ختم ہو گیا۔ مبلغِ اعظم نے فرمایا حضرات! چار بیٹیاں یا ایک بیٹی اس کا اعتقاد اور ایمان سے تعلق ہے۔ لہٰذا یا آیت محکم پیش کرو یا حدیثِ متواتر یا حضرت فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کے تواتر میں کسی قسم کا شک اور احتمال پیدا کر کے دکھلاؤ۔ ورنہ عوام کو دھوکہ نہ دو۔ بیٹی صرف ایک ہے جس کا ثبوت اتنا مضبوط اور متواتر ہے کہ اس کا انکار کفر کے مترادف ہے۔

آیاتِ عشرہ بر وحدتِ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا

اس کے بعد مبلغِ اعظم نے دس آیات سے سیدہ فاطمہ کا توحد اور اکلوتی بیٹی

ہونا دکھلایا۔

اوّل:۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ پ۲۲۔ سورۃ الاحزاب کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے اس ایک بالغ مرد کا باپ نہیں۔ مبلغ اعظم نے فرمایا سبحان اللہ! لفظ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ سے ایک مرد کے باپ نہ ہونے کی بھی نفی ہو گئی ایک بیٹی کے باپ ہونے کا اثبات بھی ہو گیا۔ مبلغ اعظم نے [illegible] فرمایا اللہ رے بلاغتِ کتاب اللہ کہ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ سے ایک بیٹی کا حقیقی باپ بھی ثابت کر دیا۔ لفظ رجال سے جناب طیب، طاہر اور حضرت ابراہیم ابناء رسول اللہ کی ابنیت بھی ثابت رہ گئی۔ مبلغ اعظم نے اس آیت سے ہر چیز ثابت کر دی۔ ایک بیٹی کی وحدت لفظ اَحَد سے، حضورؐ کے صغیر بچوں کی ولادت لفظ رجال سے، حسنین علیہما السلام اور آلِ محمد کے اپنے فرزند ہونے کی ابنیت لفظ کُم سے کہ تمہارے مردوں کا باپ نہیں، اپنے اہل بیت اولادِ آلِ محمد کے مردوں کا باپ ہے۔ لفظ اَحَد سے جناب سیدہ کی وحدت پر کیا استدلال کیا کہ دوست محمد قریشی کی لفظی بحث کہ ایک کا لفظ دکھلاؤ ہمیشہ کیلئے ختم ہو گئی۔

دوم:۔ آیت تطہیر کہ سوائے سیدہ کے کوئی بتول نہیں اور داخلِ تطہیر نہیں اور انبیاء کی بیٹیاں حیض و نفاس سے پاک ہوتی ہیں۔ اصول کافی ص۲۵۸ جلد ۱، ذخائر العقبیٰ ص۲۶، صواعق محرقہ ص۱۵۸ اور سیدہ پاک ہے۔

سوم:۔ آیت مباہلہ۔

چہارم:۔ آیت خمس کہ سوائے فاطمۃ الزہرا کے ان لڑکیوں کو کبھی خمس نہیں [illegible] قریشی صاحب ثابت کریں باوجود سوال کے حضرت عثمان کو حضورؐ نے خمس نہ دیا۔ صحیح بخاری ص۴۴۲ جلد ۱ اور حضرت علیؑ پورے خمس کے مالک اور متولی بنے رہے۔ بخاری شریف ص۴۳۷ جلد ۲

پنجم:۔ آیت اٰتِ ذَا الْقُرْبٰی کہ حضورؐ نے حضرت سیدہ کو بلا کر فدک دیا۔ دیکھو تفسیر در منثور ص۱۷۷ جلد ۴ اور ابن کثیر جلد ۳ ص۳۶

ششم:۔ آیت نسب کہ روزِ قیامت سوائے فاطمہؑ کے کوئی نسب نہ رہے گا۔ دیکھو [illegible] تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص۲۵۹

ایک بیٹی معصومہ بتول بضعۃ الرسول جیسی بیٹی خالی چلی گئی۔ بیٹیوں کا مناظرہ کس برتے پر کرتے رہتے ہو۔ جب سیّدہ کے حق پر مبلغ اعظم نے قرآن و حدیث پڑھی اور حنائی آنا ذکر کیا۔ دردناک منظر کھینچا سر پر قرآن اٹھا کر کہا کہ بخاری شریف میں لکھا ہے کہ خاتون آگئی غضبناک ہو کے آگئی غضب ناک ہی مر گئی، کلام ترک کر گئی بابکات اور مہاجرت کر کے مر گئی تو جوشی سیّد مولوی دوست محمد کے ارد گرد بیٹھے تھے غیرت قومی سے سر جھکا گئے آبدیدہ ہو گئے۔ اب قریشی پریشان تھا کہ کیا کروں۔ نہ صحیح حدیث ملتی ہے نہ آیت صادقہ آتی ہے نہ مبلغ اعظم کے زور بیان اور کثرت معلومات کے سامنے کوئی پیش جاتی ہے نہ کوئی بات چھپائی جاتی ہے اور صرف ڈھٹائی کام نہیں آتی کیا کروں۔ صرف منہ سے ڈاڑھی چبانے پر زور تھا۔

حضرات! یہ منظر پورے مناظرہ میں قابلِ دید رہا کہ جب مبلغ اعظم شیر کی طرح گرجے اور دریا کی روانی سے قرآن و حدیث پڑھتے مونچھوں پر بہا درانہ تاؤ دیتے تو مولوی دوست محمد صاحب اپنی ڈاڑھی چبانا شروع کر دیتے۔ مبلغ اعظم کی مونچھوں کا تاؤ، مولوی دوست محمد کا ڈاڑھی چبانا ہمیشہ یاد رہے گا۔ یہ مناظرہ مولوی دوست محمد کا آخری مناظرہ ہوگا امید ہے آئندہ اس شکست کے بعد مبلغ اعظم کے سامنے آنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ اور اس شکست کا یہ اثر ہوا کہ مولوی دوست محمد صاحب دوسرے دن کے مناظرہ کے لئے تیار ہو گئے کہ شاید کھوئی ہوئی عزت ہاتھ آجائے۔ ورنہ یہ کہا تھا کہ جب تک مناظرہ بنات الرسولؐ کا فیصلہ نہ ہو جائے کوئی دوسری بات نہ شروع ہو گی لیکن اب مجبور تھا۔ اس مسئلہ میں مزید دلائل موجود نہ تھے۔ پبلک دل شکستہ تھی، عزتِ علمی رہ نہ گئی تھی۔ شیعہ لوگ نعرے لگاتے جا رہے تھے۔ جناب سیّدہ کے فضائل گنتے جا رہے تھے۔ جناب سیّدہ کے تمام مقام یاد کرتے جا رہے تھے۔ حد یہ ہو گئی کہ مولوی دوست محمد کو روایت اور آیت تو کجا صحاح ستہ اور مشکوٰۃ شریف باب مناقب اہل بیت اور بخاری شریف کے باب مناقب قرابۃ النبیؐ میں ان لڑکیوں کا نام تک نہ ملا۔ جب فاطمہ بضعۃ منی پر بحث ہوئی تو دوسری کسی لڑکی کے متعلق لفظ بضعہ اور ٹکڑا نہ دکھلا سکا۔

مبلغ اعظم نے جب لفظ بضعہ سے حقیقی بیٹی ہونے پر استدلال کیا تو تمام شبہات دور ہو گئے بلکہ بہت سے سنی لوگ شیعہ ہو گئے۔ اب شیعہ پُر جوش اور سنی خاموش تھے۔ مبلغ اعظم نے دوسرے دن کے مناظرہ کا اعلان کر دیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ مناظرہ ضرور ہوگا۔ اگر

دیوان صاحبان نے اجازت نہ دی تو کسی اور جگہ ہو جائے گا لیکن قریشی کو بھاگنے نہ دوں گا۔ کل انشاء اللہ خلافت کے مسئلہ پر قرآن اور حدیث سے ان کے بزرگوں کی خلافت کو ثابت نہ کر دکھاؤں تو مناظر نہ کہنا اور بارہ خلیفے اور بارہ امام قرآن شریف سے ثابت کر کے حضرت علی علیہ السلام کے سر پر خلافت کی دستار بندی بدست رسالتمآبؐ نہ دکھلا دوں تو شیعہ نہ کہنا۔ اس وقت قریشی صاحب کے چہرہ کی مرجھاہٹ، پیشانی کے شکن، آنکھوں کا جھکاؤ بلکہ چہرہ قابلِ دید تھا، دنیا حیران تھی کہ اس مسئلہ پر تو ناز تھا کل خلافت میں کیا بنے گا۔ الغرض اس پر یہ مناظرہ ختم ہوا اور دنیا کل کے انتظار میں بکھر گئی۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ وّآلِ محمّد نسخہ ہے۔ الحقُّ یعلو ولا یُعلیٰ والحقُّ مع علیٍّ۔

دوسرے دن

مناظرہ بر مسئلہ خلافت اصحابِ ثلاثہ

دوسرے دن مبلغ اعظم صاحب قریشی صاحب سے پہلے تشریف لا کر کرسی پر بیٹھ گئے۔ بعد میں قریشی صاحب تشریف لائے مگر وہ کل کا جوش و خروش کہاں، زور اور شان کہاں چہرے کی روشنی اور زینت کہاں۔ میدان مناظرہ میں تشریف لاتے وقت چہرہ اداس تھا۔ کیونکہ من مانا مایۂ ناز اور اصل مسائل کا مورچہ فتح ہو چکا تھا اس کی شکست کی حالت ہر طرح کے موضوع کی دہشت قریشی صاحب کو کھائے جا رہی تھی۔ وقت ہو گیا مناظرہ شروع ہوا قریشی صاحب نے خطبہ کے بعد آیۂ استخلاف کو قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھا۔ کیونکہ حفظ یاد نہ تھی۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ الخ کو پڑھ کر اپنے خلفاء کو وعدۂ خداوندی کا مصداق اور موعود ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضرات! وعدۂ خداوندی پورا ہو گیا جن سے وعدہ تھا وہ خلیفے بن گئے۔ اگر وہ خلیفے نہ ہوتے تو حضورؐ کے منبر پر کیسے بیٹھ جاتے حکومت پر کیسے قابض ہو جاتے۔ ان کا منبر پر بیٹھ جانے قابض ہو جانے غالب ہونے کو آخر تک دلیلِ خلافت بنایا۔ مبلغ اعظم نے اسی آیۂ استخلاف کو اس روانی اور ادائیگی قرأت اور خوش الحانی سے پڑھا کہ اپنے بیگانے

محروم گئے۔ آپ نے آیۂ استخلاف وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ کو پڑھ کر فرمایا کہ حضرات! یہ موعود من اللہ خلیفوں کا ذکر ہے جن کا ایمان مشاہدہ اور شہود فنائی تک پہنچا ہوگا۔ اعمالِ صالحہ کی حد عصمت تک ہوگی۔ کیونکہ الصّالحات جمع معرّف باللام ہے جو فائدہ استغراق دیتی ہے یعنی کل اعمال ہوں گے اور وہ سوائے معصوم کے اور کسی میں نہیں ہو سکتے۔ یہ مؤمن ہیں جن کے ایمان اور اعمال اور خلافت کا خالق نے خود دوسری جگہ اعلان فرمایا اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ۔ (پ۶۔ سورۃ المائدہ) کہ تمہارے ولی صرف تین ہیں اللہ اور اس کا رسول اور وہ مومن جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اس حال میں کہ وہ رکوع کرنے والے ہیں۔ سوا ایمان، عمل اور ولایت ثابت ہوگئی۔ صرف مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ کو یاد کرو۔ رکوع کی حالت میں حضرت علیؑ نے فقیر کو انگوٹھی دے دی۔

حضرات! اس کے بعد آیۂ استخلاف سے مبلغ اعظم نے ائمہ اطہار کے تین وعدے ثابت کئے۔

اوّل:۔ ان کی خلافت کا اعلان مثل خلافتِ ہارون، آدم، داؤد اور حضرت ابراہیم علیہم السّلام۔

دوم:۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ سے ائمہ طاہرین کے مذہب شیعہ کو مذہب حقہ صادق اور مرتضٰے اور مضبوط ثابت کر دیا کہ سوائے مذہب شیعہ کے اصول اور فروع کسی مذہب کے مضبوط اور ثابت نہ ہوں گے۔ اس مذہب کے ہر مسئلہ کی دلیل مضبوط اور متمکن ہوگی، ٹوٹ نہ سکے گی۔ دِيْنَهُمْ صاف کہہ رہا ہے کہ وہ دین کے مالک ہیں، امام ہیں، معصوم ہیں، دینی خلیفے ہیں۔ دنیا دار سیاسی نہیں۔

الَّذِي ارْتَضٰى کا جملہ اس مذہب کو تمام مذاہب پر فوقیت دے رہا ہے۔ کیونکہ خدا کا وہ پسندیدہ مذہب ہے۔ آئمہ طاہرین کا دین اور مذہب ہے۔ کیونکہ وہ مرضاۃ اللہ

کے مالک ہیں۔ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ان کی شان ہے۔ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ ان کے محب و محبوب ہونے کی سند ہے۔ تیسرا وعدہ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا کا ہے کہ ان کا خوف اور تقیہ ہمیشہ نہ رہے گا۔ بلکہ آخری خلیفۃ اللہ المہدی الہادی کے دورِ ظاہری میں جہاد بالسیف سے خوف امن میں بدل جائے گا۔ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا۔ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ کا معنی اور مترادف ہے کہ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ کہ شرک بڑا ظلم ہے جن سے شرک سرزد ہوا۔ اور اَلشِّرْكُ فِيْكُمْ اَخْفٰى مِنْ دَبِيْبِ النَّمْلِ (درِ منثور ص ۴۶، ادب المفرد ص۔) کے مصداق ہیں عہدۂ امامت اور خلافت نہیں پا سکتے۔ لہٰذا ثلاثہ صاحبان کا دامن جب تک شرک سے دائمی طور پر یعنی ماضی، حال، استقبال تینوں میں پاک ثابت نہ ہو خلافت اور امامت کہاں۔ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ سے مبلغ اعظم نے ثابت کر دیا کہ امامت اور خلافت اصولِ دین میں داخل ہے ورنہ کفر کیسا۔ اور مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ کا معنی کیا اور فرمایا هُمُ الْفٰسِقُوْنَ سے وہی فاسق مراد ہیں جو اَلْفٰسِقُوْنَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ کہ جو اللہ کا عہد اور اعلان کو پختہ ہونے کے بعد توڑتے ہیں اور جس میں وصل کا حکم ہے اس میں فصل پیدا کرتے ہیں۔ یعنی خلیفہ بلا فصل میں فصل پیدا کرتے ہیں اور ما امر اللہ کے مامور من اللہ کو اجماعی اور سیاسی خلیفہ بناتے ہیں۔ مبلغ اعظم نے فرمایا۔ حضرات! یہ آیۂ استخلاف موعود من اللہ خلفاء کی شان میں ہے۔ مثل آدم، داؤد، ہارون کے خلفاء کی آیت ہے۔ دین مرتضٰے کے مالک خلفاء کی آیت ہے۔ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا کے مصداق مظلوم خلفاء کی آیت ہے۔ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ کے مطابق اپنے منکروں اور باغیوں کی آیت نہیں۔ سیاسی، باغی، طاغی امراء کی آیت نہیں۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے صحیح مسلم جلد دوم ص۱۱۹، ترمذی شریف جلد دوم ص۱۰۱ سے یہ حدیث پڑھی لَا يَزَالُ هٰذَا الدِّيْنُ عَزِيْزًا مَنِيْعًا اِلٰى اثْنَيْ عَشَرَ خَلِيْفَةً کو ملا کر دیکھو یہ بارہ کس دین کے خلیفے ہیں۔ دین مرتضٰے کس کا دین ہے

قریش کی نسلِ اور مصطفےٰ شاخ بنی ہاشم ہے یا کوئی اور، تمام بنی ہاشم سے مصطفےٰ بنی فاطمہ میں یا کوئی اور۔ فرمایا ہمارے مولا علیؑ، حسنؑ، حسینؑ، زین العابدینؑ، محمد باقرؑ، جعفر الصادقؑ، موسیٰ کاظمؑ، علی رضاؑ، محمد تقیؑ، علی نقیؑ، حسن عسکریؑ، امام مہدی صلوٰۃ اللہ علیہم سے بڑھ کر دین کا مجسم مجموعہ دکھلا دیجئے، دین کا عالم دکھلا دیجئے، خدا کا محبوب اور مرتضےٰ دکھلا دیجئے، خاندانِ محمدؐ سے دکھلا دیجئے اپنے بارہ خلفاء اور آئمہؑ کی تعداد اپنے مذہب میں دکھلا دیجئے۔ یا ترمذی حاشیہ ص۵۵ ج ۲ میں جو آپ کے بارہ خلفاء یزید، ولید، مروان کی گردان لکھی ہے ان میں دِیْنُهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی اور لَا يَزَالُ هٰذَا الدِّيْنُ عَزِيْزًا مَنِيْعًا کی شان دکھلا دیجئے۔ آپ نے حدیثِ ثقلین سے قرآن اور اہل بیت کو پڑھا اور جامع الصغیر سیوطی ص۱۰۳ ج ۱ سے قرآن اور اہل بیت کا "خلیفتین" ہونا پڑھا۔ حضرت علیؑ کی نسبت مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اور اَنْتَ خَلِيْفَتِیْ وَهُوَ وَلِیُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِیْ پڑھا اور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد دہم ص۲۳۳ سے باب العمائم سے غدیر خم میں علیؑ کے سر پر دستار بندی پڑھی۔ حضرت حجتؑ کی بارہویں خلافت ظاہری دکھلائی۔ تیس سال کی خلافت سے مراد خلافت بلا فصل حضرت علیؑ کی ثابت کی۔ کیونکہ علیؑ رسالت مآبؐ کے بعد تیس سال زندہ رہے جو آپؐ کے خلیفہ بلا فصل تھے۔ اور صحیح مسلم جلد دوم ص۱۲۱ سے بقول حضرت عمر لَمْ يَسْتَخْلِفْ رَسُوْلُ اللّٰهِ سے اصحابِ ثلاثہ کا عدم استخلاف یعنی بنص خدا اور رسولؐ خلیفہ نہ ہونا ثابت کر دیا کہ یہ رسول اللہؐ کے ساختہ پرداختہ خلفاء نہیں ہیں۔ چنانچہ مولوی دوست محمد نے پورے ڈیڑھ بجے صاف اقرار کر لیا کہ ہم یہ کب دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کو اللہ اور رسولؐ نے خلیفہ بنایا ہے۔ چنانچہ سنی پبلک کے چہرے فق ہو گئے کہ یا اللہ! یہ کیا کہا کہ اللہ و رسولؐ کے بنائے ہوئے خلیفے نہیں پھر آیت کیسی اور حدیث کیسی۔ مولوی دوست محمد نے اپنی پبلک کی مجبوری پر کہا کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔ جب اللہ و رسولؐ نے ان کو بنایا نہیں۔ قرآن اور حدیث میں ان کی خلافت کا اعلان آیا نہیں۔ اور لَمْ يَسْتَخْلِفْ حضرت عمرؓ کا خود اقرار ہے اور حضرت خلیفہ ثانی کو یہ حسرت رہ گئی کہ کاش حضورؐ سے دریافت کر لیا ہوتا کہ آپؐ کے بعد خلیفہ

مناظرہ بستی بہار شاہ ضلع مظفر گڑھ کے مناظرہ میں جب فتح نامہ تحریر ہونے لگا تو اسی مولوی دوست محمد قریشی کی موجودگی میں

کون ہے۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ اللہ رے شانِ خلافت مہدی سُنّت گواہ چست۔ خود خلفاء کو تو اپنی خلافت کا علم نہیں اور مولوی دوست محمد صاحب ان کے اثبات میں زور لگا رہے ہیں۔ جب اجماع شوریٰ پر بات آئی تو مبلغ اعظم نے ہر سہ خلفاء کی خلافت پر حضرت علی علیہ السلام کی عدم رضامندی ثابت کر دی۔ چنانچہ بخاری شریف جلد دوم ص۱۰۰۹ سے خَالَفَ عَنَّا عَلِیٌّ دکھلا دیا کہ حضرت علیؑ بوقت سقیفہ خلافتِ اوّل ہی سے مخالف ہو گئے اور بیعت نہ کی۔ لَمْ يُبَايِعْ تِلْكَ الْاَشْهُرَ کہ فاطمہؑ کی حیاتی میں بیعت نہ کی اور بعد میں حضرت خلیفہ اوّل کو بلا کر اپنا استحقاق ثابت کر دیا اور ناراضگی کی وجہ بتلا کر ترکِ موالات سے روکا اور خلافتِ ثانیہ پر شرح عقائد نسفی سے تعریض دکھلائی اور خلافت ثالث میں مخالفت اور ناراضگی اِلَّا تَجْعَلَنَّ عَلٰی نَفْسِكَ سَبِيْلًا تک کی نوبت ثابت کر دی کہ حضرت علیؑ ان سے ناراض ہو گئے۔ حتیٰ کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے ان کو قتل کی دھمکی دی۔ جب خفیف سیدہ اور اعراق باپ فاطمہؑ کی نوبت آئی تو سید سنی سرنگوں ہو گئے۔ اپنے مریدوں کی مجبوری سے گھبرا گئے۔ آخر کار حضرت علی علیہ السلام کو ثلاثہ کے پیچھے نماز پڑھنے سے قریشی صاحب نے احتمال کرنا چاہا مگر ناکام رہے۔

اوّل تو حضرت علیؑ کا بہ نیت اقتداء ان کے پیچھے نماز پڑھنا ثابت ہی نہ کر سکے بلکہ صَلّٰی بِنَفْسِهٖ بحار الانوار جلد ہشتم سے دکھلایا گیا کہ آپ اپنی نماز پڑھتے تھے۔

دوم:۔ احتجاج طبرسی کی روایت پورا سالم پڑھنے میں خیانت کی جو موقعہ پر پکڑی گئی کہ حضرت علی علیہ السلام کے قتل کی سازش کا حصہ چھوڑ دیا اور اگلی پڑھی لیکن جب پوری روایت سامنے آئی تو شکر شیر کہنے والوں کی ہوا اڑ گئی۔

سوم:۔ جب مشکوٰۃ ص۔۔۔ سے نماز خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ اَوْ فَاجِرًا اِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ کہ نماز ہر نیک و بد کے پیچھے ہو سکتی ہے مگر خلافت کیلئے تمام اعمالِ صالحہ کی شرط ہے اور فروع کا لحاظ ہے حضرت علیؑ کا اپنی نماز خود پڑھنا بلکہ بسا اوقات دوبارہ پڑھنا اور غلط ہونے کے موقعہ پر دہرا لینا اور ان کے اماموں کا بمنزلہ دیوار کے ساتھ کھڑا ہونا دکھلایا گیا تو مولوی دوست محمد قریشی کی اس جذباتی دلیل کا حال بہت پتلا ہو گیا جب مبلغ اعظم نے بخاری شریف سے قاتلانِ عثمان کے پیچھے حسبِ اجازت عثمان صحابہ

کا نماز پڑھنا دکھلا دیا۔ حسنین علیہما السلام کی نماز مروان جیسے فاسق کے پیچھے خود اہل السنت کی کتاب بیہقی صفحہ ۱۳ جلد سوم سے دکھلا دی۔ الغرض مولوی دوست محمد صاحب نہ خلافت ثابت کرسکے نہ چار بیٹیاں۔ بہت سے لوگ شیعہ ہوگئے جو ابھی تک مذہب حقہ پر قائم ہیں اور تنظیمی طاقتوں کی شکست کا یقین ثبوت ہیں۔

حضرات! یہ وہ لوگ ہیں جو خیبر کی فتح کے بعد علیؑ کی فتح کا اقرار نہیں کرسکے اور ثلاثہ کے فرار کا اظہار نہیں کرسکے۔ مگر خدا اپنے دین کی فتح کیسے چھپنے دیتا۔ سچ ہے ؎

شاہ مرداں شیر یزداں قوتِ پروردگار
لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار

مناظرہ میں چند چشم دید گواہوں کے نام

جناب ظفر علیخان صاحب رئیسِ اعظم جہان پور ضلع ملتان۔ فیض علیخان صاحب لنگاہ رئیسِ اعظم جہان پور، فرزندان خان اللہ بخش خانصاحب لنگاہ۔ مرید عباس صاحب لنگاہ رئیسِ اعظم شجاعت پور ضلع ملتان۔ علی نواز صاحب لنگاہ رئیسِ اعظم شجاعت پور ضلع ملتان۔ جناب سید مقصود علی صاحب شمسی جہان پور۔ نور محمد صاحب خاکی۔ سید حسین شاہ صاحب و دیوان سید حضور بخش صاحب بانیانِ مناظرہ۔ جناب صفدر علی صاحب لنگاہ رئیسِ اعظم جہان پور پسر خورد جناب اللہ بخش خانصاحب لنگاہ۔ سید اصغر علیشاہ صاحب جہان پور۔ قادر بخش صاحب منظور حسین صاحب۔ غلام رسول صاحب منشی غلام حیدر و جناب غلام حیدر صاحب لنگاہ۔

(ناشر)

ناصر حسین ناصر معین مناظرہ درسِ آلِ محمد لائل پور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آئینہ شکستِ تونسوی

در

مسئلہ بناتِ نبیؐ

بمقام وجھی متصل میانی تحصیل بھلوال

ضلع سرگودھا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

حضرات مومنین! ہم اس سے قبل شکست تونسوی و اچھروی و میانوی و بھیروی و دیوبندی و بریلوی ایک اشتہار میں بمقام وچھی تحصیل بھلوال ضلع سرگودہا واضح کر چکے ہیں کہ دیوبندی و بریلوی عبدالستار تونسوی، محمد عمر اچھروی، مفتی محمد رفیق میانوی، کرم حسین شاہ بھیروی اور افتخار بنگوی یہ سب مل کر بھی مذہب حقہ شیعہ خیر البریۃ کی صداقت کا مقابلہ نہ کر سکے۔ مسئلہ خلافت اصحاب ثلاثہ پر باوجود اپنے اشتہار میں شائع کرنے کے موقعہ پر بحث کرنے سے صاف انکار کر گئے۔ اور جناب سیدہ فاطمۃ الزہراؑ طیبہ طاہرہ بنت رسولؐ کی وحدت، فضیلت، عصمت و طہارت کے مقابلہ میں نصوص صحیحہ متواترہ قطعیہ چار بیٹیاں حقیقی ثابت کرنے میں ناکام رہے۔ مجمع بیشمار تھا، اہل السنت کی کثرت تھی، بڑہ عام تھا۔ لہذا شور و غوغا تو بہت کیا لیکن علمی مقابلہ نہ کر سکے۔ اصولی مناظرہ کی تاب نہ تھی حضورؐ کی حقیقی چار بیٹیاں کسی آیت محکم اور حدیث صحیح متواترہ سے ثابت نہ کر سکے اور ضعیف روایات پر خود قائم نہ رہ سکے۔ خلافت اصحاب ثلاثہ کے قریب آخر وقت تک نہ آئے اور لوگ ان کمزوریوں کو بھانپ کر شیعہ ہو گئے۔ غلط اور جھوٹا پروپیگنڈہ جو ایڑی چوٹی کا زور لگا کر کیا تھا چار دن میں ہباءً منثورہ ہو کر رہ گیا۔ لہذا اب ہم اس کتاب میں حسب وعدہ شکست تونسوی در مسئلہ بنات نبیؐ کی مختصر روئیداد شائع کرتے ہیں۔ تاکہ پڑھے لکھے حضرات دلائل کے قوت اور ضعف، صحیح اور غلط، صدق و کذب، حق اور باطل کا خود اندازہ لگا لیں۔ کیونکہ مذہب شیعہ اثنا عشریہ صداقت کا وہ قلعہ و حصار ہے جس کو باطل کے بیشمار حملے اور زلزلے بھی نہ ہلا سکیں گے۔

حضرات! مولوی عبدالستار صاحب تونسوی نے باوجود ہزار شور و غوغا کے کل تین روایات کتب شیعہ سے پیش کیں۔ مختلف کتب سے بار بار انہیں کا تکرار و اعادہ کیا۔ دیگر نہ کوئی آیت اور نہ ہی کوئی روایت میدان مناظرہ میں پیش کرنے کی جرأت و ہمت ہوئی روایت اوّل حیات القلوب جلد دوم ص۷۱۸ سے پیش کی کہ قرب الاسناد میں بسند معتبر حضرت

صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا کی اولاد حضرت خدیجہؑ سے طاہر و قاسم، فاطمہؑ، ام کلثوم، رقیہ و زینب متولد ہوئے۔ اس کا جواب اسی وقت دے دیا گیا کہ حضورؐ! یہ روایت تیلیوں کی ہے شیعہ کی نہیں، ضعیف ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کا سند یہ ہے:

روی الحمیری فی قرب الاسناد عن ھارون بن مسلم عن مسعدۃ بن صدقۃ عن جعفر عن ابیہ علیھما السلام۔

اس سند میں ایک راوی "حمیری" شارب الخمر ہے۔ اسی وقت تونسوی صاحب کو رجال مامقانی جلد اول ص۱۲۱ سے دکھلا دیا گیا کہ "انہ کان یشرب الخمر" یعنی وہ "حمیری" ہمیشہ شراب پیتا تھا۔ حتی کہ اس کا چہرہ سیاہ ہو چکا تھا۔ اور مزید برآں یہ بھی عرض کیا گیا کہ ہمارے منکروں پر بھنگ نوشی کا الزام لگاتے ہو اور خود شرابیوں کی روایات پیش کرتے ہو اور انہیں اپنا دین و ایمان بنائے پھرتے ہو؟ اور دوسرا راوی اس سند روایت میں مسعدہ بن صدقہ ہے جو سنی تبری ہے۔ چنانچہ رجال مامقانی جلد ۳ ص۲۱۲ نکال کر عبدالستار صاحب کے سامنے جا کر رکھ دی گئی۔ کہ مسعدۃ بن صدقۃ عامی بتری۔ یعنی مسعدہ بن صدقہ عامی تبری ہے۔ روایت سنیوں کی ہے کسی شیعہ راوی کی صحیح روایت پیش کرو۔ مگر ہمت کہاں؟ بہت دیر تک پریشان رہے اور تلاش بسیار کرنے کے بعد شور مچایا کہ لو صحیح دکھلاتا ہوں۔ میں عبدالستار ہوں اسماعیل! تو مجھے جانتا نہیں میں عبدالستار ہوں؟ لو صحیح او سنی ہمارے چہرے کھل اٹھے اور افتخار بنگوی صاحب تو فرط مسرت سے رقص فرمانے لگے کہ شاید ہمارے مولوی صاحب کو چار بیٹیوں کی صحیح روایت مل گئی۔ مگر وہ آنا دیا لی جان بچ گئی۔ چنانچہ تونسوی صاحب نے حیات القلوب جلد دوم ص۲۳ سے پڑھا کہ ابن ادریس بسند صحیح از امام محمد باقر علیہ السلام روایت کردہ است کہ رسولؐ دختر بدو منافقان داد یعنی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول کریمؐ نے دو لڑکیاں دو منافقوں کو دیں، ایک کا نام ابو العاص اور دوسرے کا نام تقیۃً ترک کر دیا۔ بس پھر کیا تھا۔ عبدالستار کے طوطے اڑ گئے کہ وعدہ چار بیٹیاں دکھلانے کا تھا اور دو منافق دکھلانے کا۔ بس اب پریشان تھا کہ اگر روایت صحیح کہوں تو اپنے منہ سے اپنے بزرگ کو منافق ماننا پڑتا ہے اور اگر منافق مان لوں تو بحث کیسی؟ جھگڑا کس بات کا؟ قصہ ختم شیعہ کا مذہب ثابت جیسے پنجابی عظیم نے کہا

وہ واقعہ پر تلاوت نہ ہوتی۔

آیت سوم مباہلہ

عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت هذه الآية ندع ابناءنا وابناءكم دعا رسول الله عليا وفاطمة وحسنا وحسينا فقال اللهم هؤلاء اهل بيتي۔

مسلم ص۲۷۸ جلد۲۔ مشکوٰۃ شریف ص۵۶۸، باب مناقب اہل البیت حدیث ۱

سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جب یہ آیت مباہلہ اتری۔ ندع ابناءنا وابناءکم۔ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمۃ الزہرا، حسن اور حسین کو بلا کر عرض کی یا اللہ یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں۔ (ترمذی شریف ص۲۱۳ جلد۲)۔

حاشیہ ۹ میں ہے جب مطلق اہل البیت کا لفظ آئے تو فاطمہ، علی، حسن اور حسین بالخصوص سمجھا جاتا ہے۔ یعنی ان پانچوں کے سوا کوئی اور اہل بیت میں شامل نہیں ہو سکتا۔

لیجئے حضور تونسوی صاحب! مباہلہ میں صرف فاطمہ ہی آئی باقی کوئی بیٹی نہ داخل ہوئی نہ بلائی گئی، وجہ بتلا دیجئے۔ جواب ندارد، چپ سادھ لی، آنکھیں پتھرا گئیں۔

عذر وفات بنات غیر معقول ہے

کیونکہ اوّل تو ان لڑکیوں کے سنہ ولادت اور وفات میں اختلاف ہے۔ بقول شبلی مرحوم جناب زینب کی وفات ۸ھ میں ہوئی اور حضرت رقیہ کی وفات غزوہ بدر ۲ھ میں ہوئی جناب حضرت ام کلثوم کی وفات بقول شبلی ۹ھ میں ہوئی۔ دیکھو سیرت النبی جلد دوم حصہ اوّل ص۱۲۵ اور جناب رقیہ کی وفات بقول سیرت رحمۃ اللعالمین ۲ھ

میں ہوئی۔ دیکھو رحمۃ اللعالمین ص۱۲۵ جلد۲ اور وفات ام کلثوم [illegible] ۸ھ میں ہوئی۔ دیکھو رحمۃ اللعالمین ص۱۲۵ جلد۲۔ وفات ام کلثوم ۹ھ میں ہوئی رحمۃ اللعالمین ص۱۲۸ جلد۲ اور مباہلہ بھی ۹ھ میں ہوا۔ دیکھو سیرت النبی جلد دوم حصہ اوّل ص[illegible]

وفد نجران کا ذکر ۹ھ ص۲۹ پر ہے۔ ناظرین جب آنحضرت صلعم حضرت فاطمۃ الزہرا اور امام حسن و حسین علیہما السلام کو لیکر مباہلہ کے لئے نکلے تو عیسائیوں کی جماعت میں سے ایک شخص نے رائے دی کہ مباہلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر یہ شخص واقعی پیغمبر ہے تو ہم ہمیشہ کے لئے تباہ ہو جائیں گے۔ غرض ان لوگوں نے [illegible] جزیہ قبول کر کے صلح کر لی۔

کیوں حضور! جب مباہلہ ۹ھ میں ہوا، جناب ام کلثوم بھی ۹ھ تک زندہ رہیں تو مباہلہ میں حضورؐ نے ان کو شامل کیوں نہ کیا جب نساءنا کا لفظ جمع کے لئے تھا۔ یہ عذر بھی تونسوی کا ختم۔ یہ شخص اہل سنت کو دھوکہ میں رکھ کر ان کی دولت کھائے جاتا ہے نہ مناظرہ کر سکتا ہے نہ جواب دے سکتا ہے۔

سچ ہے خسر الدنیا والآخرۃ۔ مذہب اہل السنت بھی شیعوں کے مقابلہ میں کمزور ہے یہ کیا کرے۔

آیت چہارم خمس

وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى۔ (پ۱۰ انفال)

اور جان لو کہ جو شے بطور غنیمت وغیرہ تم کو حاصل ہو اس کا پانچواں حصہ اللہ کا اور اس کے رسولؐ کا اور آپ کے قرابت داروں کا ہے۔ (حمائل ترجمہ اشرفیہ [illegible])

عن علي قال كانت لي شارف من نصيبي من المغنم يوم بدر وكان النبي اعطاني شارفا من الخمس فلما اردت ان ابتني بفاطمة بنت رسول الله۔ (بخاری شریف ص۴۳۴ باب فرض الخمس)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں رسول اللہ نے مجھے ایک اونٹنی خمس میں سے دی

آیت ہشتم

قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی (پ ۲۵ الشوریٰ)

ترجمہ: اے میرے حبیب! ان سے کہہ دو کہ میں تم سے اس تبلیغ پر کچھ اجر مزدوری نہیں مانگتا مگر محبت سے قریبیوں میں۔

اخرج احمد والطبرانی وابن ابی حاتم والحاکم عن ابن عباس ان ھذہ الآیۃ لما نزلت قالوا یا رسول اللہ من قرابتک ھؤلاء الذین وجبت علینا مودتھم قال علی و فاطمۃ و ابناھما۔ (صواعق محرقہ ص۱۰۱)

امام احمد اور طبرانی اور حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور سے عرض کیا گیا کہ حضور! آپ کے وہ قریبی کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے۔ فرمایا علیؑ اور فاطمہؑ اور ان کے دو بیٹے۔ تفسیر مظہری ص۳۱۸ جلد ہشتم پ۲۵ اور صواعق محرقہ ص۱۰۱ پر ہے کہ حضرت علیؑ نے اور امام حسنؑ اور حضرت امام زین العابدینؑ نے اس آیت کو اپنے خطبات اور دعاؤں میں اپنے حق میں پیش کیا۔

آیت نہم وسیلہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (پ ۶ المائدہ)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم نجات پا جاؤ۔

حدیث میں ہے کہ میرے لئے مقام وسیلہ اور مقام محمود کی دعا کرو۔ وہ سب سے افضل درجہ ہے جس نے میرے لئے اس مقام کا سوال کیا دعا مانگی اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگی۔ قالوا یا رسول اللہ من یسکن معک قال علی و فاطمۃ والحسن والحسین (تفسیر ابن کثیر جلد دوم ص۵۳)۔

صحابہ کرام نے عرض کیا حضور! اس مقام وسیلہ اور مقام محمود میں آپ کے ساتھ کون ٹھہرے گا اور ساکن ہوگا۔ فرمایا علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ ٹھہریں گے۔

ترمذی شریف ص۲۱۱ میں ہے۔ عن علی ابن ابی طالب ان النبی صلعم اخذ بید حسن و حسین قال من احبنی و احب ھذین و اباھما و امھما کان معی فی درجتی یوم القیامۃ۔

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ علیہما السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس نے مجھ سے اور ان دونوں سے ان کے باپ اور ماں یعنی علیؑ و فاطمہؑ سے محبت کی وہ میرے ساتھ قیامت میں میرے درجے میں ہوگا۔

اور مستدرک حاکم ص۱۳۷ جلد سوم کتاب معرفۃ الصحابہ۔ باب مناقب علیؑ

عن سعید الخدری ان النبی دخل علی فاطمۃ فقال انی و ایاک و ھذا النائم یعنی علیاً و ھما یعنی الحسن والحسین معی مکان واحد یوم القیامۃ۔

کہ حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جناب فاطمہؑ کے پاس تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ میں اور تو اور یہ جو سو رہا ہے یعنی علیؑ اور وہ دونوں یعنی حسنؑ اور حسینؑ۔ البتہ قیامت کے دن ایک مکان میں ہوں گے۔ تو نوری صاحب! فرمائیے آیت وسیلہ میں مقام وسیلہ میں مقام محمود میں سوائے فاطمہؑ کے کوئی اور بیبی ہوگی۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

دہم آیت نور

اللہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانھا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لاشرقیۃ ولاغربیۃ یکاد زیتھا یضیٓء ولو لم تمسسہ نار نور علیٰ نور یھدی اللہ لنورہ من یشاء و یضرب اللہ الامثال للناس واللہ بکل شیء علیم پ۱۸۔ النور

اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔ مثال اس کے نور کی مانند طاق ہے کہ بیچ اس کے چراغ ہو۔ وہ چراغ بیچ قندیل شیشہ کے ہے وہ قندیل شیشہ کا گویا کہ وہ تارا ہے چمکتا۔ روشن کیا جاتا ہے وہ چراغ درخت مبارک زیتون کے سے کہ نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف ہے نزدیک ہے تیل اس کا کہ روشن ہو جاوے اور اگرچہ نہ لگے اس کو آگ روشنی اوپر روشنی کے راہ دکھاتا ہے اللہ کی طرف نور اپنے کی جس کو چاہتا ہے اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں واسطے لوگوں کے اور اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے (ترجمہ شاہ رفیع الدین)۔

عن ابی عبداللہ قال قال تبارک و تعالیٰ یا محمد انی خلقتک وعلیا نورا یعنی روحا بلا بدن قبل ان اخلق سماواتی وارضی وعرشی وبحری فلم تزل تھللنی وتمجدنی ثم جمعت روحیکما فجعلتھما واحدۃ فکانت تمجدنی وتقدسنی وتھللنی ثم قسمتھا ثنتین وقسمت الثنتین فصارت اربعۃ محمد واحد وعلی واحد والحسن والحسین ثنتان ثم خلق اللہ فاطمۃ من نور ابتداھا روحا بلا بدن ثم مسحنا بیمینہ فافضی نورہ فینا۔ (اصول کافی ص ۴۴۰ جلد اول مطبوعہ تہران)

ترجمہ:- حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد! میں نے تجھ کو اور علی کو پیدا کیا نور یعنی روح بغیر بدن کے قبل اس کے کہ میں آسمانوں، زمینوں اور اپنے عرش اور دریا کو پیدا کروں تو میری تہلیل اور تمجید کرتا رہا۔ پھر میں نے تم دونوں کی روحوں کو جمع کر کے ایک بنا دیا پھر وہ روح میری تمجید اور تقدیس اور تہلیل کرتی رہی۔ پھر میں نے اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور دو کو دو حصوں میں پھر تقسیم کر دیا پس وہ چار ہو گئے۔ ایک محمد اور ایک علی اور حسن اور حسین دو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فاطمہ کو ایک ایسے نور سے پیدا کیا جس کو پہلے بغیر بدن کے پیدا کیا پھر اللہ نے اپنے دست قدرت سے مس کیا۔ پس نور کو ہم میں جاری کر دیا۔

عن صالح ابن سہل الہمدانی قال سمعت ابا عبداللہ علیہ السلام یقول فی قول اللہ عزوجل اللہ نور السموات والارض مثل

نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح الحسن المصباح الحسین فی زجاجۃ الزجاجۃ کانھا کوکب دری کان فاطمۃ علیھا السلام کوکب دری بین نساء اھل الارض توقد من شجرۃ مبارکۃ توقد من ابراھیم علیہ السلام لا شرقیۃ ولا غربیۃ لا یھودیۃ ولا نصرانیۃ یکاد زیتھا یضیئ یکاد العلم ینفجر منھا ولو لم تمسسہ نار نور علی نور امام منھا بعد امام یھدی اللہ لنورہ من یشاء یھدی الی الائمۃ علیھم السلام من یشاء ان یدخلہ فی نور ولایتھم مخلصا یضرب اللہ الامثال للناس واللہ بکل شیئ علیم۔

(تفسیر برہان جلد سوم ص ۱۳۵ مطبوعہ تہران)

صالح بن سہل ہمدانی کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے سنا فرماتے تھے اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح کی تفسیر میں کہ مشکوۃ فاطمہ ہے یعنی طاقچہ اور اس میں پہلا مصباح یعنی چراغ حسن ہے اور دوسرا مصباح حسینؑ ہے فی زجاجۃ الزجاجۃ کانھا کوکب دری فاطمۃ علیھا السلام ہے جو ستارے کی طرح اہل زمین کی عورتوں میں متورہ اور زہرا ہے توقد من شجرۃ مبارکۃ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور لا شرقیۃ ولا غربیۃ کا مطلب یہ ہے کہ نہ یہودی ہیں نہ نصرانی یکاد زیتھا یضیئ کا مطلب یہ ہے کہ اس درخت سے علم کا اظہار اور انفجار ہو رہا ہے نور علی نور سے مراد امام بعد امام ہے۔ یھدی اللہ لنورہ من یشاء سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آئمہ طاہرین کی طرف اس شخص کو ہدایت کرتا ہے جس کو ان کے دولت کے نور میں خلوص فرما کر داخل کرنا چاہتا ہے۔ الخ

مناظرہ کوٹ سمابہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

امّا بعد واضح ہو کہ ریاست بہاولپور میں غالب سنی اکثریت ہونے کے باعث سنی حضرات نے شیعوں پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ شیعہ مبلغین و مناظرین بھی ایسے دور افتادہ مقامات پر کم ہی پہنچتے تھے۔

خداوند عالم قبلہ استاذی المکرم مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب کو جزائے تبلیغ مذہب حقہ کو سرفراز کرے کہ جنہوں نے ریاست میں متعدد مناظرے کر کے حق کو آشکار کر دیا۔ اول کوٹ [illegible] متصل [illegible] میں مولانا محمد علی شاہ ساکن چہلی راجن کا دعویٰ صرف کتاب اللہ سے خلافت امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ثابت کر کے توڑ دیا۔ اس کے بعد [illegible] بریلوی جماعت کے مایہ ناز مناظر کو چک ۲۲۲ علاقہ چشتیاں میں یادگار شکست دی جس سے ریاست کے طول و عرض میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ مذہب سنی کی [illegible] شکستوں کو دیکھتے ہوئے اہل سنت کی مختلف پارٹیوں نے متحدہ محاذ قائم کیا کہ شیعوں کو پھر چیلنج مناظرہ دیا۔ جسے سادات عظام موضع بڑھ اکبر شاہ خصوصاً سید [illegible] شاہ، سید [illegible] شاہ، سید [illegible] شاہ اور سید عطا محمد شاہ صاحبان نے غیرت [illegible] قبول کر لیا اور جناب مبلغ اعظم کی طرف گوجرہ ضلع لائل پور میں ایک خاص نمائندہ بھیج دیا گیا۔

مورخہ ۳ جولائی ۱۹۵۵ء کو علمائے اہل سنت جن میں طے شدہ تجویز کے مطابق (۱) مولوی دوست محمد قریشی (۲) مولوی اللہ [illegible] غازی خان (۳) مولوی عبدالستار تونسوی (۴) مولوی محمد حسین (۵) مولوی محمد شریف بہاولپوری مبلغین تنظیم اہل سنت (۶) مولوی محمد علی جالندھری (۷) مولوی لعل حسین اختر (۸) مولوی نیاز احمد مبلغین مجلس احرار (۹) مولوی خلیل الرحمن

ملتانی (۱۰) مولوی احمد دین گکھڑوی (۱۱) مولوی محمد صدیق [illegible] مبلغین اہل حدیث اور گرد و نواح سے کئی سنی مولوی صاحبان موقع پر پہنچ گئے۔

شیعوں کی طرف سے مبلغ اعظم مع عملہ دار التبلیغ گوجرہ دس من کتب لے کر اہل سنت کی جلسہ گاہ چک ۱۶۶ علاقہ کوٹ سمابہ ہزاروں کے اجتماع میں تشریف لے گئے۔ بس پھر کیا تھا۔ اہل سنت کی طرف سے چیلنج کا زور شور ختم ہو گیا اور لگے ادھر ادھر کی باتیں کرنے مگر مبلغ اعظم نے کوئی پیش نہ جانے دی۔ بالآخر [illegible] مناظرہ طے ہو گیا مگر اہل سنت کی طرف سے مناظر کا تعین نہ ہو سکا۔ باوجود کثرت علماء کے [illegible] پر بخوف شکست شک ہی کرتے رہے اور کہا کہ مناظر [illegible] بہرحال ساری رات مناظرہ ہوا۔ اور دنیا نے دیکھ لیا کہ حق حق ہے اور باطل باطل [illegible] متحدہ محاذ کی یہ شکست اُن کے اپنے ہی لئے باعث ذلت و خواری ہوئی [illegible] کو مٹانے کی خاطر ایک روئداد مناظرہ مکتبہ اہل السنت کی طرف سے شائع کی گئی جس میں مبلغ اعظم کی تقاریر کو بگاڑ کر اور وہ بھی صرف چار سطروں میں ہی پیش کر کے [illegible] کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔

لہذا ضروری سمجھا گیا کہ اس مناظرہ کی حقیقت سے نقاب کشائی کی جائے تاکہ حقیقی منظر عوام کے سامنے آ سکے۔ میں نے [illegible] مناظر کی تقاریر اُن کی اپنی ہی مرتبہ روئداد کے مطابق من و عن نقل کر دی ہیں [illegible] صاحب مولوی فاضل شکریہ کے مستحق ہیں [illegible] نوٹ کر کے شیعہ دار التبلیغ گوجرہ کے سپرد کیں۔

اہل سنت حضرات کی طرف سے شرائط مناظرہ کی [illegible] کے لئے مولوی لعل حسین اختر اور شیعوں کی طرف سے سید [illegible] حسین بخاری [illegible] مبلغ اعظم مقرر ہوئے۔

شرائط مناظرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرائط مناظرہ مابین اہل سنت والجماعت و شیعہ بمقام چک نمبر ۴۲ N.P. بستی چوہدری محمد صدیق صاحب تھانہ کوٹ سمابہ تحصیل و ضلع رحیم یار خان۔

یہ مناظرہ باتفاق فریقین ہو رہا ہے۔ ہر دو فریق بانیان مناظرہ اپنے اپنے فریق کے حفظ امن کے ذمہ دار ہوں گے۔ حفظ امن کے لئے جو وسائل وہ مناسب سمجھیں گے اختیار کریں گے۔ چنانچہ ایک وسیلہ یہ ہوگا کہ جانبین کے دس دس آدمی درمیان میں حفاظت کیلئے مقرر کر دیئے جائیں گے۔

موضوع اوّل:۔ خلافت اصحاب ثلاثہ پیش کردہ شیعہ صاحبان

موضوع دوم:۔ ایمان و اسلام اہل شیعہ پیش کردہ اہل سنت صاحبان

شرائط

شرط اوّل:۔ ماخذ دلائل قرآن و حدیث و مسلمات شیعہ

دوم:۔ ماخذ دلائل قرآن و حدیث و مسلمات اہل سنت

سوم:۔ مناظرہ میں اصول مناظرہ کی پابندی لازمی ہوگی۔

چہارم:۔ مناظرہ تقریری ہوگا۔

پنجم:۔ دونوں مناظرے تین تین گھنٹے ہوں گے۔ دونوں مناظروں میں فریقین کی تقریریں دس دس منٹ کی ہوں گی اور آخری تقریریں پانچ پانچ منٹ کی۔

ششم:۔ مناظر کا نام اسٹیج پر بتایا جائے گا۔

ہفتم:۔ فریقین کی طرف سے ایک ایک صدر ہوگا جس کا فرض شرائط کی

پابندی کرانا ہوگا۔

ہشتم:۔ کسی مناظر کو شرائط مرقومہ کی خلاف ورزی کرنے کا حق نہ ہوگا اگر خلاف ورزی کرے گا تو جانبین کے صدر اسے نہیں روکیں گے۔

نہم:۔ سوائے صدر اور مناظر کے اور کسی کو بولنے کا حق نہ ہوگا۔

مناظرہ بتاریخ ۲ جولائی ۱۹۵۵ء آٹھ بجے شب سے شروع ہو کر دونوں موضوع پر ہو کر ختم ہو جائے گا۔

دستخط:۔ چوہدری محمد صدیق بانی منجانب اہل سنت

" چوہدری محمد یعقوب " " "

" سید محمد علی شاہ " " "

" سید مظفر علی شاہ " " "

" سید حضور بخش شاہ صاحب سجادہ نشین مدّ اکبر شاہ منجانب شیعہ

" سید محمود حسین شاہ صاحب " " "

" سید منظور حسین شاہ صاحب " " "

" سید عطا محمد شاہ صاحب " " "

" سید جمال شاہ صاحب جیلانی سکنہ سنجر پور زمیندار موضع سونک منجانب اہل سنت

موضوعِ اوّل

خلافتِ خلفاءِ ثلاثہ

مناظرِ اہلِ سنت:- مولوی محمد صدیق صاحب تاندلیانوالہ (اہلحدیث)

معین مناظر:- (۱) مولوی دوست محمد صاحب قریشی
(۲) مولوی عبدالستار صاحب جھنگوی } مبلغین تنظیم اہلِ سنت

صدر مناظرہ:- مولوی لعل حسین صاحب اختر (احراری)

مناظرِ شیعہ:- مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب قبلہ

معین مناظر:- ہر دو تلمیذ مولانا سید خادم حسین بخاری و خادم حسین خان۔

صدر مناظرہ:- مولوی محمد عارف صاحب خانپوری

مناظرہ ٹھیک ۹ بجے رات شروع ہوا

تقریر مناظرِ اہلِ سنت

حضرات! میں نے خلفاءِ ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلافتِ حقہ کو قرآن اور اہلِ شیعہ کی کتابوں کی روشنی میں ثابت کرنا ہے۔ قرآن میں ہے:-

استدلال نمبر ۱:- وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

طرزِ استدلال:- دیکھئے اس آیت میں خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ایمان والوں اور نیک کام کرنے والوں کو جو تم میں سے ہیں خلیفہ بناؤں گا اور ضرور خلیفہ بناؤں گا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق نبی کریم صلعم کے صحابہ کرام میں سے خلفاء بنائے وہی ایماندار تھے اور وہی نیکوکار۔ اگر یہ حضرات خلافتِ حقہ کے مستحق نہ ہوتے تو خدا تعالیٰ ان کو خلیفہ نہ بناتا۔

نیز یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ خلفاءِ حقہ کی دوسری علامت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ ان خلفائے حقہ کے مذہب کو دنیا میں غالب کر دے گا اور بفضلہ تعالیٰ ان کا مذہب آج تک غالب ہے جو کہ ان کے خلفاءِ حقہ ہونے کی دلیل ہے۔

نیز خدا تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خلفاء کے خوف کو امن سے بدل دیگا چنانچہ رسولؐ کی زندگی میں ان پر تکلیفیں آئیں اور وقتِ خلافت میں ان کے خوف کو امن سے بدل دیا گیا۔

استدلال نمبر ۲:- اب اس کی تائید میں مذاق العقول شرح الفروع والاصول ص۱۲۳ کی عبارت پیش کرتا ہوں:-

ولنورثنهم من ارض الکفار من العرب والعجم — یعنی ان خلفاء کو کفار کی زمین کا عرب و عجم سے وارث بنائیں گے۔

استدلال نمبر ۳:- تفسیر قمی جو شیعوں کی تفسیر ہے صفحہ ۱۲۳ میں ہے:

ان ابابکر یلی الخلافة من بعدی ثم بعده ابوک ... حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میرے بعد ابوبکر صدیق خلافت کا والی بنے گا۔ ان کے بعد حضرت عمرؓ۔

میں نے اس وقت تک ایک آیت، تین استدلال اور دو عبارتیں شیعوں کی کتابوں سے بطور دلیل پیش کی ہیں۔ میں دیکھوں گا کہ میرے فاضل مخاطب جواب دیں گے ؎

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

استدلال نمبر ۴:-

دوسری آیت سنیئے

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ — زبور میں ہم نے لکھ دیا ہے کہ (زمین) کے وارث میرے بندوں میں سے نیک ہوں گے۔

دیکھئے خلفاء ثلاثہ کی نیکی بھی مسلّم ہے اور خلافت بھی مسلّم۔

استدلال نمبر ۵

تیسری آیت :- وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً — جن لوگوں نے ایمان دیا اور ہجرت کی، خدا کی رضا میں اپنے بعد ان پر ظلم کئے گئے ضرور ان کو دنیا میں اچھا مقام دیا گے۔

طرزِ استدلال :- اس کے مطابق خدا نے وعدہ بھی کیا اور پورا بھی کیا۔ یعنی خلفاء ثلاثہ کو غلبہ بھی نصیب ہوا اور خلافت بھی جو بہترین مقام ہے۔

تقریر مناظر شیعہ

آپ نے نہایت خوش الحانی سے مندرجہ ذیل خطبہ پڑھا:-

الحمد للّٰہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللّٰہ ولقد جاءت رسل ربنا بالحق فسلام علی المرسلین لا سیما علی خاتم النبیین وآلہ الطیبین الطاھرین ولعنۃ اللّٰہ علی اعدائھم اجمعین۔ اما بعد فقد قال اللّٰہ تبارک وتعالٰی فی کتابہ المبین۔ وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضٰی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون (پ سورہ نور)۔

اس کے بعد آپ نے اہل السنت کا مسلّمہ ترجمہ مصنفہ شاہ رفیع الدین صاحب آخر تک پڑھا۔

وعدہ کیا اللہ نے اُن لوگوں سے جو کہ ایمان لائے ہیں تم میں سے اور کام کئے

اچھے۔ البتہ خلیفہ کرے گا ان کو بیچ زمین کے جیسا کہ خلیفہ کیا تھا ان لوگوں کو کہ پہلے ان کے تھے اور البتہ ثابت کر دے گا واسطے اُن کے دین ان کا جو پسند کر لیا ہے واسطے ان کے اور البتہ بدل دے گا ان کو پیچھے ڈر ان کے کے امن وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں کریں گے۔ اور جو انکار کرے بعد اس کے پس وہ فاسق ہیں۔

خلافت بلا واسطہ

اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ حضرات! یہ اصحاب ثلاثہ کی خلافت کا ذکر نہیں بلکہ خلافتِ الٰہیہ اور خلافتِ نبویہ کا ذکر ہے۔ اصحابِ ثلاثہ خلیفۃ اللہ ہیں نہ خلیفۃ الرسول ہیں۔ کیونکہ خلیفۃ اللہ و خلیفۃ الرسول وہ ہو سکتا ہے جس کو اللہ اور رسول بنائے۔ خود خداوند تعالیٰ نے فرمایا :- اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کہ میں خود خلیفہ بنانے والا ہوں، زمین میں۔ اور یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ۔ یعنی اے داؤد تجھ کو ہم نے زمین میں خلیفہ بنا دیا۔

خلافت بالواسطہ

اور حضرت ہارون علیہ السلام کی خلافت کا اعلان بالواسطہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بایں الفاظ فرمایا:-

وَقَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ (پ سورہ اعراف) یعنی اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام سے کہ تو میرا خلیفہ ہو۔ میری قوم میں اور اصلاح کر اور فساد کرنے والوں کے راستہ کی پیروی مت کر۔

حضرات! آپ نے سمجھ لیا کہ جو اللہ کے خلیفے ہوتے ہیں، اُن کا اللہ اور رسول اعلان کرتے ہیں۔ بلا واسطہ یا بالواسطہ دیکھو شرح خصوص الحکم از مُلّا جامی صفحہ و شرح خصوص الحکم از اشرف علی تھانوی۔ چونکہ خلفاء ثلاثہ کا اعلان نہ تو اللہ نے کیا اور نہ ہی رسول نے لہٰذا یہ موعود خلیفے نہ ہوئے۔ اگر ان کے ساتھ اللہ کا وعدہ ہوتا تو گھر بیٹھے خلیفے ہو جاتے۔ جنازہ رسول کریم چھوڑ کر سقیفہ نہ جاتے اور خاتون کے گھر آگ لے جانے کی کیا ضرورت تھی؟

لہذا حضرات گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ مقام بھی باطل اور بیہودہ ہی چاہیے تھا۔ جیسی خلافت ویسا مقام ؎

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

باقی رہا جنازۂ رسولؐ کو چھوڑنا اور خلافت کے لئے جانا تو وہ آپ کی کتب معتبرہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ دیکھئے شرح مواقف از میر سید شریف ص۷۴۹ باب المرتد از الرقی اور امامت ومباحثھا اور شرح عقائد نسفی وغیرہ۔

بکروا الی سقیفۃ بنی ساعدۃ وترکوا اہم الاشیاء وھو دفن رسول اللہ۔

کہ خلافت کے لئے ابوبکر و عمر سقیفہ کو چلے گئے اور انہوں نے اس کے لئے بہت ضروری اور اہم چیزوں کو چھوڑ دیا، اور وہ ضروری اور اہم چیز تھی رسول خدا کا دفن کفن کسی نے سچ کہا ہے ؎

چوں صحابہ حبِّ دنیا داشتند
مصطفےٰ را بے کفن بگذاشتند

جب یہ حوالہ جات کتب اہل السنت سے پیش ہوئے تو لعل حسین صاحب بہت ہی شرمندہ اور کھسیانے سے ہو کر خاموش ہو گئے۔ خدا بھلا کرے سید مظفر علی شاہ صاحب جج سنی کا جنہوں نے اہل السنت کے بانیانِ مناظرہ میں سے ہونے کے باوجود یہ فیصلہ دے دیا کہ سقیفہ اور جنازۂ رسولؐ کا ذکر خارج از بحث نہیں۔ کیونکہ خود ہماری کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے۔ جس کو ہماری بات میں شک ہو، سید مظفر علی صاحب بخاری حنفی المذہب سے تصدیق کر سکتا ہے۔ اس تفصیل کے بعد لعل حسین صاحب ٹھنڈے پڑ گئے۔ اس حقیقت کو محمد صدیق صاحب تاندلوی اور مولوی دوست محمد صاحب قریشی نے اپنے فرقہ وارانہ اخبار کے صفحہ پر ان الفاظ چھپایا ہے کہ "بالآخر شیعی مناظر نے تعلق ظاہر کرنے کی کوشش کی" یہ نہ لکھا کہ شیعہ مناظر نے ہماری کتابوں کے مندرجہ بالا حوالے دیئے اور موضوع کی تعریف کی اور سید مظفر علی شاہ صاحب نے ہمارے خلاف فیصلہ دے کر ہم کو جھوٹا کر دیا۔ تب ہم خاموش ہو گئے۔

بس پھر کیا تھا۔ لعل حسین صاحب بیچ میں کود پڑے کہ آپ موضوع سے باہر جا رہے ہیں۔ جنازہ کا ذکر نہ کیجئے، سقیفہ کا ذکر نہ کیجئے۔ یہ خارج از موضوع ہے میں آپ کو ادھر نہ جانے دوں گا۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرت! ذرا موضوع کی تعریف تو کیجئے۔ چنانچہ لعل حسین صاحب کی علمی طاقت تو اتنی تھی نہیں کہ تعریف کر سکتے۔ وہ تو شور ڈال کر اپنے مناظرہ میں موجود ہونے کا ثبوت دینا چاہتے تھے۔ آخر مبلغ اعظم نے موضوع کی تعریف خود کی۔ الموضوع ما یبحث عن عوارضہ الذاتیۃ کہ موضوع وہ ہوتا ہے جس کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جائے یعنی جو چیزیں موضوع سے متعلق ہوں۔ ان کو پیش کیا جائے۔ بنا بریں سقیفہ اور ترک جنازۂ رسولؐ کا ذکر خلافت ثلاثہ کے عین عوارض سے ہے۔ کیونکہ سقیفہ میں یہ خلافت تیار ہوئی اور جنازۂ رسولؐ چھوڑ کر اس کو بنایا گیا۔ اگر جنازہ اور سقیفہ خارج از موضوع ہیں تو تمہاری کتابوں میں ان کو باب خلافت و امامت میں کیوں ذکر کیا گیا ہے۔ دیکھو ذکر سقیفہ صحیح بخاری باب رجم الحبلی جلد۴ ص۱۰۲

اِنَّہٗ قَدْ کَانَ مِنْ خَبَرِنَا حِیْنَ تَوَفَّی اللّٰہُ نَبِیَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَنْصَارَ خَالَفُوْنَا وَاجْتَمَعُوْا بِاَسْرِھِمْ فِیْ سَقِیْفَۃِ بَنِیْ سَاعِدَۃَ ۔	یعنی حضرت عمر فرماتے ہیں کہ ہماری خبر یہ ہے کہ جب اللہ نے اپنے نبی کو وفات دی تو انصار نے ہماری مخالفت کی اور وہ سب سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے۔

حضرات! یہ ہے ذکر سقیفہ جہاں آپ کے ابوبکر کی خلافت تیار ہوئی۔ آپ کو ذکر سقیفہ برا کیوں معلوم ہوتا ہے۔ یہ تو آپ کے بزرگوں کا مرکز خلافت ہے مجھے معلوم ہے جس واسطے آپ کو برا معلوم ہوتا ہے۔ بقول آپ کی کتاب "غیاث اللغات" ص۲۲۸ مطبوعہ لاہور۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ :-

کہ سقیفہ ایوانے بود پنہاں کہ عرب برائے مشورہ باطل دراں جمع مے شدند و معنی سقیفہ مشورہ سخنے بیہودہ را ہم گویند	یعنی سقیفہ ایک محل تھا پوشیدہ جہاں عرب باطل مشوروں کیلئے جمع ہوا کرتے تھے اور مجازاً سقیفہ مشورہ اور سخن بیہودہ کو کہتے ہیں۔

چنانچہ یہ حتی لعل حسین صاحب کے دخل در معقولات کی حقیقت ۔ جو وقت اس بحث پر صرف ہوا وہ مبلغ اعظم کے وقت میں شامل نہ کیا گیا ۔

اس کے بعد قبلہ مبلغ اعظم نے پھر تقریر شروع کی ۔ کہ حضور یہ وعدۂ خلافت تو ایمان والوں سے ہے جن کے اعمال صالح ہوں اور ان کی خلافت کا اعلان اللہ تعالیٰ بذریعہ رسول کرے جیسے پہلے خلفاء کا کر چکا ہے ۔ اور اس کے واسطے سے دین محکم ثابت کرے گا اور خوف کے بعد ان کو امن آئے گا اور وہ اللہ کی عبادت کریں گے اور وہ شرک ہرگز نہ کریں گے ۔ ان کی خلافت کا منکر اور مخالف فاسق ہوگا ۔

اوّلاً ایمان کامل کی شرط ہے ۔ مگر ایمان ثلاثہ ثابت نہیں ۔ شرائط ایمان سامنے رکھئے اور اپنے خلفاء کا ایمان ثابت کیجئے ۔ اس کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ پیش کیں ۔

انما المومنون امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصدقون ۔ (پ۲۶ الحجرات)

یعنی سوائے اس کے نہیں ۔ کہ مومن وہ ہیں جو ایمان لائے ساتھ اللہ اور رسول کے ۔ پھر انہوں نے شک نہ کیا اور انہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا ۔ وہی سچے لوگ ہیں ۔

وعد اللہ الذین امنوا

پس ثابت ہوا کہ ایمان کے لئے تصدیق اور اطمینان قلب کی ضرورت ہے ۔ لیکن مشکل تو یہ ہے کہ مندرجہ صفات ایمان ثلاثہ صاحبان کو نصیب نہیں ۔ پھر آپ نے اہل السنت کی کتابوں سے عمر کا شک فی النبوۃ پیش کیا تفسیر خازن صـ۱۷۱ جلد۱ ، اور درمنثور صـ۱۷ جلد۱ سے یہ عبارت پڑھی

قال عمر واللہ ماشککت منذ اسلمت الا یومئذ ۔ یعنی حضرت عمر نے کہا کہ میں جب سے ایمان لایا تھا مجھ کو کبھی شک واقع نہ ہوا مگر آج کے دن (یعنی صلح حدیبیہ کے دن) پھر اہل السنت کی مشہور کتاب فتح الملہم شرح صحیح مسلم جلد ۲ صـ۳۹۱ سے یہ عبارت پیش کی ۔

فوقع فی صدر عمر شئی عرفہ النبی فی وجہہ فقال

پس حضرت عمر کے سینے میں کوئی ایسی چیز واقع ہوگئی جس کو حضور نے اس کے چہرے

فضرب فی صدرہ وقال ابعد شیطانا ۔

پہچان لیا ۔ پس آپ نے اسکے سینے پر ہاتھ مار کر کہا کہ عمر اپنے سینے سے شیطان کو دور کر ۔

یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا

آپ نے لا یشرکون بی شیئا کے متعلق فرمایا کہ خلیفۃ اللہ کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے ۔ مگر ابو بکر میں بعد اسلام بھی شرک چیونٹی کی چال سے زیادہ باریک چلنے کی گواہی خود رسالت مآب نے دی ہے ۔ دیکھو ادب المفرد مصنفہ امام بخاری صـ۱۰۵ اور درمنثور جلد دوم صـ۲۹

یا ابا بکر الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل فقال ابوبکر وھل الشرک الا من جعل مع اللہ الٰھا اخر فقال النبی والذی نفسی بیدہ الشرک اخفی من دبیب النمل (ادب المفرد صـ۱۰۵)

حضور نے فرمایا اے ابوبکر تمہارے اندر شرک چیونٹی کی چال سے باریک چل رہا ہے ۔ ابوبکر نے کہا حضور شرک تو اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو شریک کرنے کا نام ہے ۔ حضور نے قسم کھا کر فرمایا کہ شرک تمہارے اندر چیونٹی کی چال سے بھی باریک چل رہا ہے ۔

اب فرمایئے کہ جن کے اندر بعد از اسلام بھی شرک باقی ہو ان کو خلیفۃ اللہ اور خلیفۃ الرسول کہنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے ۔

وعملوا الصلحت

باقی رہے اعمال صالح ۔ تو خاتون قیامت کو ناراض کرنا اور ان کے گھر کو آگ لگانے کی کوشش کرنا اور جہادوں سے فرار کرتے رہنا اور حضور کے آخری وقت میں تعمیل ارشاد کی بجائے ہذیان کی نسبت حضور کی طرف کرنا اور ایک ایسی وصیت لکھنے میں مخل ہونا جو قیامت تک امت کی ہدایت کی ضامن تھی اگر یہی اعمال صالح ہیں تو عملوا الصلحت کی شرط بے شک آپ کے خلیفوں میں پائی گئی ہے ورنہ نہیں ......

ناراضگی بنتِ رسول اللہ

پھر آپ نے اپنے دعویٰ کی تائید میں بنتِ رسولؐ کا ناراض اور غضبناک ۔ بخاری شریف ص۴۳۵ جلد اوّل باب الخمس سے پیش کیا کہ:۔

فغضبت فاطمة بنت رسول اللہ فہجرتہ فلم تزل مہاجرتہ حتی توفیت ۔	یعنی بی بی پاک ابوبکر پر ناراض ہوگئیں اور قطع تعلقی اختیار کرلی حتیٰ کہ وفات پاگئیں ۔

اور صحیح مسلم جلد ۲ ص۹۱ پر ہے کہ رسولؐ کی بیٹی نے ان کو اپنے جنازے کی شرکت سے بھی روک دیا تھا اور دخترِ رسولؐ کے گھر کو آگ لگانے کا قصہ عقد الفرید جلد ۲ ص۶۳، تاریخ طبری جلد ۳ ص۱۹۸، الفاروق ص۶۷ سے پیش کیا ۔

امر اوّل ۔ خدا نے اُن کو خلیفہ بنایا ہی نہیں جس کا خود اُن کو اقرار ہے ۔ دیکھو کتاب بخاری جلد ۲ ص۲۲۷ اور صحیح مسلم جلد اوّل ص۱۲۰ ترمذی ص۳۷

عن عبد اللہ بن عمر قال قیل لعمر بن الخطاب استخلف قال ان استخلف فقد استخلف ابوبکر وان لم استخلف فلم یستخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ترمذی)	یعنی حضرت عمر نے کہا کہ اگر میں خلیفہ مقرر کروں تو میرا عمل سنتِ ابوبکر پر ہوگا ۔ اور اگر نہ کروں تو موافق رسول اللہ ۔ کیونکہ رسول اللہ نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا ۔

حتیٰ کہ تفسیر ابن کثیر جلد ۴ ص۵۹۵ پر حضرت عمر فرماتے ہیں کہ مجھے یہ معلوم نہ ہو سکا من الخلیفة بعدہ یعنی حضورؐ کے بعد خلیفہ کون ہے ۔

باقی رہا سوال غلبہ کا سو قرآن میں غلبہ کا کوئی لفظ نہیں ہے البتہ تمکین دین کا لفظ ہے جس کے معنے بقول شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ رفیع الدین صاحب محکم اور ثابت ہونے کے ہیں ۔ اور محکم وہ دین ہے جس کے اصول محکم ہوں ۔ دینِ ثلاثہ کہاں محکم ہوا

جن کا کوئی اصول ہی نہیں ہے ۔ کبھی شوریٰ تو کبھی اجماع اور کبھی غلبہ ۔ ہاں حضرات محکم اور ثابت مذہب اہلبیتِ رسولؐ کا مذہب ہے جس کے فروع و اصول ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ مذہب اہلبیتؑ کے پیرو باوجود مصائب و آلام کے ہمیشہ ثابت قدم رہے ۔ جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا ۔

عن جابر ابن عبد اللہ یقول سمعت النبی علی المنبر یقول لا تزال طائفة من امتی قائمة بامر اللہ لا یضرھم من خذلھم وخالفھم حتی یاتی امر اللہ وھم ظاھرون علی الناس ۔ (مسلم جلد ۲ ص۱۴۳)	یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ میری اُمت میں سے ایک طائفہ یعنی گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا اور امر اللہ کے ساتھ قائم رہے گا ۔ اور جو شخص ان کی مخالفت یا ان کو رُسوا کرنے گا اُن کو نقصان نہ پہنچا سکے گا ۔ حتیٰ کہ اللہ کا امر آ جائے اور وہ حق پر قائم اور غالب رہیں گے ۔

اب یہ گروہ ثلاثہ کا گروہ تو ہو نہیں سکتا ۔ کیونکہ اس گروہ میں یزید و مروان جیسے بھی شامل ہیں ۔ دیکھو شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص۸۴ تو یہ گروہ آئمہ طاہرین کا گروہ ہی ہو سکتا ہے جن کی شان میں قرآن مجید میں اللہ پاک نے فرمایا کہ :۔

وممن خلقنا امة یھدون بالحق وبہ یعدلون ۔	یعنی ہماری خلقت سے ایک اُمت ایسی ہوگی جو ہمیشہ حق کے ساتھ ہدایت چلے گی ۔

چنانچہ اسی اُمت کے آئمہ اور اُمت دونوں کو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یا علی انت وشیعتک فی الجنة زمانہ ... باقی رہا خوف کا امن سے بدلنا ۔ تو ثلاثہ چونکہ ... ہیں ۔ حضرت ابوبکر تو مکے میں ابن الدغنہ کافر کی پناہ میں رہے جیسا کہ بخاری جلد اوّل ص۵۵۲ میں ہے کہ :۔

فقال ابن الدغنة فان	یعنی ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکر

مبلغ اعظم نے فرمایا، حضرات! یہ ان کی کتنی خیانت ہے کہ قرآن کی آیت جس پر کل کا اجماع ہے اس کو تو چھپاتے ہیں اور جس کی صاحب مرآۃ العقول تردید کرکے غلط ثابت کر رہا ہے اس کو پیش کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے دوست شیعہ کتب تو درکنار، اگر سنی کتب سے بھی یہ دکھا دیں کہ ثلاثہ نے اپنی خلافت کے لئے اس آیت سے کبھی استدلال کیا ہو یا کبھی یہ دعویٰ کیا ہو کہ یہ آیت ہمارے حق میں نازل ہوئی ہے تو پھر ما لک الملک اس سورۃ بد کی شکست اور گواہ جیت کا کچھ مطلب نہیں۔ یہی دعوے سے کہتا ہوں کہ قیامت تک نہ دکھا سکیں گے۔ آیئے میں اہل سنت کی کتابوں سے دکھاؤں کہ یہ آیت ائمہ اہل بیت کے حق میں ہے۔

عن عطیۃ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض قال اہل بیت ھھنا واشارۃ بیدہ الی القبلۃ (تفسیر در منثور جلد ۵ صفحہ) یعنی آیت استخلاف اہل بیت کے حق میں ہے اور اہل بیت سے مراد اس قبلہ کے اہل ہیں۔

مولانا محمد اسماعیل صاحب نے اس پر بہت زور دیا کہ جس طرح میں نے مخالف موافق کی حدیثوں سے یہ ثابت کیا کہ یہ آیت اہل بیت اور ائمہ معصومین کے حق میں نازل ہوئی ہے سنی مناظر کو چاہیئے کہ حضور کی مرفوع متصل حدیث سے یا ثلاثہ میں سے کسی کے قول سے یہ ثابت کرے کہ آیۃ استخلاف کا نزول بھی ثلاثہ ہوا ہے۔ ورنہ قیاس اور جوڑ توڑ دلیل محکم نہیں بن سکتے اسکو رد کرسکے۔

اس پر مالک قرآن اللہ اکبر شیعہ خوشی سے اچھل اچھل پڑتے تھے، اور چاہتے تھے کہ نعرہ ہائے حیدری سے اپنے جذبات کا اظہار کریں۔ لیکن مبلغ اعظم نے حفظ امن کی خاطر سختی سے روک دیا۔

استدلال نمبر ۳:۔ بحوالہ قمی کے جواب میں مولانا محمد اسماعیل صاحب نے فرمایا کہ حضرات یہاں بھی سنی مناظر خیانت کرتا چلا جاتا ہے۔ اگر ہمت ہے تو قمی شریف کی ساری عبارت پڑھے اور پیش کرے۔ کانٹ چھانٹ کرنا خیانت ہے۔ پوری عبارت پڑھو تاکہ خلافت ابوبکر و عمر کی قلعی کھل جائے۔ پھر دیکھو کہ یہ خلافت راشدہ کی پیشگوئی ہے یا خلافت شر اور تجدد ظلم کی۔ چونکہ سنی مناظر اپنی چوری کو جانتا تھا اس لئے وہ تو نہ سنا سکا

البتہ مبلغ اعظم نے خود تفسیر قمی ہاتھ میں لی اور عوام کو یہ پوری عبارت سنائی:

استدلال نمبر ۳ کا جواب:۔

قال علی بن ابراھیم کان سبب نزولھا ان رسول اللہ کان فی بعض بیوت نسائہ وکانت ماریۃ القبطیۃ تکون معہ تخدمہ فکان ذات یوم بیت حفصۃ فذھبت حفصۃ فی حاجتھا فتناول رسول اللہ ماریۃ فعلمت حفصۃ بذالک فغضبت واقبلت علی رسول اللہ فقالت یا رسول اللہ ھذا فی یومی وفی داری وعلی فراشی فاستحیی رسول اللہ منھا فقال کفی فقد حرمت ماریۃ علی نفسی ولا اطاھا بعد ھذا ابداً وانا افضی الیک سراً فان انت اخبرت بہ فعلیک لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین فقالت نعم ما ھو قال ان ابابکر یلی الخلافۃ من بعدی ثم من بعدہ ابوک فقالت من اخبرک بھذا قال اللہ اخبرنی فاخبرت حفصۃ عائشۃ فی یومھا ذالک فاخبرت عائشۃ ابابکر فجاء ابوبکر الی عمر فقال لہ ان عائشۃ اخبرتنی عن حفصۃ بشئ ولا اثق بقولھا فاسئل انت حفصۃ فجاء عمر الی حفصۃ فقال لھا ما ھذا الذی اخبرت عنک عائشۃ فانکرت بذالک فقالت ما قلت لھا من ذالک شئ فقال عمر ان کان ذالک حقاً فاخبرینی حتی نتقدم فیہ فقالت نعم قد قال ذالک رسول اللہ فاجتمعوا اربعۃ علی ان یسموا رسول اللہ فنزل جبریل علی رسول اللہ بھذہ السورۃ الخ (تفسیر قمی طبع ایران ص)

ترجمہ:۔ علی بن ابراہیم قمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سورۃ تحریم کا شان نزول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی کسی بیوی کے گھر میں رونق افروز تھے اور جناب ماریہ قبطیہ حضور کی خدمت کر رہی تھی۔ اور ایک دن حضرت حفصہ کے گھر میں تھے

بلکہ ایسی پیشین گوئیاں تو قرآن مجید میں بھی موجود ہیں۔ فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنھم اللہ فاصمھم و اعمیٰ ابصارھم۔ (پ سورہ محمد)

ترجمہ:- پس کیا ہو تم نزدیک اس بات کے کہ اگر والی ہو تم حکم کے یہ کہ فساد کرو بیچ زمین کے اور کاٹو قرابتیں اپنی یہ لوگ ہیں جن کو لعنت کی اللہ نے۔ پس بہرہ کر دیا اور اندھا کر دیا آنکھوں ان کی کو۔

استدلال نمبر ۴ کی حقیقت:-

استدلال نمبر ۴۔ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون کے جواب میں مبلغ اعظم نے فرمایا کہ شاید میرے مقابل دوست تفسیر جلالین بھی نہیں پڑھے ہوئے۔ ان کی اپنی تفسیر جلالین ص ۲۷۵ میں ہے کہ ان الارض ارض الجنۃ یعنی قول یہی ہے کہ اس ارض سے مراد ارض جنت ہے یعنی جنت کی زمین۔ اور تفسیر بیضاوی جلد ۲ ص ۳۱ علیٰ حاشیہ القرآن میں بھی ہے کہ ان الارض ارض الجنۃ کہ اس سے جنت کی زمین مراد ہے اور یہی تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۲۰۱ میں ابن عباس سے مروی ہے۔

اور اگر اس سے ارض دنیا بھی مراد لی جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وارث تو صالحین ہیں غیر صالح نہیں۔ یہ شرط صالحیت خلاثہ میں مفقود ہے۔ لہذا مخالفین کا قبضہ مخالفانہ اور ناجائز ہے جو کبھی دور کر دیا جائے گا۔ اور اس کی مدت ظہور مہدی آخر الزمان ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کے ص ۴۶۹ پر بایں الفاظ مرقوم ہے کہ قال رسول اللہ یکون فی اخر الزمان خلیفۃ یقسم المال ولا یعدہ۔ کہ حضورؐ نے فرمایا کہ آخر زمانے میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال کو بغیر گننے کے تقسیم کرے گا۔

پھر آپ نے اس سچے وارث زمین خلیفے کا خاندان ان لفظوں میں فرمایا کہ یقول المھدی من عترتی من اولاد فاطمۃ یعنی مہدی میری عترت میں سے ہوگا۔ یعنی اولاد فاطمہ سے ہوگا۔ (مشکوٰۃ ص ۴۷۰)

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! جن صالحین کو خدا نے وارث زمین کیا وہ یہ نہیں ہیں کہ کوئی تو رسولؐ کی بیٹی کو حق پدر سے محروم کر دے اور کوئی یہ مقصور علاقہ

مروان جیسے راندۂ بارگاہ رسولؐ کو دے کر ظلم و جور کی مثال قائم کر دے۔ بلکہ اس وارث ارض کی شان مشکوٰۃ ص ۴۷۱ میں ملاحظہ فرمائیے کہ لیبعث اللہ رجلا من عترتی و اھل بیتی فیملاء بہ الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلما وجورا۔

یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم میرے اہل بیتؑ سے ایک آدمی کو مبعوث کرے گا۔ جو ظلم اور ستم سے بھری ہوئی زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دے گا۔

اور ظاہر ہے کہ ستم علماء زمین کے وارث نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان کا قبضہ قہر و غلبہ کا قبضہ ہے۔ اللہ و رسولؐ نے ان کو وارث نہیں بتایا تو ان کے حق میں کوئی نص آئی۔ لیکن جو کہ اہل بیت عظام اور امام آخر الزمانؑ کے حق میں نصوص ہیں۔ لہذا وہی دین و دنیا کے وارث ہیں۔ اور اگر قہر و غلبہ ہی وراثت ارض کی دلیل مان لی جائے تو معاویہ اور یزید بھی وارث ارض منصوص ماننے پڑیں گے۔ کیونکہ ان کو بدرجہ اولیٰ قہر و غلبہ حاصل تھا۔

اور ہماری تفسیر صافی اور قمی میں بھی اس سے مراد حضرت قائم آل محمدؑ امام مہدی علیہ السلام ہیں۔

مبلغ اعظم نے زور دار آواز سے مطالبہ کیا کہ جس طرح کی نصوص میں نے اہل بیتؑ کے لئے پیش کی ہیں۔ اگر تم ایک بھی بزبان رسولؐ یا خلاثہ کے کسی قول سے ثابت کر دو تو انعام لو۔ لیکن فرضی فتح کے ڈھنڈورے پیٹنے والوں کی حالت میدان مناظرہ میں قابل دید تھی۔ نہ جانے ماہرین فن کے رفقاء تیقیوں کے تمام فرقوں کے علماء خلاثہ کے لئے ایک نص بھی پیش نہ کر سکے۔

استدلال نمبر ۵ کی حقیقت:-

استدلال نمبر ۵۔ والذین امنوا وھاجروا فی سبیل اللہ من بعد ما ظلموا لنبوئنھم فی الدنیا حسنۃ (پ ۱۴ سورۃ النحل) کے جواب میں فرمایا کہ جناب مناظر صاحب! یہ تو ان صحابہ کے حق میں ہے جن پر ظلم کیا گیا ہجرت کی، محبوس اور قید رہے۔ قسم قسم کے کفار کے ظلم سہتے رہے۔ فرمائیے! آپ کے خلاثہ کہاں قید رہے بلکہ ان کو ان دنوں، ابوجہل اور ابوسفیان کا ساتھ ملتا رہا۔ اس

رہا آپ کا خلافتِ علمی کہنا وہ بھی غلط۔ کیونکہ اگر خلافتِ علمی مراد ہے تو پھر غصب کیا کیا خلافتِ علمی کو بھی کوئی چھین سکتا ہے؟

آمدم برسرِ مطلب!

استدلال نمبر۱۰۔ نہج البلاغہ مصری میں ہے انما الشوریٰ للمہاجرین والانصار۔ کہ خلافت میں مشورہ کرنا مہاجرین و انصار کا حق ہے۔ فرمایئے آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے۔ آپ پر مرآۃ العقول والی عبارت قرض ہے اس کا جواب آپ نے ضرور دینا ہے۔

تقریر مناظر شیعہ

آپ نے آیت استخلاف کو مکرر پڑھا اور سنی مناظر سے ثلاثہ کے مصداق آیت استخلاف ہونے کا ثبوت طلب کیا۔ اور پھر فرمایا کہ جنازہ رسولِ خدا اور ذکر سقیفہ کو جس قابلیت پر خلافِ موضوع قرار دیا تھا اس کی حقیقت اچھی طرح کھل چکی ہے اور خلافِ موضوع تو آپ جا رہے ہیں اور طعن مجھے دے رہے ہیں کہ بجائے ثبوت خلافت کے اثبات جنازہ خوانی کر رہے ہیں جو شاید قیامت تک نہ ہو سکے۔ جیسا کہ میں (۱) بخاری شریف (۲) شرح عقائد نسفی (۳) نبراس (۴) دُرِّ مختار، (۵) شرح مواقف وغیرہ کتب اہل السنّت سے ثلاثہ کا ترکِ دفنِ رسولؐ ثابت کر کے سقیفہ کو جانا ثابت کر چکا ہوں۔

اور یہ روایت جو آپ نے اصول کافی ص۲۸۹ سے صلت علیہ المہاجرون والانصار پیش کی ہے۔ اوّلاً تو یہ ضعیف ہے۔ دیکھو مرآۃ العقول شرح اصول کافی جلد اوّل ص۳۷۵۔ ثانیاً اس سے مراد ابوبکر اور عمرؓ اور ان کے رفقاء سقیفہ نہیں بلکہ دیگر صحابہ مراد ہیں ورنہ اثبات دعویٰ کیلئے ابوبکر و عمر کا نام دکھلاؤ۔

اور یہ جو آپ نے جلاء العیون ص۹۱ اردو سے روایت پیش کی ہے کہ ابوبکر آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہتے تھے بالکل تحریف ہے جلاء العیون میں کہیں یہ الفاظ نہیں ہیں بلکہ بعض منافقین کی صلاح و مشورہ کا ذکر ہے جو سقیفہ سے واپس آ گئے تھے۔ ابوبکر تو

ابھی آیا ہی نہیں تھا۔ یہ تو ان کے چیلوں چانٹوں کی شورش تھی ورنہ ابوبکر کا وہاں موجود ہونا صریحاً دکھلا دیجئے۔ میرے مقابل دوست جس جلاء العیون سے آپ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ اس میں تو صاف تصریح ہے کہ شیخ مفید و شیخ طوسی و شیخ طبرسی و دیگر محدثین فریقین نے روایت کی ہے کہ جب حضرتؐ نے رحلت فرمائی تو منافقین، مہاجرین و انصار مثل عبدالرحمٰن بن عوف و ابوبکر و عمر وغیرہ نے اہل بیتِ رسالتؐ کو اسی حالت میں چھوڑ دیا اور ان کی تعزیت کو نہ آئے اور نہ متوجہ تجہیز و تکفین حضرتؐ ہوئے۔ بلکہ سقیفہ بنی ساعدہ میں غصبِ خلافت کے لئے نکلے اور اسی وجہ سے ان لوگوں سے اکثر کو نمازِ جنازہ حضرتؐ نصیب نہ ہوئی۔ جناب امیرؑ نے بریدہ کو ان کے پاس بھیجا کہ حضرتؐ پر نماز پڑھنے کیلئے حاضر ہونا مگر نہ آئے۔ یہاں تک کہ ان کی بیعت اس وقت تمام ہوئی جبکہ حضرتؐ دفن ہو چکے تھے۔

اور یہی اہل السنّت کی مشہور و مستند کتاب کنز العمال جلد۳ ص۱۴۰ میں حضرت عروہ سے روایت ہے کہ عن عروۃ ان ابا بکر و عمر لم یشھدا دفن النبی وکانا فی الانصار فدفن قبل ان یرجعا۔ یعنی عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ جو حضرت ابوبکر کے خاص نواسے اور اسماء بنت ابوبکر کے فرزند ارجمند ہیں۔ کہ ابوبکر اور عمرؓ دونوں جنازہ اور دفن پیغمبرِ خدا میں حاضر نہیں ہوئے اور وہ دونوں انصار میں تھے۔ اور حضورؐ ان دونوں کے واپس از سقیفہ ہونے سے پہلے دفن کر دیئے گئے۔

لیجئے حضرات! یہ ہے آپ کے ثلاثہ کے جنازہ پڑھنے کی حقیقت جسے آپ سننے کے لئے مدت سے تڑپ رہے تھے۔ لہٰذا ان روایات کا جواب دیکر ابوبکر کا بالتصریح جنازہ پڑھنا ثابت تو کیجئے اور انعام لیجئے۔ اگر آپ کو ابوبکر کا نام کسی کتاب سے نہیں مل رہا تو دیگر علماء کی امداد حاصل کریں اور ابوبکر کا بالتصریح جنازہ پڑھنا دکھائیں ورنہ اں کا نام سن کر آپ کی رال ٹپک پڑے گی مگر بغیر نام دکھانے کے آپ کو کون دے۔ اب تو ہم پھر کہیں اگر دکھا دیں تو آپ انعام کے حقدار ہیں۔

اور یہاں اُردو والے حضرات کو حیرانی نہیں ہونی چاہئے شبلی نعمانی کی الفاروق سے ثلاثہ کا ترکِ دفنِ پیغمبرؐ ملاحظہ

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے معاویہ کے سامنے نہ تو کوئی آیت پیش کی ہے نہ حدیث بلکہ قیاس جدلی سے کام لیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ معاویہ آپ کا منکر اور معاند تھا۔ منکر کے سامنے برہان پیش کرنا خلاف عقل و نقل ہے۔ کیونکہ دلیل سے مقصود دو ہوتے ہیں۔ اولاً اثبات مذہب خود، ثانیاً افہام الزام خصم۔ یعنی مخالف کو عاجز کرنا اس پر مبلغ اعظم نے مناظر اہل السنت کو مخاطب کر کے کہا کہ فرمائیے آیا یہ خط بطور الزام ہے یا برہان۔ اگر برہان ہے تو فرمائیے کہ برہان کیسے مقدمات سے مرکب ہوتی ہے اور اس خط میں مقدمات برہان دکھلائیے اور یہ بھی فرمائیے کہ معاند کے سامنے برہان پیش کرنا جناب امیر المومنینؑ جیسے عالم کی شان ہے؟ یا برہان کا یہ محل ہے؟

اور اگر الزام ہے تو فرمائیے کہ جدل مقدماتِ مشہورہ یا مسلمات خصم سے مرتب ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو شیعوں پر حجت کیسی۔ بلکہ جناب امیر المومنینؑ نے اس مکتوب شریف میں معاویہ کو اس کے مسلمات سے ہی مع اگلے پچھلے بزرگوں کے جھوٹا کر دیا ہے۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے تفسیر کبیر جلد ۵ ص۴۲ اور مقاصد الفلاسفہ امام غزالی ص۔۔ سے حقیقت جدل پیش کی جس کو سنتی اپنی مرتبہ رو کر دیا در میں کھا گئے ہیں پھر آپ نے پورا خط پڑھا اور اس کی حقیقت یوں بیان کی۔ کہ حضرات! اصل عبارت یہ ہے کہ :-

انہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علی ما بایعوھم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار ولا للغائب ان یرد۔ یہ مسلمات معاویہ سے اس کو الزام دیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ ثلاثہ کی خلافت کو حق سمجھتا تھا۔ اور الزام کی صورت یہ ہے کہ اگر ایک قوم کی بیعت کر لینے سے خلافت ثلاثہ حق تھی تو میری خلافت کیوں حق نہیں؟ میں نفس کے علاوہ تمہارے مسلمات کی بنا پر بھی خلیفہ ہوں۔ جس کا معاویہ کوئی جواب نہ دے سکا اور الزاماً خلافت ثلاثہ بھی باطل ہو گئی۔ کیونکہ معاویہ نے خلافت ثلاثہ کی دلیل کو باطل سمجھا۔ اگر باطل نہ سمجھتا تو جناب امیرؑ کو خلیفہ برحق مانتا۔ تو گویا معاویہ کے منہ سے ہی خلافت ثلاثہ باطل کر دی اور جناب امیرؑ کی خلافت حقیقیہ اس دلیل جدلی کی محتاج نہیں۔ کیونکہ وہ عند المحققین برہان سے

ثابت ہے۔ اور باقی رہا انما الشوریٰ للمھاجرین والانصار یہ معاویہ کے اعتراض کا جواب ہے۔ اور وہ اعتراض یہ تھا۔ کہ معاویہ کہتا تھا کہ علیؑ اس نے خلیفہ نہیں کریں اور اہل شام انتخاب علیؑ کے وقت حاضر نہ تھے۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ آپ کے مسلمات سے ہے کہ شوریٰ مہاجرین اور انصار کا حق ہے اور اہل شام نہ مہاجر ہیں نہ انصار۔ جس کا معاویہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ بلکہ آج تک معاویہ کے مریدوں سے بھی اس کا جواب نہ بن پڑا۔ اور اس فقرہ کی تشریح اہل السنت کی مستند کتاب عقد الفرید جلد ۳ ص۔۔ اس خط کے متن میں موجود ہے واعلم انک من الطلقاء الذین لا تحل لھم الخلافۃ ولا یدخلون فی الشوریٰ کہ اسے معاویہ تو تو آزاد شدہ اسیر وں میں سے ہے جن کیلئے عند المہاجرین والانصار نہ تو خلافت کا حق ہے نہ شوریٰ کا۔

اور فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان ذالک للہ رضا یہ کیفیت شوریٰ کا بیان ہے کہ مہاجرین اور انصار کے نزدیک شوریٰ کا یہ مطلب ہے کہ اگر وہ کسی آدمی پر جمع ہو جائیں اور اس کا نام امام رکھ لیں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے۔ مگر جب معاویہ نے علیؑ کو امام نہ مانا تو اپنے مسلمہ قاعدے کی یہاں بھی خلاف ورزی کی فان خرج عن امرھم خارج بطعن او بدعۃ ردوہ الی ما خرج منہ فان ابی قاتلوہ۔ یہ شوریٰ کمیٹی کے مرتبہ آئین کی اس دفعہ کا بیان ہے جس کی بنا پر آپ نے معاویہ اور اس کے اصحاب اور عائشہ اور اس کے حواریوں کو خارج از اطاعت بدعتی اور واجب القتال قرار دے دیا۔

الغرض اس الزامی خط سے ثلاثہ کی خلافت اور معاویہ کی بغاوت اور عائشہ وغیرہ کے خروج کی قلعی کھول دی۔ اب اگر سنی خلافت علیؑ کو حق کہیں تو معاویہ اور عائشہ کو باغی خارجی حق اگر نہ کہیں تو خلافت ثلاثہ کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ یہ تھا جناب امیرؑ کا الزام۔ اور اس خط کو الزامی ثابت کرنے کے لئے مبلغ اعظم نے اہل السنت کی مستند کتاب عقد الفرید جلد ۳ ص۔۔ مطبوعہ مصر سے اس مکتوب کی ابتداء میں یہ تصریحی الفاظ دکھائے " وکتب الی معاویہ بعد وقعۃ الجمل سلام علیک اما بعد فان بیعتی بالمدینۃ لزمتک وانت بالشام۔ لانہ بایعنی الذین الخ "

کہ یہ خط جناب امیرؑ نے معاویہ کو واقعہ جمل کے بعد لکھا کہ اما بعد پس میری بیعت کا مدینہ میں ہونا تجھ کو لازم ہے خواہ تو شام میں ہو۔ کیونکہ قانون تمہارے بزرگوں کا یہ ہے۔ الخ

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ جب اس خط کے شروع میں تمہاری اپنی کتاب میں لفظ لزمتک موجود ہے تو اس کے الزامی ہونے میں کیا شبہ ہے اور اگر شیعہ کتب سے ثبوت الزام مطلوب ہے تو یہ دیکھئے ابن میثم شرح نہج البلاغہ مطبوعہ ایران۔

آپ نے دوران تقریر فرمایا کہ الزامی دلائل تو قرآن مجید میں موجود ہیں، جیسے قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین یہ الزام ہے یا تحقیق۔

مناظر اہل السنت

یزید اور مروان مہاجرین نہیں ہیں۔ لہٰذا اُن کی بادشاہت کو خلافت حقہ کہنا غلط ہے۔ کیونکہ لیستخلفنہم میں وعدہ مہاجرین سے ہے۔ اور دیکھ لیا آپ نے مولوی اسماعیل صاحب نے میری عبارتوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔ بہت اچھا اور عبارت پیش کرتا ہوں سنیئے

استدلال نمبر: نہج البلاغہ جلد ۲ ص ۱۰۵ میں ہے الا انی اقاتل رجلین رجلاً ادعی ما لیس لہ۔

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں۔ میں دو شخصوں سے جنگ کرنے کا عادی ہوں۔ ایک وہ شخص جو ایسے رتبے کا دعوےٰ کرے جس کا وہ اہل نہ ہو۔ فرمایئے اگر خلفاء ثلاثہ خلفاء برحق نہ تھے تو آپ نے ان سے جہاد کیوں نہ کیا؟

اصول کافی ص ۱۲۷ میں ہے کہ امام وہ ہوتا ہے جس کے پاس اُنیس چیزیں ہوں

ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عصائے موسیٰ بھی ہو۔ اگر حضرت علیؑ کے پاس عصائے موسیٰ بھی تھا تو جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا سے فرعون کا کچومر نکال دیا تھا تو حضرت علی المرتضیٰ سے خلافت کیسے چھین گئی؟

تقریر مناظر شیعہ

مبلغ اعظم نے پھر یہ آیۂ استخلاف تلاوت کی اور فرمایا کہ اپنے خلفائے ثلاثہ کو موعود من اللہ ثابت کرو۔ یا ان کے حق میں اللہ و رسولؐ کی کوئی نص دکھاؤ۔ جیسا کہ ہم اہل بیتؑ کے حق میں دکھا رہے ہیں۔ پھر آپ نے مندرجہ آیات اور احادیث تلاوت فرما کر کہا کہ کما استخلف الذین من قبلھم میں کما تشبیہ کے لئے ہے۔ لہٰذا طریق نصب خلافت وہی ہونا چاہیئے جو سابق خلفاء کا تھا۔ یعنی نص بلا واسطہ یا بالواسطہ جیسا کہ میں پہلی تقریروں میں کہہ چکا ہوں۔ اور مولوی محمد صدیق سے کوئی جواب نہیں بن پڑا۔

اور چونکہ سابقہ خلفاء آلِ انبیاء سے ہوتے رہے ہیں۔ لہٰذا خلافت اب بھی آلِ رسولؐ کا ہی حق ہے۔ جس کے ثبوت میں آپ نے مندرجہ ذیل آیات پڑھیں فقد اٰتینا اٰل ابراھیم الکتاب والحکمۃ واٰتیناھم ملکاً عظیماً (پ۔۵ سا) آپ نے فرمایا کہ ملک عظیم آلِ ابراہیم کا حق ہے۔

وکذالک یجتبیک ربک ویعلمک من تاویل الاحادیث ویتم نعمتہ علیک وعلیٰ اٰل یعقوب سے اتمام نعمت آلِ یعقوب ہو رہی ہے۔ اعملوا اٰل داؤد شکراً سے آلِ داؤد پر شکر خلافت ثابت ہو رہا ہے۔ واجعل لی وزیراً من اھلی سے خلافت ہارونؑ برادر موسیٰؑ اور ان کا داخل اہل بیت ہونا ثابت ہو رہا ہے تو انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ کا مصداق کیوں خلیفۂ محمدؐ اور داخل اہل بیتؑ نہیں۔ اس کے بعد آپ نے آیۂ تطہیر پڑھ کر کہا۔ یہ اصطفاء اہل بیتؑ محمدؐ کی دلیل ہے اور آیۂ مودۃ پڑھ کر فرمایا کہ یہ آلِ محمدؐ کے واجب الاطاعت ہونے کی دلیل بین ہے۔ کیونکہ محبت بلا اطاعت ایں ہیچ معنی ندارد۔

یعنی اے علیؑ! میرے بعد تجھ کو مصیبتیں درپیش آئیں گی۔ لیکن چاہیئے کہ دل تنگ نہ ہونا اور صبر کرنا۔ اور جب تو دیکھے کہ لوگ دنیا اختیار کر رہے ہیں تو تو آخرت کو اختیار کرنا۔

عن علیؑ قال ان مما عھد الی رسول اللہ ان الامت ستغدر بک بعدی۔ دیکھو تاریخ طبری ص ۳۲۵ جلد ۵۔ یعنی حضورؐ نے مجھے وصیت کی کہ اے علیؑ میری اُمت تجھ سے غداری کرے گی بعد میرے۔ پھر آپ نے صحیح مسلم جلد ۲ ص ۱۲۹ پیش کر کے آئمہ شر کے مقابلہ میں صبر کا حکم پڑھا کہ۔

عن عوف بن مالک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال خیار ائمتکم الذین تحبونھم و یحبونکم و یصلون علیکم وتصلون علیھم وشرار ائمتکم الذین تبغضونھم و یبغضونکم و تلعنونھم و یلعنونکم قیل یارسول اللہ افلا ننابذھم فقال لا ما اقاموا فیکم الصلوٰۃ الخ۔

آپؐ نے فرمایا میرے بعد دو قسم کے امام ہوں گے، آئمہ خیر اور آئمہ شر۔ آئمہ خیر پر مومنین صلوٰت پڑھیں گے اور آئمہ شر پر مومنین لعنت کریں گے۔ اور ان سے بغض رکھیں گے۔ عرض کیا گیا حضورؐ! کیا ہم اُن سے تلوار لے کر لڑائی نہ کریں۔ فرمایا نہ جب تک تمہارے اندر نماز کو قائم کریں۔ مراد ظاہری شریعت کی پابندی ہے۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ۔ تبلاؤ یہ کون سے امام ہیں جن کے مقابلہ میں تلوار اٹھانی ناجائز اور لعنت جائز ہے۔ اگر ان سے مراد معاویہ اور یزید ہیں تو حضرت علیؑ اور امام حسینؑ نے ان سے جنگ کیوں کی اور اس تمہاری حدیث پر عمل کیوں نہ کیا۔ ؎

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اس کے بعد آپ نے معاویہ اور یزید سے لڑنے کے حکم کی حدیثیں پڑھیں کہ عن ابی سعید الخدری ان رسول قال لعلی انک تقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ۔ (صواعق محرقہ ص ۷۴ مطبوعہ مصر)۔
یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ! تو تاویل قرآن پر لڑے گا جیسا کہ میں تنزیل

قرآن پر لڑا ہوں۔
اس کے بعد مبلغ اعظم نے معاویہ کا باغی ہونا مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۳ باب المعجزات سے پیش کیا عن ابن قتادہ ان رسول اللہ قال لعمار حین یحفر الخندق فجعل یمسح راسہ و یقول بوس ابن سمیۃ تقتلک الفئۃ الباغیۃ کہ حضورؐ نے حضرت عمار کو فرمایا۔ جب خندق کھودی جا رہی تھی اور اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر پیار کیا اور فرمایا کہ ہائے ابن سمیہ کی مشکلیں۔ اے عمار تجھ کو گروہ باغی قتل کرے گا۔ آپ نے حاشیہ مشکوٰۃ پڑھتے ہوئے کہا کہ اس گروہ سے مراد آپ کے علماء نے معاویہ اور اس کا گروہ لکھا ہے۔ پھر آپ نے یہ عبارت پڑھی۔ فکانوا طاغین باغین بھذا الحدیث لان عمار کان فی عسکر علی و ھو مستحق للامامۃ فامتنعوا عن بیعتہ (مشکوٰۃ حاشیہ ص ۵۲۳) کہ عمار کا قاتل معاویہ اور اس کا گروہ ہے۔ پس اس حدیث سے وہ باغی اور سرکش ثابت ہوئے۔ کیونکہ عمار فوج علیؑ میں تھا اور علیؑ مستحق امامت ہے اور معاویہ اور اس کے گروہ نے علیؑ کی بیعت نہ کی، لہٰذا وہ باغی ٹھہرے۔

اور یزید سے امام حسینؑ کے لڑنے کی وجہ اس کا کفر بواح تھی یعنی کفر ظاہر جیسا کہ آپ کی بخاری میں ہے کہ الا ان تروا کفرا بواحا ص ۱۰۴۵ پ کتاب۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ علیؑ کو دو حکم تھے۔ خلفائے جور کے مقابلے میں صبر کرنے کا اور گروہ باغی سے لڑنے کا اور علیؑ نے ہم ہی زمانہ پائے ہیں [illegible] اور زمانہ معاویہ۔ اب فرمائیے صبر کا زمانہ کونسا تھا اور گروہ باغی سے لڑائی کا ظاہر ہے اور اگر صبر کا زمانہ ثلاثہ ہے تو فرمائیے کہ وہ خلفائے شر ہوئے یا نہیں۔

اصول کافی ص ۱۴۹ کا جواب آپ نے یہ دیا کہ بیشک امام کے پاس آئیں چیزیں تھیں اور عصائے موسیٰ بھی تھا۔ اور حضرت علیؑ چونکہ مثل ہارون کے تھے اس لئے فرعون کا کو مرکان دیا اور سامری کے مقابلہ میں بنا بر مصلحت صبر کیا۔

چونکہ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً (پ ۲۹۔ سورۃ مزمل) کے مطابق عمر فرعون الحلیہ ابوسفیان اور دیگر صنادید عرب، فراعنہ مکہ تھے۔ اور اسی پر شام برواتے احوال کافی

بتائیں۔

اس کے بعد آپ نے آیۂ استخلاف کے آخری حصّہ ومن کفر بعد ذالك فاولئك هم الفاسقون کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ منکرِ خلافت فاسق ہے۔ اگر یہ خلفاء برحق ہوتے تو اہل بیت رسولؐ کبھی ان کا انکار نہ کرتے اور ان کو بھی اہل بیت رسولؐ پر سختی کرنے کی ضرورت نہ ہوتی اور جناب امیرؑ کبھی بھی ان کو آثم، غادر، خائن اور کاذب نہ سمجھتے۔ میرے دوست کا الزام کا دعوےٰ بے بنیاد ہے۔ اگر یہ قول الزامی ہوتا تو جناب امیر اس کی تردید کرتے اور حضرت عباسؓ کے قول سے معارضہ غلط ہے کیونکہ صحیح مسلم اہل سنّت کے مسلمات سے ہے۔ شیعہ پر حجت نہیں، اگر ہمت ہے تو کسی شیعہ کتاب سے حضرت عباسؓ کا یہ قول پیش کیجئے اور اسی صحیح مسلم کی شرح نووی صنہ میں اس قول کو حضرت عباسؓ کی طرف منسوب کرنے کی تردید موجود ہے۔ چنانچہ مبلغ اعظم نے شرح نووی پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"قال المازری هذا اللفظ الذی وقع لا یلیق ظاهره بالعباس وحاشا لعلی ان یکون فیه بعض هذه الاوصاف فضلا عن کلها۔"

یعنی قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ مازری کا یہ قول ہے کہ یہ الفاظ جو واقع ہوئے ہیں۔ ان کا ظاہر شانِ عباسؓ کے لائق نہیں۔ اور پناہ بخدا علیؑ میں تو ان چیزوں میں سے ایک بھی نہیں۔

چہ جائیکہ سب ہوں۔ نسبنا الکذب الی رواتها یہ سب راویوں کے جھوٹ ہیں۔ لیجئے! آپ کی اس کتاب سے حضرت عباسؓ کی تو اس قول کی نسبت نفی ثابت ہو گئی۔ لیکن خلافِ ثلاثہ کے حق میں ان الفاظ کا ضعف یا نفی ثابت کیجئے۔

اس کے بعد آپ نے حضرت علیؑ اور خاتونِ قیامت اور حسنین علیہم السلام کا خلافتِ ثلاثہ سے انکار، ناراضگی اور اختلاف ثابت کیا۔ چنانچہ بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۹ سے خالفنا علی والزبیر پڑھ کر علیؑ کی خلافتِ ثلاثہ سے اختلاف ثابت کیا اور بخاری صفحہ ۵۶۳ جلد اوّل سے غضبت فاطمة کی مکمل روایت پڑھ کر خاتونِ قیامت بنتِ رسولؐ کا غضبناک ہونا اور ابوبکر سے تا وفات قطع تعلق کرنا ثابت کیا اور صواعق

محرقہ صفحہ ۱۳ سے حسنین شریفین کا انزل عن منبر جدی یا کہہ کر ابوبکر کو منبر رسولؐ سے اُتر نے کا حکم دینا پیش کیا اور ابوبکر و عمر کا اہل بیت پر تشدد کرنا اور سیدۃ النساءؑ کے گھر پر آگ اور لکڑیاں لیکر بقصد احراق بیت فاطمہؑ جانا ظاہر کیا۔ چنانچہ اوّلاً عقد الفرید جلد ۲ صفحہ ۱۳ سے

ومن کفر بعد ذالک فاولئک هم الفاسقون

الذین تخلفوا عن بیعة ابی بکر علی والعباس والزبیر وسعد بن عبادة فاما علی والعباس والزبیر فقعدوا فی بیت فاطمة حتی بعث الیهم ابو بکر عمر بن الخطاب لیخرجهم من بیت فاطمة وقال له ان ابوا فقاتلهم فاقبل بقبس من نار علی ان یضرم علیهم الدار فلقیته فاطمة فقالت یا ابن الخطاب اجئت لتحرق دارنا قال نعم او تدخلوا فیما دخلت فیه الامة۔

کہ بیان ان لوگوں کا جنہوں نے ابوبکر کی بیعت سے انحراف کیا۔ وہ علیؑ اور عباس اور زبیر اور سعد بن عبادہ ہیں۔ پس علیؑ اور عباس اور زبیر تو جناب سیدہ کے گھر میں بیٹھ گئے۔ حتیٰ کہ ان کی طرف ابوبکر نے عمر بن خطاب کو بھیجا تاکہ ان کو خانۂ فاطمہ سے نکالے اور یہ بھی کہہ دیا کہ اگر وہ انکار کریں تو ان سے جنگ کرنا۔

چنانچہ عمر شعلۂ آگ لیکر اس قصد سے آیا کہ وہ گھر ان پر جلا دیا جائے۔ پس جناب سیدہ نے دروازہ پر آ کر عمر بن الخطاب سے کہا کہ اے خطاب کے بیٹے! کیا تو ہمارا گھر جلانے کے لئے آیا ہے۔ کہا ہاں۔ یا تم بھی اس امر میں داخل ہو جاؤ جس میں امت داخل ہو گئی ہے۔ اس مضمون کے شواہد آپ نے اہل السنّت کی بڑی بڑی ذیل کتابوں سے بھی پیش کئے مثلاً قرۃ العینین صفحہ ۷۸ جلد ۲۔ ازالۃ الخلفاء ترجمہ اُردو صفحہ ۲۹ جلد ۲، تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۱۹۸، الفاروق جلد اوّل صفحہ ۶۳۔

اس کے بعد آپ نے کہا کہ میں نے صرف نماز ہی کے ساتھ جنگ کو جائز نہیں دکھایا بلکہ میں نے تو آپ کی کتاب حدیث صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۲۹ سے آنحضرتؐ کی فرمائش کو دکھایا ہے کہ جب تک وہ ظاہری شریعت کی پابندی کریں ان کے مقابلہ میں تلوار نہ اٹھانا۔ معاویہ اور عائشہ تو نہ امام تھے نہ امام تھیں بلکہ باغی اور سرکش تھے جن کے ساتھ جنگ کا حکم رسالتمآبؐ نے فرمایا تھا۔ معاویہ سے لڑنے کے جواز کا ثبوت تو آپ میری پہلی تقریر والی

سُن چکے ہیں البتہ جاننشر سے لڑنے کا جواز بھی ان کتابوں سے سُن لیجئے۔ عن علی قال امرنی رسول اللہ بقتال الناکثین والمارقین والقاسطین۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص۳۰۵)

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ مجھ کو رسول خدا نے حکم دیا تھا لڑنے کا مارقین اور ناکثین اور قاسطین سے۔ یعنی خوارج اور معاویہ اور اصحاب جنگ جمل سے۔ پھر آپ نے صواعق محرقہ ص۷۱ سے یہ روایت پیش کی۔

اخرج البزاز وابو نعیم عن ابن عباس مرفوعاً ایتکن صاحبۃ الجمل الادبر تخرج حتی تنبحہا کلاب الحوأب فیقتل حولہا قتلیٰ کثیرۃ کہ ابن عباس سے مرفوع روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جمل احمر کی صاحبہ تم میں سے کونسی ہے یعنی سرخ اونٹ والی کون ہے کہ وہ امام وقت پر خروج کر رہی ہے۔ اور اس پر حواب کے کتے بھونک رہے ہیں۔ اور اس کے گرد ہزاروں مقتول پڑے ہوئے ہیں اور اہل سنت کی کتاب عقد الفرید جلد ۳ ص۱۰۸ فکذا قال النبی لہا یا حمیرا کانی بک تنبحک کلاب الحواب تقاتلین علیاً وانت لہ ظالمۃ۔ کہ حضورؐ نے فرمایا کہ اے حمیرا گویا میں تجھ کو دیکھ رہا ہوں کہ تجھ کو مقام حواب کے کتے بھونک رہے ہیں اور تو علیؑ سے لڑ رہی ہے۔ درآں حالیکہ تو اس پر ظلم کرنے والی ہے

تو حضرات! حضرت علیؑ کی لڑائی یہاں نمازیوں سے نہیں بلکہ باغیوں سے تھی اور حسب حکم رسولؐ تھی۔

حضرات! اصل حقیقت یہ ہے کہ سنی ملاں مبلغ اعظم کے سوالوں کا جواب دینے کی کوشش تو کرتے ہیں مگر جواب ان سے بن نہیں سکتے۔ صرف عوام کو دھوکہ دینا جانتے ہیں۔ کہیں عبارات کو کم زیادہ کر دیا، کہیں ترجمے میں گڑبڑ ڈال دی، کہیں جنس اور فصل کی فصل چھوڑ دی۔ الغرض وہ اب مغالطے سے باہر جاتا اور حقیقت پیش کرنا نہیں جانتے جیسا اعتراض ہم نے دوران مناظرہ مولانا دوست محمد قریشی پر کیا تھا۔ جس پر وہ بہت اچھلے کودے تھے لیکن جب ان کی توجہ قتل وغیرہ کے سلسلے میں اخباری کالموں اور ان کے مطبوعہ رسائل کی طرف کرائی گئی تو خاموش ہو گئے۔

سُنیوں نے اپنی روئیداد میں لکھا ہے کہ مبلغ اعظم نے اپنے الفاظ واپس لئے۔ حالانکہ مبلغ اعظم نے تو یہ کہا تھا کہ میں ان کی اس عادت مستمرہ کا ثبوت ان کے رسائل وغیرہ سے ابھی دیتا ہوں۔ مگر قریشی صاحب اپنی اپنی روایت کا جنازہ نکلتے دیکھ کر خاموش ہو گئے۔

استدلال نمبر ۸

قد مضت اصول نحن فروعہا (نہج البلاغہ جلد ۲ ص۳۰) کے جواب میں مبلغ نے فرمایا کہ آپ تو مجھے مولوی صدیق کے استدلال پر بے اختیار ہنسی آتی ہے اور ان کے دلائل کی غربت قابل رحم ہے۔ ایسی عبارتیں پیش کر رہے ہیں جن کا ثلاثہ سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ یہ عبارت نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۱۰۷ کے اخیر سے لی گئی ہے۔ جس میں جناب امیر المومنینؑ نے دنیا کی بے ثباتی اور بے وفائی بیان فرمائی کہ دنیا کا سلسلہ ہی ایسا ہے کہ اس کی اگلی کڑی کو پچھلی کڑی کے لئے فنا کا حکم دیتی ہے ہماری دنیا میں آمد پہلے لوگوں کی فنا ہے۔ وہ ہمارے اصول یعنی ہماری جڑیں تھے اور ہم ان کی فرع یعنی شاخیں ہیں۔ جب وہی نہ رہے تو ہم کیسے رہ جائیں گے۔ چنانچہ صاف لکھا ہے کہ۔

فما بقاء فرع بعد ذھاب اصلہ۔ کہ جب فرع کی اصل ہی نہ رہے تو وہ کیسے باقی رہ سکتی ہے۔ یعنی جب ہمارے آباؤ اجداد ہی نہ رہے تو ہم کیسے باقی رہ سکتے ہیں۔ مگر مولوی محمد صدیق کو ہر جگہ ثلاثہ ہی نظر آتے ہیں۔ [illegible] کے خواب۔

استدلال نمبر ۹

ھو والله الذی ... [illegible] کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ یہ فقرہ نہج البلاغہ کے خطبہ ۱۴۴ سے لیا ہے [illegible] کا سیاق و سباق محمد صدیق صاحب نے کتمان حق کی خاطر چھپا لیا ہے۔ میں حقیقت کو منکشف کرتا ہوں۔ یہ فقرہ جناب امیر علیہ السلام نے اس وقت فرمایا جب عمر نے غزوۂ فارس میں صحابہ سے مشورہ طلب کیا اور بعض صحابہ نے کہا کہ جب تک عمر نہ جائے فتح نہیں ہو سکتی اور دین نہیں بچتا۔ اس پر آپ نے فرمایا یہ غلط ہے

ان ھذا الامر لم یکن نصرہ ولا خذلانہ بکثرۃ ولا قلۃ و ھو دین اللہ الذی اظھرہ وجندہ الذی اعدہ و امدہ حتی بلغ ما بلغ وطلع حیثما طلع ونحن علی موعود من اللہ واللہ منجز وعدہ وناصر جندہ۔

یعنی یہ امر اسلام اس کی عزت اور ذلت، کثرت اور قلت پر موقوف نہیں اور وہ دین الٰہی ہے جس کو اس نے خود غالب کیا ہے اور اس کا وہ لشکر ہے جس کو اس نے خود تیار کیا اور خود امداد فرمائی ہے۔ حتی کہ یہ پہنچ گیا جہاں تک پہنچا اور طلوع ہو گیا، اور ہم اللہ کے وعدے کے منتظر ہیں۔ اللہ اپنے وعدے کا پورا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر کا یاور دینے والا ہے۔ اور یہ غلط ہے کہ اگر عمرؓ نہ جائے تو دین مٹ جائے گا۔ خدا کا دین عمرؓ کے سہارے نہیں بلکہ دین خدا کا ہے اور ہم اہل بیت موعود من اللہ کے منتظر ہیں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ سنی ہمیشہ قرآن اور اسلام کو ثلاثہ کا ہی محتاج ٹھہراتے رہے اور خدا اور اہل بیت ان کی تردید کرتے رہے۔ جیسا کہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن کی حفاظت عثمان نے کی اور خدا کہتا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ یعنی کہ قرآن کی حفاظت کرنے والے ہم خود ہیں۔ اور اسی طرح یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام کو عمرؓ نے بچایا مگر خدا کہتا ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (پ۲۶ سورۃ فتح)۔

اسی آیت کی جناب امیرؑ نے تفسیر فرمائی ہے کہ دین اللہ کا ہے اور وہی اس کا حافظ و ناصر ہے۔ وہ اپنے دین کی مدد جس طرح چاہے کرتا ہے۔ وہ موسیٰؑ کو فرعون کے گھر پال سکتا ہے۔ موسیٰؑ کی ماں کو فرعون سے تنخواہ دلا سکتا ہے اور یوسف علیہ السلام کو شاہ مصر کے خزائن شاہی کا حفیظ و امین بنا سکتا ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۲۰۲، ۹۴۵ میں حضورؐ کی زبان غیب ترجمان سے خود عمرؓ کی زبانی یہ کہلوا چکے ہیں کہ قم یا فلان فاذن ان لا یدخل الجنۃ الا مومن ان اللہ یؤید الدین بالرجل الفاجر۔

کہ حضورؐ نے فرمایا۔ اٹھ اے فلاں پس منادی کر تمام لشکر میں کہ جنت میں تو مومن ہی داخل ہوں گے۔ مگر اللہ اپنے دین کی مدد مرد فاجر سے بھی کروا لیتا ہے۔ بخاری

کے حاشیہ ۱۱ صفحہ پر ہے کہ بروایت بیہقی حضورؐ نے عمرؓ سے منادی کروائی۔ اب تو مطلع صاف ہو گیا کہ فاجر فاجر ہی رہیں گے خواہ ان کے ہاتھ سے کتنی ہی تائید دین کیوں نہ ہو جائے۔ چنانچہ بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۴۱۹ کے حاشیہ نمبر ۵ پر لکھا ہے کہ الرجل الفاجر کا الف لام جنسی ہے یعنی ہر فاجر کو شامل ہے۔ یہ ہے جناب امیر المومنینؑ کے خطبہ کے اس فقرے کا مطلب کہ دین کی مدد اللہ کی طرف سے ہوتی ہے تیرے جیسا خواہ نیک ہو یا بد عہد فاروقی کی بات نہیں، دین قیامت تک رہے گا۔

آخر خدا کے نیک بندے بھی حق پر قائم رہیں گے خواہ کتنے انقلاب کیوں نہ آئیں۔ جیسا کہ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۴۳ میں ہے کہ عن جابر ابن عبد اللہ یقول سمعت رسول اللہ یقول لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیامۃ۔

کہ حضورؐ نے فرمایا کہ ایک گروہ ہمیشہ میری امت سے (حق پر) رہے گا اور قیامت تک رہے گا۔ اس تقریر کے بعد تو سنی سٹیج کی رہی سہی جان بھی ختم ہو گئی۔ اگر انہیں عوام کے برگشتہ ہو جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو شاید بستر اٹھا کر چل دیتے۔ مگر جان بچی کروڑوں پائے اور رفتیں۔ مگر واہ رے فاتحو! خدا خدا کر کے وہاں سے جان چھڑائی اور گھر آتے ہی فتح کا رسالہ چھاپ دیا۔ اور کراچی کے رسالہ صحیفہ اہل حدیث کو بھی فتح کا ڈھنڈورا پیٹنا۔ اگر اسی کا نام فتح ہے تو معلوم نہیں آپ کی لغت میں شکست کسے کہتے ہیں؟

ان ھذا الامر لم یکن نصرہ ولا خذلانہ بکثرۃ ولا قلۃ وھو دین اللہ الذی اظھرہ وجندہ الذی اعدہ و امدہ حتی بلغ ما بلغ وطلع حیثما طلع ونحن علی موعود من اللہ واللہ منجز وعدہ وناصر جندہ۔

یعنی یہ امر اسلام اس کی عزت اور ذلت، کثرت اور قلت پر موقوف نہیں اور وہ دین الٰہی ہے جس کو اس نے خود غالب کیا ہے اور اس کا وہ لشکر ہے جس کو اس نے خود تیار کیا اور خود امداد فرماتی ہے۔ حتیٰ کہ یہ پہنچ گیا جہاں تک پہنچا اور طلوع ہو گیا، اور ہم اللہ کے وعدے کے منتظر ہیں۔ اللہ اپنے وعدے کا پورا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر کا مدد دینے والا ہے۔ اور یہ غلط ہے کہ اگر عمرؓ نہ جائے تو دین مٹ جائے گا۔ خدا کا دین عمرؓ کے سہارے نہیں بلکہ دین خدا کا ہے اور ہم اہل بیت موعود من اللہ کے منتظر ہیں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ شیعہ ہمیشہ قرآن اور اسلام کو ثلاثہ کا ہی محتاج ٹھہراتے رہے اور خدا اور اہل بیت ان کی تردید کرتے رہے۔ جیسا کہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن کی حفاظت عثمانؓ نے کی اور خدا کہتا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ یعنی قرآن کی حفاظت کرنے والے ہم خود ہیں۔ اور اسی طرح یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام کو عمرؓ نے بچایا حالانکہ خدا کہتا ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (پ سورۃ فتح)۔

اسی آیت کی جناب امیر نے تفسیر فرمائی ہے کہ دین اللہ کا ہے اور وہی اس کا حافظ و ناصر ہے۔ وہ اپنے دین کی مدد جس طرح چاہے کرتا ہے۔ وہ موسیٰؑ کو فرعون کے گھر پال سکتا ہے۔ موسیٰؑ کی ماں کو فرعون سے تنخواہ دلوا سکتا ہے اور یوسف علیہ السلام کو شاہ مصر کے خزائن شاہی کا حفیظ و امین بنا سکتا ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۴۲۳ میں حضورؐ کی زبان غیب ترجمان سے خود عمرؓ کی زبانی یہ کہلوا چکے ہیں کہ قم یا فلان فاذن انہ لا یدخل الجنۃ الا مومن ان اللہ یؤید الدین بالرجل الفاجر۔

کہ حضورؐ نے فرمایا۔ اٹھ اے فلاں پس منادی کر کہ تمام لشکر میں کہ جنت میں تو مومن ہی داخل ہوں گے۔ مگر اللہ اپنے دین کی مدد مرد فاجر سے بھی کروا لیتا ہے۔ بخاری

کے حاشیہ ملا صفحہ ۱ پر ہے کہ بروایت بیہقی حضورؐ نے عمرؓ سے منادی کروائی۔ اب تو مطلب صاف ہو گیا کہ فاجر فاجر ہی رہیں گے خواہ ان کے ہاتھ سے کتنی ہی تائید دین کیوں نہ ہو جائے۔ چنانچہ بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۴۲۳ کے حاشیہ نمبر ۵ پر لکھا ہے کہ الرجل الفاجر کا الف لام جنسی ہے یعنی ہر فاجر کو شامل ہے۔ یہ ہے جناب امیر المومنین کے خطبہ کے اس فقرے کا مطلب کہ دین کی مدد اللہ کی طرف سے ہوتی ہے تو پھر خواہ نیک ہو یا بد عہد فاروقی کی بات نہیں، دین قیامت تک رہے گا۔

آج خدا کے نیک بندے بھی حق پر قائم رہیں گے خواہ کتنے انقلاب کیوں نہ آئیں۔ جیسا کہ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۴۳ میں ہے کہ عن جابر ابن عبداللہ یقول سمعت رسول اللہ یقول لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیامۃ۔

کہ حضورؐ نے فرمایا کہ ایک گروہ ہمیشہ میری امت سے رہے گا اور قیامت تک نہ مٹے گا۔ اس تقریر کے بعد تو شیعوں کی رہی سہی جان بھی ختم ہو گئی۔ اگر انہیں عوام کے برگشتہ ہو جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو شاید بستر اٹھا کر چل دیتے۔ مگر جات پھر بھی کر جاتے۔ مگر واہ رے فاتح! خدا خدا کر کے وہاں سے جان چھڑائی اور گھر آتے ہی فتح کا رسالہ چھاپ دیا۔ اور کراچی کے رسالہ اہل حدیث کو فتح کا ڈھنڈورا پیٹا۔ اگر اسی کا نام فتح ہے تو معلوم نہیں آپ کی لغت میں شکست کسے کہتے ہیں۔

تقریر مناظر اہل سنت

افسوس تو یہ ہے کہ مولوی اسماعیل کو جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ مولوی صاحب سے ذرا یہ تو پوچھ لیا جائے کہ وہاں خلفاء کا لفظ ہے یا آئمہ کا۔

نیز وہاں یہ بھی تحریر نہیں ہے کہ یہ اہل سنت کے امام تھے۔ بلکہ وہاں تو اُن بادشاہوں کا ذکر ہے جن پر لوگ کثیر التعداد میں جمع ہوئے ہیں۔

تقریر مناظر شیعہ

حضرات! مبلغ اعظم کی پانچویں تقریر کو نقل کرنے میں تو سُنی حضرات نے دیانت کا دیوالیہ نکال دیا ہے۔ مثلاً تین سطروں میں پورے بیس منٹ (کیونکہ دس منٹ کی تقریر کی دس ٹرنیں تھیں جن کا خلاصہ سُنی مؤلف نے پانچ منٹ میں لکھا ہے) کی تقریر کو ختم کر دیا ہے۔ حالانکہ مبلغ اعظم نے فرمایا تھا کہ حضرات اہل سنت کے نزدیک نص وغیرہ تو معیار خلافت ہے نہیں البتہ غلبے کے قائل ہیں یعنی جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ اگر یہی معیار ہے تو یزید وغیرہ بھی ان کے خلیفے ہیں۔ کیونکہ انہیں بھی قہر و غلبہ حاصل تھا جیسا کہ ان کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے شرح فقہ اکبر ص۸۳ سے یہ عبارت پڑھی کہ فالاثنا عشرھم الخلفاء الراشدون الاربعۃ ومعاویۃ وابنہ یزید وعبدالملک بن مروان و اولادہ الاربعۃ وبینھم عمر بن عبد العزیز۔

کہ وہ خلفاء اثناء عشر جن کا ذکر رسول اللہؐ نے فرمایا ہے اور صحیحین میں آیا ہے وہ خلفاء اربعہ اور معاویہ اور اس کا بیٹا یزید اور عبدالملک بن مروان اور اس کے چاروں بیٹے (یزید ثانی، سلیمان، ہشام اور ولید) اور ان کے درمیان عمر بن عبدالعزیز ہے لہٰذا یہ ان کے وہ بارہ خلفاء ہیں جن کا ذکر حضورؐ نے فرمایا تھا۔ اس کے بعد آپ نے صواعق محرقہ ص۱۲ سے یہ عبارت پیش کی:-

والذی اجتمعوا علیہ للخلفاء الثلاثۃ ثم علی الی

ان وقع امر الحکمین فی صفین فتسمی معاویۃ یومئذ بالخلافۃ ثم اجتمعوا علیہ عند صلح الحسن ثم علی ولدہ یزید ولم ینتظم للحسین امر بل قتل۔

کہ وہ بارہ جن پر اجماع امت ہوا وہ خلفاء ثلاثہ ہیں۔ پھر علیؑ ہیں مگر امر حکمین کے واقع ہونے تک پھر علیؑ پر اجماع امت نہ رہا۔ اور معاویہ خلیفہ نامزد ہو گیا پھر صلح حسنؑ کے وقت تو معاویہ پر پورا اجماع ہو گیا۔ پھر اس کے بیٹے یزید پر اجماع ہو گیا اور حسینؑ کیلئے امر خلافت منتظم نہ تھا بلکہ وہ اس سے قبل قتل ہو گئے۔

حضرات! یہ ہے اہل سنت کی خلافت۔ علیؑ کو حکمین میں معزول کیا گیا اور حسنؑ کو خلع بیعت پر مجبور کر دیا گیا۔ حسینؑ قتل کر دیئے گئے اور ثلاثہ، معاویہ اور یزید پر پورا اجماع ہو گیا۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے بخاری شریف ص۱۰۵۳ سے عبداللہ بن عمر بن الخطاب کی زبان سے یزید کی بیعت کو اللہ و رسولؐ کی بیعت ماننا ثابت کیا۔ اور یہ روایت پیش کی:

عن نافع لما خلع اھل المدینۃ یزید بن معاویۃ جمع ابن عمر حشمہ و ولدہ فقال انی سمعت النبی یقول ینصب لکل غادر لواء یوم القیامۃ و انا قد بایعنا ھذا الرجل علی بیع اللہ و رسولہ وانی لا اعلم غدرا اعظم من ان یبایع رجل علی بیع اللہ و رسولہ ثم ینصب لہ القتال وانی لا اعلم منکم خلعۃ ولا تابع فی ھذا الامر الا کانت الفیصل بینی و بینہ۔

نافع سے روایت ہے کہ جب اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑنی چاہی تو عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے خواص اور عزیز و اقارب کو جمع کیا اور کہا کہ یزید کی بیعت نہ توڑو کیونکہ میں نے نبی کریمؐ سے سُنا ہے کہ بیعت کر کے توڑنے والوں کی پشتوں پر قیامت کے دن غداری کا جھنڈا ہوگا۔ ہم نے اس شخص یعنی یزید کی بیعت اللہ و رسولؐ کی بیعت پر کی ہے۔ یہ سب سے بڑی غداری اور کیا ہوگی کہ پہلے تو ایک شخص کی بیعت اللہ و رسولؐ کی بیعت پر کی جائے پھر اس کے مقابلہ میں جنگ کھڑا کر دیا جائے۔ اگر میرے علم میں آیا کہ تم میں سے کسی نے اس کی

بیعت توڑتی ہے اور اس امر خلافت میں اس کی تابعداری نہیں کرتا، تو میرا اور اس کا بائیکاٹ ہوگا۔

پھر اس کے بعد آپ نے کتاب صحیح مسلم ۲۸ سے عبداللہ بن عمر کا یہ فتویٰ بھی پیش کیا کہ یزید کی بیعت توڑنے والے جہالت اور کفر کی موت مریں گے

عن نافع قال جاء عبد الله بن عمر الى عبد الله بن مطيع ماكان زمن يزيد بن معاوية قال سمعت رسول الله يقول من خلع يدًا من طاعة لقى الله يوم القيامة لا حجة له ومن مات وليس فى عنقه بيعة مات ميتة جاهلية۔

نافع سے روایت ہے عبداللہ بن عمر عبداللہ بن مطیع کی طرف آئے۔ ایام حرۃ میں یزید بن معاویہ کے زمانے میں لوگ یزید کی بیعت توڑ رہے تھے۔ عبداللہ بن مطیع نے کہا۔ کہ ابو عبدالرحمٰن (عبداللہ بن عمر کی کنیت ہے) کے لئے تکیہ لاؤ۔ عبداللہ بن عمر نے کہا میں تمہارے پاس بیٹھنے کے لئے نہیں آیا بلکہ میں تو تمہیں ایک حدیث سنانے آیا ہوں کہ میں نے رسول خدا سے خود سنا ہے کہ جو شخص اطاعتِ امیر سے ہاتھ کھینچے گا یعنی اس کی بیعت توڑے گا، قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے جائے گا تو ان کے پاس حجت اور برہان نہ ہوگی۔ اور جو شخص مر گیا در آں حالیکہ اس کی گردن میں امیر کی بیعت نہیں وہ جہالت کی موت مر گیا۔

گویا اہل سنت کے نزدیک بقول عبداللہ بن عمر بن الخطاب بروایت صحیح مسلم شریف یزید کی بیعت کے بغیر مرنا جہالت اور کفر کی موت مرنا ہے (اللّٰھم نعوذ بك من هذه العقيدة الباطلة)۔

پھر آپ نے موطا امام مالک مترجم وحید الزمان ۱۹۲ مطبوعہ اصح المطابع کراچی سے یہ عبارت پیش کی کہ محققین اہل سنت والجماعت یزید کی بخشش کے بھی قائل ہیں۔ اور صواعق محرقہ ۱۳۳ سے قول غزالی پیش کیا۔ کہ یزید پر لعنت نہ کرنی چاہئیے کیونکہ وہ عند اہل سنت مومن ہے۔ جب مولوی دوست محمد قریشی اور مولوی محمد صدیق نے شور مچایا کہ یہاں لفظ خلیفہ ہے امام نہیں۔ تو مبلغ اعظم نے فرمایا کہ اولاً تو شرح فقہ اکبر کے ۱۸۰ ص

پر دیکھو امام کا لفظ موجود ہے۔ اس بارہ والی روایت کی تمہید اس طرح ہوتی ہے والروافض توالی ببدل العشرة المبشرة بالجنة اثنا عشر اماما و يأت ذكر الائمة الاثنى عشر الا على صفة ترد قولهم وتبطله۔

کہ روافض نے عشرہ مبشرہ کے بارہ اماموں کی محبت شروع کر دی ہے۔ حالانکہ ذکر آئمہ اثنا عشر نہیں کیا۔ مگر ایسی صفت پر جو ان کے قول کو رد کرتی ہے اور اس کو باطل کرتی ہے۔

اس پر آپ نے فرمایا کہ بتاؤ لم يأت ذكر الائمة الاثنى عشر میں الا استثناء کا ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو یہ حدیث بقول ملا علی قاری سنیوں کے بارہ اماموں کی صفت ہوئی نہ شیعوں کے۔ اگر یہاں ذکر نہ بھی ہوتا تو بھی آپ کے نزدیک خلیفہ اور امام میں کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ ابوبکر کا قول الائمة من القريش شرح عقائد نسفی ۱۸۰ یعنی امام قریش سے ہوں گے اور بارہ خلفاء والی حدیث میں بھی لفظ قریش موجود ہے اور اثنا عشر کا ذکر بھی کتاب صحیح مسلم ۱۲۹ سے پیش کر چکا ہوں اور وہاں بھی لفظ آئمہ ہی ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک لفظ آئمہ اور خلیفہ میں کوئی فرق نہیں۔ جو آپ کے امام ہیں وہی آپ کے خلیفہ ہیں اور جو خلیفہ ہیں وہی امام۔

آپ کا یہ کہنا۔ وہاں یہ بھی تحریر نہیں ہے کہ یہ اہل السنت کے امام تھے۔ بلکہ وہاں تو ان بادشاہوں کا ذکر ہے جن پر لوگ کثیر تعداد میں جمع ہوئے ہوں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ بارہ آپ کے امام نہیں ہیں ٹھیک ہے۔

الحق ما شهدت به الاعداء یہی میں آپ کو منانا چاہتا تھا کہ یہ امام نہیں بلکہ بادشاہ ہیں۔ چونکہ ان بارہ میں پہلے تین ابوبکر، عمر اور عثمان ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ بادشاہ اجماعی ہیں امام اور خلیفہ نہیں۔ اور ان کے بعد چونکہ یزید اور معاویہ کا ذکر ہے اور آپ ان کے مسلک میں منسلک ہیں۔ معلوم ہوا کہ جیسے معاویہ اور یزید بادشاہ ہیں ویسے ہی یہ بادشاہ تھے۔ اگر آپ کا یہی کہنا تھا کہ یہ امام حق نہیں بلکہ بادشاہ ہیں تو اتنا وقت کیوں ضائع کیا۔ لیجئے میں اقرار کرتا ہوں کہ یہ معاویہ اور یزید والی لڑی والے بادشاہ ہیں۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! یہ تو ان کے خلیفہ ہیں مگر ہمارے تو وہ ہیں جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ولنبلونكم بشئ من الخوف

والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اولئک علیھم صلوٰۃ من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون۔ پ۲

جن کو خوف اور بھوک وپیاس سے آزمایا گیا۔ اور مالوں اور جانوں اور جگر کے پھلوں سے ان کی آزمائش ہوئی۔ مگر وہ نہ گھبرائے نہ پہاڑوں پر چڑھے لاتحزن کی تسلی کے محتاج ہوئے بلکہ ہر چیز قربان کر کے صلوٰۃ و درود کے مصداق ہوئے۔ ان پر خدا کی رحمت برسی وہی ہادی ہدایت یافتہ ہوئے۔ علم وحکمت، زہد وتقویٰ، عبادت وطہارت، شجاعت، سخاوت ان سے لوگوں نے سیکھی۔ ان کی نعشیں گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال ہوئیں۔ راہ حق میں شہید ہوئے۔ ان کا خوف ظہور مہدیؑ کے وقت امن سے بدل جائے گا۔ خلافت کے دونوں زمانے ان کو نصیب ہوئے اولاً خوف کا دوسرا من بعد خوفھم امنا کا۔ اہل السنت کا یزید خلیفہ ہے اور ہمارا حسینؑ خلیفہ ہے جس کی لاش اطہر پر اس کی بہن نے فرمایا انت خلیفۃ الماضین وثمال الباقین۔

آخری تقریر مولوی محمد صدیق نے پانچ منٹ کی جس میں وہ کوئی نئی بات پیش نہ کر سکا وہی پرانے دلائل دہراتا رہا جیسا کہ ان کی روئیداد کے صفحہ ۵۰ پر ذکر ہے کہ "آخری تقریر میں کوئی نئی دلیل پیش نہ ہو سکی"۔ سنیوں کے چہرے فق ہو گئے۔ شیعہ باوجود روکنے کے خوشی کے نعرے لگا رہے تھے۔ پبلک نے اندازہ لگا لیا کہ نہ تو خلافت کے پلے حقائق تھے اور نہ ان کے مریدوں کے اگر ان لوگوں کو حقائق سے دور کا بھی واسطہ ہوتا تو اس قسم کے کھوکھلے دلائل دیکر سنیوں کی مٹی پلید نہ کرتے۔ محمد یعقوب سنی نے اور مولوی دوست محمد نے خفت مٹانے کے لئے مولوی محمد صدیق کو پانچ پانچ روپے دیئے اور چند آنے اور دو قیاں اور بھی لوگوں نے محمد صدیق کو دیں جن کا شمار نہیں ہو سکا۔ موٹی رقمیں یہی تھیں۔

اسلام کے دامن میں بس دو ہی تو چیزیں ہیں
اک ضرب ید اللّٰہی اک سجدۂ شبیری

مناظرہ نمبر ۲

موضوع مناظرہ

اسلام و ایمان شیعہ

مدعی

مبلغ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب آف گوجرہ

معترض

مولوی محمد صدیق صاحب آف تاندلیانوالہ

سے جناب امیر المومنین علیہ السلام کا یہ کلام فاستودعهم فی افضل مستودع
واقرهم فی خیر مستقر تناسختهم کرائم الاصلاب الی مطهرات
الارحام کلما مضی منهم سلف قام منهم بدین الله خلف حتی
افضت کرامة الله سبحانه الی محمد صلی الله علیه وآله وسلم
فاخرجه من افضل المعادن منبتاً واعز الارومات مغرسا
من الشجرة التی صدع منها انبیاءه وانتجب منها امناءه۔

ترجمہ :۔ انبیاء علیہم السلام کو امین بنایا۔ بہترین امانت میں اور بہترین مقام میں ان کو قرار بخشا۔ ان کو شریف پشتوں، پاک رحموں کی طرف منتقل کیا، ان میں سے جب کوئی بزرگ گزرا تو دین خدا کے قیام کے لئے دوسرا ان میں سے خلیفہ ہو گیا۔ حتیٰ کہ خدا کی کرامت نے ان تمام شرافتوں کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا دیا۔ پس آپ کو خدا نے بلحاظ منبع و مولد بہترین معادن یعنی خاندان اور بلحاظ پیدائش عزیز ترین خانوادہ میں پیدا کیا۔ وہ ایسا شجرۂ طیبہ ہے جس سے اس نے اپنے انبیاء کو مخصوص کیا اور اپنے امینوں کو چنا۔

ختم نبوت

مبلغ اعظم نے اس کے بعد فرمایا۔ ہم حضور پر نور کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے مولا جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ بابی انت
وامی یا رسول الله لقد انقطع بموتک مالم ینقطع بموت
غیرک من النبوة والانباء واخبار السماء۔

ترجمہ :۔ یعنی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کی موت سے وہ چیز قطع ہو گئی جو آپ کے غیر کی موت سے قطع نہیں ہوئی تھی یعنی اخبار وحی اور اخبار آسمانی۔ دیکھئے نہج البلاغت جلد ۲ صفحہ ۲۵۵ مطبوعہ مصر۔ پھر آپ نے اصول کافی مطبوعہ ایران صفحہ [illegible] سے بقول صادق آل محمد و باقر علوم انبیاء

[illegible] ۵۰۱

علیہم السلام سے یہ حدیث پڑھی لقد ختم الله بکتابکم الکتب و
ختم بنبیکم الانبیاء۔ کہ اے اللہ کے بندو! [illegible] کتاب کے ساتھ تمام کتابوں کو ختم کر دیا اور تمہارے نبی کے ساتھ تمام نبیوں کو ختم کر دیا پھر آپ نے اعتقادیہ شیخ صدوق صفحہ ۵۵ سے اعتقاد [illegible] بعد الموت [illegible] اعتقاد فی الحوض الکوثر اور اعتقاد فی الشفاعت پیش کیا۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات اب

مولوی محمد صدیق اور اس کے مذہب کا عقیدہ

بھی سن لیجئے۔ ارشاد فرمایا کہ سنیوں کا نظریہ خدا [illegible] معصوم [illegible] نہیں یہ لوگ [illegible] ختم نبوت کو [illegible] ہیں اور نہ ہی قیامت میں عدل خداوندی کے قائل ہیں۔ ان کے نظریہ عدل خداوندی کا تو یہ حال ہے کہ بروز قیامت خدا [illegible] تعالیٰ اپنا قدم جہنم میں ڈال دے گا۔ جیسا کہ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ [illegible] اور کتاب الاسماء والصفات بیہقی کے صفحہ ۲۵۳ مطبوعہ الہ آباد ہند، اور اس کی پنڈلی [illegible] ہو گی اور اس کا بازو بالشت، انگلیاں اور ہتھیلی سب موجود ہیں [illegible] کتاب الاسماء والصفات صفحہ ۲۳۰ اور عدل خداوندی کا تو یہ حال ہے کہ [illegible] منسوب کر دیتے ہیں۔ باقی رہا عصمت انبیاء کا عقیدہ تو اہل سنت کی تفسیر کبیر جلد [illegible] میں ہے اس کے صفحہ [illegible] کی عبارت دیکھئے کہ

فاعلم ان بعض الناس ذهب الی ان النبی کان کافرا فی اول
الامر ثم هداه الله وجعله نبیا قال الکلبی وجدك ضالا یعنی
کافرا فی قوم ضلال فهداك للتوحید وقال السدی کان علی
دین قومه اربعین سنة وقال مجاهد وجدك ضالا عن الهدی
فهداك لدینه۔

یعنی علمائے اہل السنت سے بعض لوگ اس طرف گئے ہیں کہ حضور ابتدائے امر میں کافر تھے (معاذ اللہ) پھر اللہ نے آپ کو ہدایت کی اور نبی بنایا۔ اور کلبی نے کہا ہے کہ

کے جواب سے عاجز آگئے ہوئے تھے اور اب اس مناظرہ میں بھی ان کلماجیر کے جوابات کی بجائے دم بخود ہو کر رہ گئے اور ان کے اپنے ہمنوا حتی احراری تفضیلی اور دیوبندی علماء نے بھی ان کی ملامت کی۔ لہٰذا اپنی مرتب کردہ روئیداد میں اصل تقریر کو چھپا گئے۔ تاکہ حلقۂ علماء میں آپ کی رسوائی نہ ہو۔ مگر ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را می شناسم

یہ ہے ان حضرات کی دیانت لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

یہ جو لکھا ہے ''بات موجودہ شیعوں کے ایماندار ہونے میں چل رہی ہے لہٰذا ابراہیمؑ شیعہ تھے یا سنی اس میں گفتگو نہیں۔

یہ میرے دوستوں کی چالاکی ہے۔ بات اسی میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ شیعہ تھے یا سنی۔ کیونکہ وہ ہمارے امام ہیں اور ہمیں حکم خداوندی بھی ہے کہ فاتبع ملۃ ابراھیم حنیفا۔ یعنی دیگر مذاہب سے بیزار ہو کر ملت ابراہیمؑ کا اتباع اور پیروی کرو۔ سو ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم شیعان حیدر کرار حضرت ابراہیمؑ کی اصل ملت پر ہیں۔ اور درود ابراہیمی میں صلوٰۃ و درود، محمدؐ و آلِ محمدؐ اور ابراہیمؑ و آلِ ابراہیمؑ پر ہوتا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ امامت و خلافت حضرت ابراہیمؑ سے لے کر محمد مصطفےٰ تک آلِ ابراہیم کا حق ہے۔ اور محمد مصطفےٰ سے لیکر قیامت تک آلِ محمدؐ کا حق اور یہی عقیدۂ شیعہ ہے۔

اصول و فروع میں کون سی بات موجودہ شیعوں کی ملت ابراہیمی کے خلاف ہے؟ اور جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی تھے اور شیعہ تبع کے معنی کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ حضرت ابراہیم بھی کسی کے تابعدار ہوں'' تو یہ مولوی محمد صدیق اور ان کے رفقاء کی بے علمی پر دال ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نبی بھی تھے اور تابعدار بھی۔ نبوت اور اتباع میں کوئی تضاد نہیں۔ فبھداھم اقتدہ حضورؐ کو حکم ہے کہ آپ سابقہ انبیاء کی اقتداء کرو اور فاتبع ملۃ ابراھیم میں بھی حضورؐ کو ہی حکم ہے کہ آپ ملت ابراہیم کی تابعداری کرو۔ نبی ہونا اس کے منافی نہیں کہ دوسرے کا اتباع کیا جائے۔ حضرت ابراہیمؑ

اپنی جگہ پر مستقل نبی بھی تھے اور حضرت نوح علیہ السلام کے تابعدار شیعہ بھی تھے۔ یہی ترجمہ شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین نے کیا ہے اور یہی سنی تفاسیر میں لکھا ہے دیکھو درسی تفسیر جلالین ص۳۷۶ وان من شیعتہ ای ممن تابعہ فی اصل الدین لابراھیم وان طال الزمان بینھما وھو الفان وستمائۃ واربعون سنۃ وکان بینھما ھود وصالح کہ ان من شیعتہ کا ترجمہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ان لوگوں سے تھے جنہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی اصول دین میں تابعداری کی۔ اگرچہ ان دونوں کے درمیان بہت دراز عرصہ گذر چکا تھا۔ یعنی دو ہزار چھ سو چالیس سال اور دو نبی ہودؑ اور صالح علیہ السلام بھی ان دونوں کے درمیان گذر چکے تھے۔ اور یہی دیگر اہل سنت کی تفاسیر میں بھی ہے۔ باقی رہی مولوی محمد صدیق صاحب کی پیش کردہ آیات۔ سو ان میں بھی ان کی دیانت و خیانت اور جہالت کا نمونہ دیکھ لیجئے۔

آیت ملا ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا لست منھم فی شئی۔ اس کا مولوی صاحب نے ترجمہ کیا ہے۔ کہ جن لوگوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور بن گئے شیعہ۔ اے محمدؐ تو ان میں سے نہیں ہے۔

حضرات! اس میں مولوی محمد صدیق صاحب کی خیانت یہ ہے کہ لفظ شیعا جمع ہے۔ اور اس کا ترجمہ بن گئے شیعہ بصورت واحد کر دیا ہے۔ جمع کا ترجمہ واحد کرنا جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟ بسا اوقات کسی شے کا واحد اچھا ہوتا ہے اور جمع بری جیسے ارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القھار کی آیت صاف بتا رہی ہے کہ لفظ رب جو واحد ہے بہتر اور اس کی جمع ارباب بری ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ارباب نہ بناؤ۔ تو رب بھی نہ بناؤ۔ لفظ رب واحد توحید پر دال ہے۔ اور ارباب شرک پر سورہ پڑا ہے۔ اسی طرح لفظ شیعہ جس کے معنی ایک مذہب، ایک ملت، ایک فریق اور ایک گروہ کے ہیں بہتر ہے، وحدت اسلامی پر دال ہے اور لفظ شیعا اس کی جمع جس کے معنی مختلف گروہ مختلف فرقے ہیں تشتت اور تفریق پر دال ہے ان الذین فرقوا میں باب تفعیل خود فرقوں کی کثرت پر دلالت کرتا ہے۔ وحدت اسلامی اور اتحاد بین الملل کے خلاف ہے۔ چنانچہ یہی ترجمہ اس آیت کا اہلحدیث اور اہلسنت

کی مستند کتاب "اعلام الموقعین" جلد ۲ صفحہ ۲۳۱ مطبوعہ مصر پر علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ:۔

"فان الذین فرقوا دینهم وکانوا شیعا هم اهل التقلید بأعیانهم بخلاف اهل العلم فانهم وان اختلفوا لم یفرقوا دینهم ولم یکونوا شیعا بل شیعة واحدة متفقة علی طلب الحق وایثاره عند ظهوره وتقدیمه علی کل ما سواه فهم طائفة واحدة قد اتفقت مقاصدهم وطریقهم فالطریق واحد والقصد واحد والمقلدون بالعکس مقاصدهم شتی وطرقهم مختلفة فلیسوا مع الائمة فی القصد ولا فی الطریق"۔

ترجمہ:۔ علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ الذین فرقوا دینهم وکانوا شیعا سے مراد اہل تقلید ہیں جو جدا جدا اپنے اماموں کی تقلید کرتے ہیں (یعنی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی وغیرہم) برخلاف اہل علم کے۔ پس وہ باوجود اختلاف فی المسائل کے اپنے دین میں تفرق نہیں پیدا کرتے اور نہ ہی وہ مختلف فرقے بنتے ہیں بلکہ ایک شیعہ ہو کر طلب حق پر متفق رہتے ہیں اور حق کو ہر چیز پر مقدم سمجھتے ہیں۔ فهم طائفة واحدة وہ ایک ہی مذہب اور گروہ کے پیروکار ہوتے ہیں۔ ان کا طریق، طریق واحد ہوتا ہے اور اس کے برخلاف مقلدوں کے مقاصد بھی مختلف ہوتے ہیں اور راستے بھی مختلف۔ پس وہ آئمہ حق کے ساتھ نہ قصد میں اور نہ ہی راستے میں جمع ہوتے ہیں۔

حضرات! یہ ہے مطلب اس آیت کا کہ شیعہ واحد ہو نہ کہ متعدد مذاہب ہوں جو کہ ؟ اور یہی مطلب ہے فرمان خداوندی واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کا۔ خدا نے اختلاف کرنے سے روکا ہے۔ مگر مولوی محمد صدیق صاحب از راہِ جہالت یا خیانت عوام کو مذہب شیعہ خیر البریہ کی زد میں یہ آیت سنا رہے ہیں۔

آیت نمبر ۲:۔ ان فرعون علا فی الارض وجعل اهلها شیعا کا ترجمہ

مولوی صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ بیشک فرعون نے زمین پر تکبر کیا تھا، اور اپنے اہل رعیاں کو شیعہ بنا دیا تھا۔

واہ! عالم اہل حدیث اور پھر اپنے علماء میں منتخب شدہ مناظر کی یہ حالت

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

حضرات! یہاں تو مولوی صاحب محمد صدیق اینڈ کمپنی نے تو کمال ہی کر دیا۔ مجھے تو ان کی علمیت اور قرآن دانی میں بھی شک ہو رہا ہے اور حیرت کا مقام ہے کہ احراری، دیوبندی اور تنظیم اہل سنت کے علماء ان کے ارد گرد سٹیج پر بیٹھے ہیں وہ انہیں نہیں سمجھا سکتے۔ اور اگر یہ سب کچھ عمداً ہی کیا یا کرایا جا رہا ہے تو جو قرآن مجید کے ساتھ ایسا عمداً کرے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اب ذرا سنیئے اهلها کی ضمیر مؤنث ہے اور فرعون مذکر اور ترجمہ فرمایا ہے کہ "اپنے اہل رعیاں" اور ضمیر کو فرعون کی طرف پھیر دیا۔ حالانکہ وہ ارض یعنی زمین کی طرف پھر رہی ہے۔ حاصل مطلب یہ کہ فرعون نے زمین کے لوگوں کو مختلف مذاہب میں تقسیم کر دیا تاکہ باہم لڑتے رہیں اور اس کی شاہی کو کوئی خطرہ نہ ہو۔ چنانچہ شاہ عبدالقادر صاحب اس آیت کا یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ فرعون چڑھ رہا تھا ملک میں، اور کر رکھے تھے وہاں کے لوگ کئی جتھے۔ اور شاہ رفیع الدین صاحب یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ تحقیق فرعون نے تکبر کیا بیچ زمین کے اور کیا تھا لوگوں کو اس نے فرقے مختلف۔ اور تفسیر حسینی میں ہے کہ جعل اهلها اہل مصر را از قبطیان وسبطیان شیعا گروہ گروہ و ہر گروہے را بکارے نامزد کرد۔ اور تفسیر بیضاوی صفحہ ۱۱۵ جلد ۲ میں ہے کہ او اصنافا فی استخدامه او احزابا بان اغری بینهم العداوة کی لا یتفقوا علیه یعنی فرعون نے اہل مصر کے کئی گروہ اور حزب بنا دیئے تاکہ ان میں عداوت رہے اور وہ اس کے برخلاف اتفاق کر کے اس کی حکومت کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔

حضرات! یہاں بھی حق تعالیٰ نے مختلف فرقے بنے اور بنانے کی مذمت کی ہے نہ کہ شیعہ واحدہ فرقہ واحدہ اور مذہب واحد کی اور ہمیشہ جب مختلف فرقے بنتے ہیں تو ایک فرقہ حق پر ہوتا ہے اور باقی مصنوعی نقلی اور کاذب ہوتے ہیں۔ چنانچہ اہل مصر کے گروہوں میں بھی ایک گروہ حق پر تھا اور وہ حضرت موسیٰ کا گروہ تھا۔ جیسا کہ خداوند عالم نے اسی آیت کے آگے ہی فرمایا ہے جسے ہم پوری آیت پیش کرتے ہیں۔ ان

فرعون علا فی الارض وجعل اهلها شیعا یستضعف طائفة منهم یذبحون ابناءهم ویستحی نساءهم انه کان من المفسدین۔
یعنی تحقیق فرعون نے تکبر کیا بیچ زمین کے، اور کیا تھا اس نے لوگوں کو مختلف فرقے۔ ضعیف جانتا تھا ایک فرقے کو ان میں سے اور ذبح کرتا تھا ان کے بیٹوں کو تحقیق تھا وہ مفسدوں سے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! مولوی محمد صدیق صاحب سے پوچھو کہ طائفہ کی ضمیر شیعًا کی طرف جاتی ہے یا نہیں۔ اگر جاتی ہے تو شیعہ واحدہ اور طائفہ واحدہ حق پر تھا یا نہیں اور وہ فرقہ بنی اسرائیل کا تھا یا نہیں؟ اور اسی فرقہ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے یا نہیں کہ و دخل المدینة علی حین غفلة من اهلها فوجد فیها رجلین یقتتلان هذا من شیعته وهذا من عدوه فاستغاثه الذی من شیعته علی الذی من عدوه۔ پ سورہ قصص۔

یعنی موسیٰ علیہ السلام شہر میں لوگوں کی غفلت کے وقت داخل ہوئے پس اس میں آپ نے دو آدمی لڑتے ہوئے پائے، یہ آپ کے شیعوں میں سے تھا۔ اور یہ آپ کے دشمنوں میں سے ہے۔ پس فریاد کی اس نے جو آپ کے شیعہ سے تھا۔ اوپر اس شخص کے جو آپ کے دشمنوں سے تھا۔ دیکھئے اس آیت نے صاف فیصلہ کر دیا کہ فرعون نے اگرچہ زمین میں بے شمار گروہ بنا دیئے تھے مگر سچا گروہ بنی اسرائیل کا تھا اور انہی کا نام شیعہ موسیٰ ہے۔ باقی خدا و رسولؐ کے عدو یعنی دشمن تھے۔ اور یہی مطلب ہے حضور رسالتمآب صلعم کی اس حدیث کا ستفترق امتی علی ثلاثة وسبعین فرقة کلهم فی النار الا ملة واحدة (ابن ماجہ باب افتراق الامم)۔ یعنی میری امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے، تمام دوزخ میں جائیں گے۔ مگر ایک مذہب جنت میں جائے گا۔ اور دوسری حدیث میں حضورؐ نے فرمایا کہ جنت میں جانے والے علیؑ اور ان کے شیعہ ہیں۔ جیسا کہ پہلی تقریر میں بیان کر چکا ہوں کہ وہ شیعہ ہیں بموجب اس حدیث کے یا علی انت وشیعتک فی الجنة (صواعق محرقہ ص۹۶)۔

آیت ۳ جو مولوی محمد صدیق صاحب نے پیش کی ہے کہ ثم لننزعن من کل

شیعة ایهم اشد علی الرحمن عتیا۔ (پ۱۶۔ سورۃ مریم)۔

اس آیت میں بھی مولوی محمد صدیق صاحب نے پوری خیانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے خوف خدا تک نہیں کیا اور عوام کو دھوکہ دینے کی پوری پوری کوشش کی ہے یا پھر اپنی بے علمی کا ڈھنڈورہ پیٹا ہے۔ حالانکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ روز قیامت ہر امت میں سے ان لوگوں کو علیحدہ کر دیا جائے گا جو جہنمی اور دوزخی ہیں۔ اور یہ کل مجموعی نہیں بلکہ انفرادی ہے اور من کل شیعة کا ترجمہ من کل امة ہے جیسا کہ بیضاوی شریف جلد ۲ ص۔۔ پر مذکور ہے، دیکھئے یہ بیضاوی میرے ہاتھ میں ہے غور سے سنئے
من کل امة شایعت دینا ایهم اشد علی الرحمن عتیا من کان اعصی و اعتی منهم فنطرحهم فیها وفی ذکر الاشد تنبیه علی انه تعالیٰ یعفو کثیرا من اهل العصیان۔

یعنی ہر امت میں سے جس نے کسی دین کی بھی پیروی کی ہے ہم نکالیں گے ان لوگوں کو جو رحمان کے بہت ہی نافرمان ہیں، اور ان کو جہنم میں ڈال دیں گے۔ اور بہت ہی نافرمان کی قید لگانے سے یہ ظاہر ہے کہ خداوند تعالیٰ بہت سے گنہگاروں کو بخش دے گا۔ مگر جو چنے گئے وہ ناقابل معافی ہونگے ان کو داخل جہنم کر دے گا۔

حضرات! اس آیت کا مطلب تو یہ بھی نہ نکلا کہ کل شیعہ یعنی ہر امت جہنم میں جائے گی۔ اور نہ ہی یہ نکلا کہ ہر گنہگار جہنم میں جائے گا۔ بلکہ یہ ثابت ہوا کہ از آدم تا خاتم علیہم السلام ہر امت کا نام باصطلاح قرآن پاک شیعہ ہے اور ہر امت داخل جنت ہوگی۔ مگر ان میں سے جن کے گناہ ناقابل معافی ہوں گے وہ علیحدہ کر دیئے جائیں گے۔ اور یہی مطلب ہے سورۃ یٰسین کی آیت کا کہ وامتازوا الیوم ایها المجرمون۔ رہا یہ سوال کہ جہنم کے گرد تمام امتیں جمع ہوں گی تو کوئی حرج نہیں۔ اس کی تفسیر تو ساتھ ہی لکھی ہوئی ہے مگر مولوی محمد صدیق صاحب کو نظر نہیں آئی۔ سنئے میں دکھاتا ہوں۔ ارشاد ہے وان منکم الا واردها کان علی ربک حتما مقضیا ثم ننجی الذین اتقوا و نذر الظالمین فیها (پ۱۶ سورۃ مریم) کہ اور نہیں کوئی تم میں سے مگر وارد جہنم ہوگا۔ یہ تیرے رب کا حتمی فیصلہ ہے۔ مگر ہم نجات دیں گے ان کو جو پرہیزگاری کرتے رہے۔ اور

چھوڑ دیں گے گنہگاروں کو اسی میں گرے ہوئے اور یہی مطلب تھا من کل شیعۃ کا کہ روزِ قیامت شیعہ اور عتیا یعنی نافرمان علیحدہ علیحدہ کر دیئے جائیں گے۔

رہا نہج البلاغہ سے مولوی محمد صدیق کا یہ عبارت پیش کرنا قال علی علیہ السلام سیھلك فی صنفان محب مفرط یذھب به الحب الی غیر الحق۔ تو اس عبارت سے امیر المؤمنین علیہ السلام نے اس حدیث کا خلاصہ ارشاد فرمایا ہے جو مشکوٰۃ کے صفحہ ۵۶۵ پر بھی موجود ہے کہ:-

عن علی قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فیك مثل من عیسٰی ابغضتہ الیھود حتی بھتوا امہ واحبہ النصاریٰ حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیست لہ ثم قال یھلك فی رجلان محب مفرط یقرظنی بما لیس فی و مبغض یحملہ شنآنی علی ان یبھتنی (رواہ احمد)۔

یعنی حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ تیرے اندر عیسیٰ کی صفات ہیں۔ اُن سے یہودیوں نے بغض کیا حتیٰ کہ اس کی ماں پر بہتان لگا دیا۔ اور نصاریٰ نے اُس سے محبت کر کے اُسے اُس مقام تک پہنچا دیا جو اس کی منزلت نہیں۔ پھر امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے باب میں دو آدمی گمراہ ہوں گے ایک محب مفرط جو میری ایسی مدح کرے گا جو میری نہیں اور دوسرا مجھ سے بغض کرنے والا جس کو میری دشمنی میرے بہتان پر برانگیختہ کرے گی۔

اس کی تشریح کرتے ہوئے مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! بیشک علیؑ کے بارے میں تین گروہ ہیں جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں ہیں۔ ایک وہ جو حضرت عیسیٰؑ کو گالیاں دینے والا ہے اور دوسرا ان کو ابن اللہ کہنے والا، تیسرا اُن کے اصلی منصب یعنی رسول اللہ، روح اللہ کو باذن اللہ ماننے والا۔ اور اسی طرح جناب امیر المومنینؑ کے باب میں بھی تین گروہ ہیں۔ دو اہل سنت کے اور ایک شیعہ کا۔ اہل سنت کے دو میں سے ایک صوفیاء ہیں جو حضرت علیؑ کو خدا تک کہہ جاتے ہیں۔ اور دوسرے ناصبی ہیں جن کے پیر و مرشد حضرت معاویہ ہیں وہ حضرت علیؑ کو گالیاں دیتے ہیں اور تیسرے شیعہ ہیں جو آپ کو امام معصوم منجانب اللہ، خلیفۂ رسولؐ اور صاحب معجزات باذن اللہ مانتے ہیں۔

وہی ان کو خدا کہتے ہیں اور نہ ہی آپ کے منصب حقہ سے نیچے گراتے ہیں۔

اس پر مبلغ اعظم نے اولاً اس بات کا ثبوت دیا کہ صوفیاء حضرت علیؑ کو خدا کہتے ہیں چنانچہ آپ نے تحفہ اثنا عشریہ اصل فارسی کے صفحہ سے یہ عبارت پیش کی کہ:-

بعض کلمات مرتضوی ماکہ در حالت سکر و غلبہ حال کہ اولیاء اللہ را می باشد مثل انا حی و لا یموت انا باعث من فی القبور و انا مقیم القیامۃ۔

یعنی شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ نے حالتِ مستی اور غلبہ حال میں جو اولیاء اللہ کا ہوتا ہے یہ فرمایا کہ میں زندہ ہوں جسے کبھی موت نہیں۔ اور میں اٹھانے والا ہوں قبروں میں سے مردوں کو اور میں ہی قیامت قائم کرنے والا ہوں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! کیا یہ صفات خداوندی ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو حضرت علیؑ کی طرف ان کو کس نے منسوب کیا؟ شاہ عبد العزیز صاحب نے یا شیعوں نے؟ اگر شاہ عبد العزیز نے تو بتاؤ کہ غالی کون ہوئے؟ شیعہ یا سنی؟ اور مولانا جامی صاحب وغیرہ کا

بیت

زمیں آسمان عرش کرسی جملش
علی وان علی کل شئی قدیر

کتنا مشہور ہے اور کلیات میں موجود ہے عام صوفیاء کا تو کیا ذکر ہے۔

وہابیوں کے پیر و مرشد اسماعیل شہید

دہلوی کی زبان صوفیاء سے انا الحق کے آوازے لگا رہے ہیں۔ (صراط مستقیم صفحہ ۱۲۳ پر زمزمۂ انا الحق و لیس فی جبتی سوا اللہ۔ رہا حضرت علیؑ کو گالیاں دینا اور بہتان لگانا سو وہ بھی وہابیوں اور ناصبیوں کے پیر و مرشد معاویہ کی سنت ہے

مبلغ اعظم نے صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۸ خصائص نسائی، طبرانی شریف اور عقد الفرید

جلد ۳ صلا سے یہ عبارت پیش کر۔

قال امیر معاویہ بن ابی سفیان سعد فقال ما منعک ان تسب ابا التراب۔

کہ معاویہ بن ابی سفیان نے سعد بن ابی وقاص کو حکم دیا کہ حضرت علیؑ کو سبّ کیوں نہیں کرتا اور گالیاں کیوں نہیں دیتا اور۔

فامرہ ان یشتم علیاً قال فابی سھل فقال اما اذا ابیت فقل لعن اللہ ابا التراب۔ (مسلم شریف جلد ۲ صلا)۔

کہ معاویہ کے گورنر نے سہل بن سعد کو بلا کر حکم دیا کہ حضرت علیؑ کو سبّ و شتم کر اور گالیاں دے۔ تو گورنر نے کہا کہ اگر فقط علیؑ کہہ کر تجھے گالیاں دینے سے انکار ہے تو لعن ابو تراب کر دو۔ (معاذاللہ) خاکم بدہن۔ نقل کفر کفر نباشد۔ حضرات یہ ہیں وہابیوں اور ناصبیوں کے پیر و مرشد کے کارنامے۔ لہٰذا بہتان لگانے والے بھی یہی ہیں اور خدا کہہ کر گمراہ ہونے والے بھی یہی ہیں یا در۔

شیعہ کا عقیدہ

درباب امیر المومنین علیہ السلام

یہ ہے کہ اشھد انّک اخو رسول اللہ و وصیہ و وارث علمہ و امینہ علی شرعہ وخلیفتہ فی امتہ۔

یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اے اللہ! امیر المومنین آپ کے رسول اللہ کے بھائی اور آپ کے وصی۔ آپ کے علم کے وارث اور آپ کی شریعت پر امین اور آپ کی اُمّت میں آپ کے خلیفہ ہیں (مفاتیح الجنان صلا مطبوعہ ایران)۔

حضرت مبلغ اعظم نے فرمایا۔ اہل انصاف غور فرمائیں کہ کیا ایسے متوسط اور صحیح عقیدے کو افراط و تفریط سے تعبیر کیا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہی وہ عقیدہ ہے جو آپ کے منصب حقیقی کا آئینہ دار ہے۔

نوٹ از مؤلف:۔ کتاب عقد الفرید جب درباب سبّ و شتم پیش کی گئی

تو علمائے اہل سنّت نے انکار کر دیا کہ ہماری کتاب نہیں ہے۔ اس پر تاریخ ابن خلقان مشہور لے بی۔ اے کورس عربی صلا سے اور خاتمہ عقد الفرید جلد ۴ صلا ۳۹۹ سے اس کی توثیق میں ابن عبد البر اندلسی کا مالکی المذہب ہونا پیش ہوا تو سنّی علماء کی سٹیج پر سکوت طاری ہو گیا اور مبہوت ہو کر آپس میں ہی ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

تقریر مناظر اہل سنّت

نماز روزہ کا ذکر کے مولوی صاحب اپنے عیب چھپانا چاہتے ہیں۔ کیا امیر معاویہ اور یزید نماز نہیں پڑھتا تھا۔ اگر اسی پر اسلام کا مدار ہے تو تم ان کو بے ایمان کیوں کہتے ہو۔

شیعوں کے بے ایمان ہونے میں کیا شک ہے جبکہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ اس سلسلے پر میرے پاس متعدد شیعی کتب کی عبارتیں موجود ہیں۔

عبارت نمبر ۱:۔ اصافی شرح اصول کافی جزو ششم صلا میں ہے کہ اصلی شیعوں کا قرآن سترہ ہزار آیات پر مشتمل ہے۔ معلوم ہوا کہ موجودہ قرآن سے تہائی کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ یہ چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات پر مشتمل ہے۔

عبارت نمبر ۲:۔ رجال کشی صلا میں ہے۔ حضرت علیؑ نے ابن سبا کو جلا دیا تھا۔ اور یہ بھی ہے کہ مذہب شیعہ عبداللہ بن سبا سے شروع ہوا ہے جو کہ ایک یہودی تھا۔ جس نے دین میں مختلف فتنے ڈالے تھے۔ اصول کافی میں ہے ومن یطع اللہ فی ولایۃ علی فقد فاز فوزاً عظیما۔ دیکھئے شیعوں نے اس آیت میں لفظ بڑھا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ موجودہ قرآن غلط ہے۔ اصلی قرآن مجید نہیں تھا۔

عبارت نمبر ۳:۔ لقد عھدنا الیٰ آدم من قبل کلمات فی محمد وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین والائمۃ من ذریتھم۔ یعنی قرآن مجید کی اصل آیت اتنی لمبی تھی۔ اب قرآن مجید میں یہ آیت ناقص ہے۔

تقریر مناظر شیعہ

مبلغ اعظم نے خطبہ پڑھنے کے بعد فرمایا کہ حضرات! سنی مناظر کے دلائل تو ختم ہو چکے ہیں، اب اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مار کر گزارہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر میں اس کی ہر بات کا جواب دیتا رہوں گا۔ **سنیئے!** معاویہ اور یزید کو ہم اس لئے بے ایمان کہتے ہیں کہ وہ منکر امامت اور قاتل امام ہیں اور امامت ہمارے اصول دین میں داخل ہے۔ تمہارے نزدیک تو عقیدہ امامت داخل ایمان نہیں ہے جس کا میں اپنی پہلی تقریر میں مفصل ذکر کر چکا ہوں۔ لیکن تم بتاؤ کہ تم شیعوں کو کس بنا پر کافر کہتے ہو۔ جبکہ وہ تمہارے مسلمہ اصول توحید، نبوت اور قیامت کے قائل ہیں۔ یا تو اپنا کوئی ایسا چوتھا اصول بتاؤ جس کے انکار پر شیعوں کو کافر کہا جا سکے یا پھر شیعوں کو مسلم و مومن مانو۔ باقی رہا یزید۔ ابھی وہ تو باوجود قاتل امام مظلوم ہونے کے آپ کا چھٹا خلیفہ اور مومن ہے۔ تمہاری اپنی مستند کتاب صواعق محرقہ میں علامہ ابن حجر مکی کا فتویٰ موجود ہے جسے میں صفحہ ۱۳۳ سے پڑھتا ہوں سنیئے:

اما سب یزید ولعنه فلیس شان المومنین وان صح انه قتله اوامر بقتله وقاتل الحسین لایکفر بذالك۔

کہ یزید پر لعنت اور سب کرنا شان مومن نہیں۔ اگرچہ صحیح ہو جائے کہ وہ قاتل امام حسین ہے یا اس نے امام حسین علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا۔ کیونکہ قاتل حسین کافر نہیں ہو سکتا یہ ہے آپ کی رواداری کہ امام مظلوم کے قاتل کو تو مومن بنا دیا اور آل محمد علیہم السلام کے ماننے والوں کو کافر بنا رہے ہو۔

شعر

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

باقی رہا تحریف قرآن کا سوال تو یہ آپ کی ظاہراً شکست ہے کہ آپ اصل موضوع کو ترک کر کے دوسری طرف نکل آئے۔ جس کا موضوع سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن چونکہ جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچانا چاہیئے، لہٰذا سنیئے:

حضرات! اہل سنت کے ہاں قائل تحریف کافر نہیں۔ یہ ہے تفسیر اتقان میرے ہاتھ میں اس

کے صفحہ پر بالتصریح موجود ہے کہ:

بل خبر الاحاد ولا ثبت به قرآن ولا یکفر جاحده ولکن ما صنع اذا جحده۔ جو قرآن بالاخبار احاد ثابت ہیں ان کے ساتھ قرآن ثابت نہیں ہوتا اور نہ ان کا منکر کافر ہے۔ ہاں ان کا انکار برا ضرور ہے۔ پھر آپ کے نزدیک تو ثابت اور منقول بالمصحف عثمانی کے منکر کو بھی کافر نہیں کہتے جیسا کہ اسی تفسیر اتقان کے صفحہ جلد اول میں ہے کہ کان عبد الله ابن مسعود یحك المعوذتین من مصاحفه ویقول انهما لیستا من کتاب الله اور دیکھئے یہ تفسیر ابن کثیر میرے ہاتھ میں ہے اس کی جلد صفحہ کی عبارت بھی قابل غور ہے۔ یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود معوذتین (سورۃ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) کو اپنے مصحفوں سے مٹا دیا کرتے کہ یہ دونوں سورتیں قرآن مجید میں سے نہیں ہیں۔ اور اسی بنا پر اہل سنت کے فقیہ اعظم قاضی خان کا فتویٰ ہے

ومن زعم ان المعوذتین لیستا من القرآن ذکر فی النوازل انه لا یکون کافرا۔ دیکھئے فتاویٰ قاضی خان صفحہ یعنی جس شخص نے یہ زعم کیا کہ قرآن مجید کی پچھلی دونوں سورتیں قرآن سے نہیں ہیں۔ نوازل میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ کافر نہیں ہے۔ اور مزید برآں آپ تو منکر بسم اللہ کو بھی کافر نہیں سمجھتے۔ کیونکہ اہل سنت کے نزدیک بسم اللہ کے آیت قرآن ہونے میں شک ہے۔ دیکھو نور الانوار صفحہ لکھا ہے کہ قوله بلا شبهة احتراز عن التسمیة لان فیها شبهة ولذا لم یکفر جاحدها۔ یعنی بلا شبہ کی قید اس لئے ہے کہ بسم اللہ سے احتراز ہو جائے کیونکہ اس کے قرآن ہونے میں شبہ ہے۔ اس لئے اس کا منکر کافر نہیں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا حضرات! چلو چھٹی ہوئی۔ قرآن بسم اللہ سے شروع ہو کر والناس پر ختم ہوتا ہے۔ مگر سنیوں کو ابتدا میں بھی شبہ اور انتہا میں بھی شبہ۔ نہ تو اول کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں اور نہ ہی آخر کے منکر کو۔ اور اس پر طرہ یہ کہ ایمان بھی ہے۔

اس کے علاوہ اہل سنت کی کتب تحریف قرآن سے بھری ہیں۔ دیکھئے سنیوں کے ہاں بخاری کتاب اصح الکتب بعد از کلام باری سمجھی جاتی ہے یعنی بخاری شریف اس کی جلد دوسری صفحہ کی عبارت پڑھنے لگا ہوں غور سے سنیئے:

عن ابن عباس قال كانت عكاظ و مجنة و ذو المجاز اسواق الجاهلية فتأثموا ان يتجروا في المواسم فنزلت ليس عليكم جناح ان تبتغوا فضلا من ربكم في مواسم الحج

کہ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں عکاظ مجنہ اور ذوالمجاز کے بازار لگا کرتے تھے۔ بنا بریں صحابہ کرام نے موسم حج میں تجارت کو گناہ سمجھا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی کہ لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربھم فی المواسم الحج۔

حضرات! اب میں حفاظ کرام خصوصاً حافظ تنظیم اللہ صاحب (جو وہاں براجمان تھے) سے پوچھتا ہوں کہ مواسم الحج کس قرآن میں نازل ہوا تھا اور کیا اب موجود ہے یا نہیں، اگر نہیں تو کہاں گیا۔ اور اگر یہ تفسیری اضافہ ہے تو نزلت کے ماتحت کیوں؟ کیا تفسیر بھی نازل ہوتی ہے؟ اور منزول من اللہ کو قرآن سے کیوں نکالا گیا؟

حضرات بخاری شریف ص۷۲۳ سے ایک اور روایت بھی سن لیجئے۔

عن ابن عباس قال لما نزلت وانذر عشيرتك الاقربين ورهطك منهم المخلصين۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ وانذر عشیرتک الاقربین ورھطک منھم المخلصین الخ

مبلغ اعظم نے فرمایا ارے حافظو اور قاریو! بتاؤ ورھطک منھم المخلصین کس قرآن کی آیت ہے۔ اگر منسوخ ہو گئی تو اس کی ناسخ کون سی آیت ہے۔ اگر تفسیری نوٹ ہے تو نازل ہونے کے کیا معنی؟ اور عبداللہ بن عباس جیسے حبر الامت اور ترجمان القرآن نے اس کی قرأت کیسے کی؟ اور کان عبد اللہ یقرأ واللیل اذا یغشی والذکر والانثی کہ ابو دردا اور ابن عبداللہ مسعود واللیل اذا یغشی کے بعد والذکر والانثی پڑھتے تھے اور وہ اس کا دعویٰ کرتے تھے کہ ہم نے رسول اللہ صلعم سے ایسا ہی سنا ہے کیا یہ موجودہ قرآن میں زیادتی ہوئی اور یہی دونوں روایتوں کے مطابق کمی ہوئی اگر کمی یا زیادتی ہے تو بہر شئے۔

از روئے بخاری شریف قرآن پاک میں کمی یا زیادتی

نے قائل ہو گئے یا نہیں۔ اور پھر آپ کے نزدیک تو حضرت عائشہ کی بکری بھی کچھ پاشیعہ ہو گئی تھی دیکھئے ابن ماجہ ص۱۴۱ عن عائشة قالت لقد نزلت آية الرجم ورضاعة الكبير عشراً ولقد كان في صحيفة تحت سريري فلما مات رسول الله وتشاغلنا بموته دخل داجن فاكلها۔ یعنی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آیت رجم اور رضاعت کبیر کی ایک آیت نازل تو ہوئی تھی۔ اور وہ میرے صحیفہ میں لکھی تھی۔ لیکن صحیفہ میرے بستر کے نیچے تھا۔ پس جب ہم حضور کی وفات میں مشغول ہوئے تو بکری داخل ہوئی اور اس نے اس کو کھا لیا حد ہو گئی

بکری بی بی عائشہ کی قرآن کھا گئی اور ایمان خراب ہو گیا شیعہ کا

کیوں مولوی صاحب! بی بی عائشہ کی بکری کا تعلق شیعہ سے ہے یا سنیوں سے؟ اور اگر بکری کے کھانے سے قرآن کم نہیں ہو گیا تو موجودہ قرآن میں آیۂ رجم دکھاؤ؟

نوٹ از مؤلف:۔ مولوی محمد صدیق صاحب نے مناظرہ حضرت کیلیانوالہ میں تو ارشاد فرمایا تھا کہ اس کا راوی محمد بن اسحاق شیعہ ہے۔ مگر جب مبلغ اعظم نے ثبوت طلب کیا تو شرم سے گردن جھکا لی اور اپنی غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے معافی مانگ لی تھی میرے خیال میں مولوی صاحب اس واقعہ سے انکار نہیں کر سکتے۔

——— کیونکہ میرے سامنے ہی یہ واقعہ ہوا تھا۔ اور اس فاش غلطی کے بعد تو اپنے اکھڑ سے گئے تھے کہ اخیر مناظرہ تک پاؤں نہ رک سکے اور اختتام مناظرہ پر غیرت سے ترمر کر گھر کو آنے کا ورد کرتے ہوئے داخل الی الحجرہ ہو گئے تھے۔ (خادم بخاری)

مبلغ اعظم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے محققین تحریف قرآن کے قائل ہی نہیں ہیں۔ ہماری کسی مستند اور صحیح غیر مسئول روایت سے تحریف قرآن ثابت ہی نہیں۔

چنانچہ ہماری مستند کتاب تفسیر صافی میں لکھا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون من التحريف والتغيير والزيادة والنقصان۔ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اس قرآن کے محافظ ہیں۔ تغیر سے، تحریف سے، زیادتی سے نقصان سے۔ اس کے بعد آپ نے نہج البلاغہ جلد ۲ ص۔۔ سے یہ عبارت پیش کی انما حکمنا القرآن هذا القرآن انما هو خط مستور بين الدفتين۔

جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم اس قرآن کے سوا جو دفتین کے درمیان لکھا ہوا ہے۔ کسی کو حکم نہیں مانتے۔ اس کے بعد آپ نے علامہ قطب راوندی کی کتاب الخرائج والجرائح کے صفحہ سے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ کر القرآن الذی بین ایدینا الی نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم انما دخلت الشبھۃ علی قوم لم ینکشف لھم وجہ اعجاز لتغافلھم وقد کشفنا ذالک کہ حضورؐ کا پہلا معجزہ قرآن کریم ہے جو ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ جس کو ہم پڑھتے اور سنتے ہیں اور لکھتے ہیں اور حفظ کرتے ہیں کسی کو اس سے انکار کا امکان نہیں۔ یہ قرآن پاک وہی ہے جس کو ہمارے نبی کریمؐ لائے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کیونکہ یہ حضورؐ کا معجزہ ہے اور شبہ اس قوم پر واقع ہوا جس نے اس کی وجہ اعجاز کو اپنی غفلت کی وجہ سے نہیں سمجھا۔ اور ہم نے مستقل کتاب میں اس کی وجہ اعجاز بیان کر دی ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ نیچے میں آپ کی پیش کردہ تمام عبارت کا جواب بالصواب عرض کرتا ہوں، گوش ہوش سے سنیئے۔

اولاً جو آپ نے الصافی شرح اصول کافی جزششم صفحہ پیش کیا ہے کہ شیعوں کا اصل قرآن سترہزار آیات پر مشتمل ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چھ ہزار چھ صد چھیاسٹھ آیات قائم رہیں اور باقی منسوخ ہو گئیں۔ جیسا کہ آپ کی ہی تفسیر اتقان جلد ۲ صفحہ پر آپ کے خلیفہ ثانی

حضرت عمرؓ کا بیان

مدرج ہے کہ اخرج الطبرانی عن عمر ابن الخطاب مرفوعاً القرآن الف الف حرف وسبعۃ وعشرون الف حرف فمن قرءہ صابراً محتسباً کان لہ بکل حرف زوجۃ من الحور العین۔

یعنی طبرانی نے حضرت عمر بن خطاب سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ قرآن مجید کے دس لاکھ ستائیس ہزار حروف تھے۔ جس نے ایک حرف صابر ہو کر بامید ثواب پڑھا اس کیلئے ایک حور ہو گی، حوران جنت سے۔

اب فرمائیے! علامہ ابن کثیر کے حساب سے موجودہ قرآن کے تو صرف تین لاکھ چالیس ہزار سات سو چالیس حروف ہیں۔ بقایا چھ لاکھ چھیاسی ہزار دو سو ساٹھ حروف کہاں ہیں؟ ان تمام حروف کو ملا کر دیکھئے۔ کیا ستر ہزار آیات بنتی ہیں یا نہیں اگر بنتی ہیں تو ہم پر اعتراض کیسا؟ اگر یہ حروف منسوخ ہیں تو وہ آیات بھی منسوخ سمجھ لیجئے، کیا حرج ہے۔

باقی جو آپ نے اصول کافی سے ومن یطع اللہ فی ولایۃ علی فقد فاز فوزاً عظیما اور لقد عھدنا الی آدم من قبل کلمات فی محمد وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین والائمۃ من ذریتھم پڑھا ہے۔ ان دونوں روایتوں میں لفظ "فی" تو بطور تفسیر واقع ہوا ہے۔ اس میں لفظ نزلت یا قرأت دکھلایئے ورنہ .... کیونکہ یہ ماتحت لفظ "فی" مندرج ذیل ہے۔ جیسا کہ تفسیر صافی صفحہ پر صافی مذکور ہے کہ ان بعض المحذوفات کان من قبیل التفسیر والبیان ولم یکن من اجزاء القرآن یعنی محذوف شدہ حروف جن کا کتب شیعہ میں ذکر ہے وہ از قسم تفسیر اور بیان ہیں اور اجزائے قرآن میں سے نہیں ہیں۔

لہٰذا آپ کے پیش کردہ حوالے آپ کے مدعا کی تائید نہیں کرتے۔ اگر ایسے نزولوں سے تحریف ثابت ہوتی ہے تو فرمایئے آپ کے نزدیک ان عبارتوں کا کیا جواب ہے۔

١۔ تفسیر درمنثور جلد ۵ صفحہ ١٩١ عن عبداللہ بن مسعودؓ کان یقرء ھذا الحرف وکفی اللہ المؤمنین القتال بعلی بن ابی طالب۔

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود اس حرف کو اس طرح پڑھتے تھے۔ کفی اللہ المومنین القتال بعلی بن ابی طالب فرمایئے ان روایتوں میں لعلی بن ابی طالب بطور تفسیر واقع ہے یا اصل آیت میں داخل تھا؟

٢۔ تفسیر درمنثور جلد ۵ صفحہ ۱۸۳ میں ہے کہ عن ابن عباس انہ یقرء ھذہ الآیۃ النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم وھو اب لھم وازواجہ امھاتھم۔ یعنی حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت میں ھو اب لھم کا حرف زیادہ پڑھتے تھے۔ بتایئے یہ بطور تفسیر تھا یا تنزیل؟

۳۔ الاتقان جلد ۲ صـ۔ عن ابن عباس انہ کان یقرء وما یعلم تاویلہ الا اللہ ویقول الراسخون فی العلم آمنا بہ فرمایئے اس میں لفظ یقول بطور تفسیر ہے یا تنزیل؟

۴۔ تفسیر فتح القدیر جلد ۲ صـ۵۲ عن ابن مسعود قال کنا نقرأ علی عہد رسول اللہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولیٰ المومنین۔ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین۔ فرمایئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس آیت میں ان علیاً مولی المومنین کی زیادتی بطور تفسیر پڑھتے تھے یا تنزیل؟

۵۔ موطا امام مالک صـ۔ حافظوا علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطیٰ وصلوٰۃ العصر وقوموا للہ قانتین میں لفظ والصلوٰۃ العصر بطور تنزیل واقع ہوا ہے یا تفسیر؟

۶۔ تفسیر ابن جریر صـ۱۲۱ جلد ۳ مطبوعہ مصر۔ عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحاً وآل ابراہیم وآل عمران وآل یٰسین وآل محمد میں لفظ آل یٰسین و آل محمد کے الفاظ تفسیر ہیں یا تاویل؟ اگر یہ سب کچھ تفسیر ہے تو اصول کافی کی دو روایتیں کیوں محمول بر تفسیر نہیں؟ ذرا جواب تو دیجئے، اور پھر وہ الفاظ تو آپ کی کتابوں میں بھی آتے ہیں۔

سُنیئے ذرا غور سے سُنیئے تفسیر دُرِّ منثور۔ جلد ۱ صـ۶۱ سے پڑھ رہا ہوں۔

عن ابن عباس قال سالت عن رسول اللہ عن الکلمات التی تلقہا آدم من ربہ فتاب علیہ قال سأل بحق محمد وعلی وفاطمہ والحسن والحسین کہ وہ کلمات جو حضرت آدمؑ نے خدا سے سیکھے تھے وہ پنجتن پاک کے نام تھے۔ اور یہ ہے تفسیر کلمات کی جو کافی میں مذکور ہے۔ اگر یہ تفسیر ہے تو وہ بھی تفسیر ہے۔

باقی جو آپ نے پیش کیا ہے کہ ان القرآن الذی بین الدفتین لیس بتمامہ (تفسیر صافی) اس میں بھی آپ نے خیانت سے کام لیا ہے۔ حالانکہ اس کے آگے صاف لکھا ہے کہ ان روایات سے ثابت یہ ہوتا ہے کہ وہ سب ضعیف اور ناقابل قبول ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید کا

دعویٰ ہے انہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ و قال انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون فکیف یتطرق الیہ التحریف والتغییر کہ کلام مجید ایسی کتاب ہے کہ باطل نہ تو اس کے پیچھے سے داخل ہو سکتا ہے نہ آگے سے۔ کیونکہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ ہم نے ہی اُسے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ پس ان دونوں آیتوں کے ہوتے ہوئے قرآن مجید میں تحریف و تغیر کیسے راستہ پا سکتی ہے۔ مولوی صاحب! افسوس کہ آپ اعتراض تو پڑھتے ہیں مگر جواب نہیں پڑھتے۔ حالانکہ صاف لکھا ہے کہ قرآن کو ناقص ماننے کا عقیدہ غلط ہے۔

اور آپ نے جو عبارت مرأۃ العقول صـ۱۷۱ سے ان الاخبار عندی متواترۃ پیش کی ہے اس میں بھی عجیب چالاکی، بے ایمانی اور تحریف لفظی و معنوی سے کام لیا ہے۔

اوّل۔ تو یہ عبارت اگر مرأۃ العقول کے صـ۱۷۱ پر دکھا دیں تو انعام کے قابل ہیں۔

دوسرا۔ الفاظ بھی ہوں۔

تیسرا۔ آگے اس کی تردید نہ ہو۔

چوتھے۔ مطلب بھی ہو۔

معلوم ہوتا ہے

مولوی محمد صدیق نے مرأۃ العقول دیکھی ہی نہیں

ورنہ اس طرح قطع و برید نہ کرتے۔ لیجئے اس سارے صفحہ میں زیاتی علی کتاب اللہ اگر آپ دکھا دیں تو آپ مستحق انعام ہیں۔ باقی رہی کمی سو اس کا جواب آپ کی تفسیر اتقان سے دے چکا ہوں۔ رہا تغیر سورتوں کے آگے پیچھے ہونے سے یا بعض آیات کے تقدم و تاخر سے واقع ہوا ہے۔ آپ کا دعویٰ تو تحریف کے باب میں تھا سو یہ روایات در باب تحریف ہیں۔ اجی یہ وہ تغیر نہیں ہے جس کا ذکر بی بی عائشہ تفسیر اتقان جلد ۲ صـ۲۵ پر یوں فرماتی ہیں کہ۔

قالت قرأ فی مصحف عائشۃ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما و

علی الذین یصلون الصفوف الاول قالت قبل ان یغیر عثمان المصاحف
کہ مصحف عائشہ میں وعلی الذین یصلون الصفوف الاول کا فقرہ بھی تھا۔ جو موجودہ قرآن
میں نہیں ہے۔ بی بی صاحبہ فرماتی ہیں کہ عثمان کے تغیر و تبدل کرنے سے پہلے قرآن میں ایسا ہی تھا
گویا بی بی صاحبہ قرآن میں تغیر کی بھی قائل ہیں۔ یہ ہے آپ کے ہاں تغیر فی القرآن کی مثال مشتے نمونہ
از خروارے۔ اگر جرأت ہے تو جواب دو۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مرآۃ العقول ص۵۳۶ جلد۲ میں عبارت یہ ہے کہ:۔

• عندی ان الاخبار فی ھذا الباب متواتر معنیً یعنی اول تو لفظ عندی سے ظاہر ہے کہ
یہ ملا باقر مجلسی علیہ الرحمۃ کا انفرادی قول ہے جو سید المرتضیٰ علم الہدیٰ اور شیخ صدوق اور شیخ
مفید اور شیخ ابو جعفر طوسیؒ جیسے بزرگوں کے سامنے کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ کیونکہ سید مرتضیٰ
علم الہدیٰؒ فرماتے ہیں۔ کہ نقلوا اخباراً ضعیفۃ ظنوا صحتھا (تفسیر صافی ص۱۲)۔
یعنی جتنے روایات درباب تحریف نقل ہوئے تمام ضعیف ہیں۔ جن کو لوگوں نے اپنی غلطی سے
صحیح گمان کیا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ ھذا الباب سے کیا مراد ہے کمی یا زیادتی۔ اگر کمی ہے
تو منسوخ آیات کے نکل جانے سے واقع ہو چکی ہے۔ اگر زیادتی ہے تو اس کا ثبوت پیش کرو۔
باقی رہا تواتر تو وہ معنوی ہے لفظی نہیں۔ اور آپ تواتر معنوی کا خلاف کرتے ہیں۔ جیسا کہ
تفسیر اتقان جلد۱ ص۸ میں ہے کہ فھذہ الاحادیث تعطی التواتر المعنوی بکونھا
قرآنا منزلاً فی اوائل السور۔

• یعنی ان احادیث سے یہ بات بطور تواتر معنوی ثابت ہے کہ بسم اللہ قرآن ہر کہ سورتوں کے شروع میں
نازل ہوتی ہے۔ مگر آپ ہیں کہ پھر بھی اس کو قطعی قرآن نہیں مانتے اور اس کے منکر کو کافر نہیں سمجھتے۔ اور
نمازوں میں بھی بالجہر نہیں پڑھتے۔ حالانکہ اس کو تواتر معنوی کے علاوہ منقول فی المصاحف ہونے
کا شرف بھی حاصل ہے۔ لہٰذا اس کے سامنے تواتر معنوی کی قدر مشترک کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس کے بعد
ملا محمد باقر مجلسیؒ کی یہ رائے اگر ہوتی بھی تو صائب نہ تھی۔ جیسا کہ علمی کا یہ قول بار بار اہل سنت والجماعت
ہونے کے درباب تشابہات غلط ہے۔ دیکھئے آپ کے علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں لکل
جواد کبوۃ ولکل عالم ھفوۃ کہ ہر گھوڑے کو کبھی نہ کبھی ٹھوکر لگتی ہے اور ہر عالم
سے کبھی نہ کبھی غلطی بھی ہو جاتی ہے۔ حالانکہ دیکھئے اس مرآۃ العقول جلد۲ ص۵۳۹ پر اسکی
رد موجود ہے انہ یوجب رفع الاعتماد علی القرآن کہ یہ روایات اس لئے غلط

ہے غلط ہیں کہ ان کے صحیح ماننے پر قرآن سے اعتماد اٹھ جاتا ہے اور ھذا القرآن والعمل
بہ متواتر اور حالانکہ قرآن کریم اور اس پر اثر طاہرین کا عمل کرنا تواتر سے ثابت ہے۔ لہٰذا
ان کا تواتر معنوی عند المجلسی بھی غلط ثابت ہوا۔ باقی رہا آپ کا تفسیر فتح القدیر سے ان علیا
مولی المومنین کے نوٹ کو تفسیر کہنا۔ سو غلط ہے کیونکہ وہاں لفظ تفسیر نہیں۔ بلکہ لفظ
قرأت موجود ہے اور تفسیر قرأت میں داخل نہیں۔ بلکہ وہاں تو صاف لکھا ہے کہ کنا نقرأ
علی عہد رسول اللہ یعنی ہم حضور رسالتمآبؐ کے زمانہ میں اس طرح اس آیت کو
پڑھتے تھے۔

اصول کوحنی کی نسبت آپ کا کہنا کہ عبارت کو کاٹ کر پیش کیا گیا ہے۔ یہ غلط
ہے آپ ہی صحیح عبارت پیش کر دیجئے اور جواب دیجئے تاکہ عوام کو حق و باطل میں تمیز کرنے کی آسانی ہو
اور اگر آپ کے پاس اصول کوحنی نہیں تو ہم سے منگئے۔

ان کل آیۃ تخالف قول اصحابنا فانہا تحمل علی النسخ۔ اب
فرمایئے کہ اس میں کونسا لفظ ہے جس کو کاٹا گیا ہے۔ اسکا صاف مطلب یہ ہوا کہ ہر وہ آیت جو ہمارے
صحابہ کے قول کے خلاف ہو منسوخ سمجھی جائیگی جس کی مثال شارح نے صاف لکھی ہے کہ:۔

بقولہ تعالیٰ وللرسولہ ولذی القربیٰ فی الآیۃ ثبوت
سھم ذوی القربیٰ فی الغنیمۃ ونحن نقول نسخ ذالک باجماع
الصحابۃ یعنی وللرسولہ ولذی القربیٰ کی آیت میں ذوی القربیٰ
کے حصے کا ثبوت فی الغنیمۃ قرآن میں تو موجود ہے مگر ہم (اہل سنت) کہتے ہیں کہ یہ
آیت منسوخ ہو گئی ہے صحابہ کے اجماع سے۔

سبحان اللہ! آپ کے صحابہ میں کتنی طاقت ہے کہ مل کر قرآنی آیات کو بھی
منسوخ کر سکتے ہیں!

نوٹ از مؤلف:۔ آج وہ مل کر کیا نہ کر سکتے تھے، سب کچھ کر سکتے تھے
مل کر اجماع سے قرآن کی آیات کو منسوخ کر سکتے تھے۔ مل کر اجماع سے سیدہ طاہرہ
سلام اللہ علیہا کو حق پدری سے محروم کر سکتے تھے اور مل کر اجماع سے ہی بنت رسول اکرم
کے دروازے پر لکڑیاں لا کر دھمکیاں دے سکتے تھے۔ بلکہ یہ کچھ چھوڑ کر ابنہ رسول
کے قتل کے منصوبے بھی تو اجماع ہی کے طفیل ظہور میں آئے۔

افسوس! مسلمان کیا جانیں کہ اس اجماع کی اوٹ میں مسلمانوں نے اولادِ رسولؐ پر کیا کیا مصیبتوں کے پہاڑ ڈھائے۔ حتیٰ کہ ائمہ معصومین میں سے کسی کو بھی چین سے موت نصیب نہ ہوئی اور مسلمان بے گناہوں کے قتل پر اجماع کرتے رہے۔

کاش مسلمان غور کرتا

مُبلّغِ اعظم نے فرمایا۔ باقی جو آپ نے یہ فرمایا ہے کہ "بخاری شریف میں بما سواہ من القرآن کے جلانے کا ذکر ہے۔ جو کہ کھجوروں کے پتوں پر لکھا ہوا تھا وہ بھی دھونے کے بعد" آپ کے اس ارشاد سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بخاری شریف کا مطالعہ نہیں فرمایا، لیجئے میں آپ کے شکوک رفع کرتا ہوں۔ یہ میرے ہاتھ میں بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۴۶ ہے اس کے حاشیہ کی یہ عبارت اب ذرا غور سے سُننا کہ امر بما سواہ من القرآن فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق۔

اب اس کا ترجمہ میں نہیں کرتا بلکہ آپ اپنے مترجم اعظم مرزا حیرت دہلوی کی زبانی سنیئے لکھتا ہے "اور چاہئے کہ جو قرآنی مسودات تھے ان کو جلانے کا حکم دے دیا (ترجمہ بخاری جلد ۲ ص ۲۹۶ مطبوعہ کراچی) اور آپ کے بزرگوں نے تو اس فعل سے قرآن اور کتابوں کو جلانے کا جواز نکالا ہے۔ دیکھئے بخاری شریف حاشیہ ۵ ص ۷۴۶ کہ رخص بعض فی تحریق ما یجتمع عندہ من الرسائل فیما ذکر اللہ کہ بعض نے ان رسائل کے جلانے کا جواز اس حدیث سے نکالا ہے جس میں اللہ کا ذکر ہو۔ اور سُنیئے آپ کے ایک اور بزرگ ابن بطال اسی صفحہ کے حاشیہ ۵ پر فرماتے ہیں۔ کہ ان کتابوں کا جلانا جائز سمجھتا ہوں جن میں اللہ کا اسم موجود ہو۔ اور طاؤس کی نسبت لکھا ہے کہ وہ ایسے رسائل روز جلایا کرتے تھے جن میں بسم اللہ لکھی ہوتی تھی۔ اور صحیح مسلم شریف شرح نووی جلد ۲ ص ۲۹۳ تو ذرا ملاحظہ فرمائیے۔ لکھا ہے کہ "جواز احراق ورقتہ فیما ذکر اللہ لمصلحۃ کما فعل عثمان والصحابۃ۔ کہ ان اوراق کا جلانا جائز ہے جن میں اللہ کا ذکر ہو۔ جیسا کہ حضرت عثمان نے کیا۔ اور ان کے پیرو و دیگر صحابہ نے۔

اور پھر ان کے ہاں قرآن کی بے ادبی اور بے احترامی کا سلسلہ یہاں ہی ختم نہیں ہوتا بلکہ ان کے بزرگوار فتاویٰ قاضی خان کے ص ۷۸۰ پر یہاں تک لکھ گئے ہیں کہ والذی رعف فلا یرقاء دمہ فاراد ان یکتب بدمہ علی جبھتہ شیئا من القرآن قال ابو بکر الاسکاف یجوز قیل لو کتب بالبول قال لو کان فیہ شفاء لا باس بہ۔

یعنی جس شخص کے نکسیر پھوٹے اور خون نہ ٹھہرے۔ پس اُس نے ارادہ کیا کہ اس کی پیشانی پر نکسیر کے خون سے لکھا جائے۔ تو ابو بکر اسکافی نے کہا کہ جائز ہے۔ کہا گیا کہ اگر قرآن کو پیشاب سے لکھا جائے تو ابو بکر نے کہا کہ اگر اس میں شفا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مبلغِ اعظم نے فرمایا کہ افسوس، خداوند عالم تو اس پاک کتاب کے حق میں فرمائے کہ لا یمسہ الا المطھرون یعنی قرآن مجید خدائے قدوس کی طاہر و مطہر کتاب ہے اس کو ناپاک مت چھوئے لیکن مذہب اہلسنت اسکو پیشاب سے لکھنا جائز قرار دے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

اس توہینِ قرآن کی روایت سُن کر تو شیعہ و سُنی انگشت بدنداں رہ گئے اور آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ افسوس جس مذہب میں قرآن کی یہاں تک بے ادبی کی گئی ہے اس کے …… ہونے میں کیا شبہ باقی رہ گیا۔

باقی رہا جو آپ نے ابن ماجہ کی روایت کا جواب دیا ہے کہ قرآن سینوں میں محفوظ ہے وہاں تک بکری پہنچ سکتی ہے نہ گئے۔ تو فرمایئے کہ آیت رجم اور رضاعت کبیر والا قرآن کہاں ہے؟ کس سینہ میں ہے۔ یہ ہے آپ کے ایمان بالقرآن کی حقیقت۔

نہ تم مشق ستم کرتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

مناظر اہل سنت

حضرات! مولوی صاحب نے نہج البلاغہ اور تحفہ اثنا عشریہ کی عبارتیں پیش کر کے حقائق پر پردہ پوشی کی ہے۔ اگر مولوی صاحب نے حقیقت کی ترجمانی کی ہے تو مجھے بتائیں کہ تفسیر صافی کی اس عبارت کا کیا مطلب ہے۔ ان القرآن الذی بین اظهرنا لیس بتمامه۔ یعنی وہ قرآن جو ہمارے سامنے ہے پورا نہیں ہے۔

اسی طرح مرأة العقول میں ان الاخبار علی نقصه متواتره
کیا ان عبارتوں کی موجودگی میں آپ چالاکیوں سے جیت سکتے ہیں۔ آپ کا نہ قرآن پر ایمان ہے اور نہ توحید پر ایمان۔

اب عبارت سنیئے۔ تاریخ الائمہ ص۵۳ میں ہے (علی کی ذات ہر شئے پر قادر ہے)
کیا اس شرک کے باوجود بھی تم اپنے کو ایماندار کہہ سکتے ہو۔ سچی بات تو یہ ہے کہ تم وہ ہو جن کے حق میں حضور علیہ السلام نے حضرت علی سے فرمایا تھا۔ هم شیعتك فسلم ولدك منهم ان یقتلوهم کہ وہ تیرے شیعہ ہیں۔ پس اپنے بچے کو ان سے بچانا کہ وہ اسے قتل نہ کر ڈالیں۔ فروع کافی ص۱۱۲ جلد۲ معلوم ہوا کہ حسینؓ کے قاتل بھی تم ہو۔
جلاء العیون ص۴۸۳ میں ہے کہ شیعوں نے میری نصرت سے ہاتھ اٹھا لیا۔ جلاء العیون ص۴۳۱ میں ہے۔ کہ قاتلانِ حسینؓ شیعہ تھے۔

تقریر مناظر شیعہ

حضرت مبلغ اعظم نے بعد خطبہ پھر آیہ (ان من شیعته لابراهیم) کی آیت کو تلاوت کیا اور فرمایا کہ حضرات! مذہب شیعہ حضرت ابراہیمؑ سے شروع ہوا جیسا کہ پہلی تقریروں میں ثابت کر چکا ہوں۔ اگر یہ یہودیوں کا مذہب ہوتا تو نبی کریمؐ شیعوں کو جنتی نہ فرماتے۔ پھر دیکھو تفسیر فتح القدیر، صواعق محرقہ اور تفسیر ابن جریر کے حوالے۔

شیعہ تو کشتیٔ نوحؑ میں سوار ہیں

بھلا کشتیٔ نوحؑ کو دوزخ سے کیا واسطہ؟ باقی رہا عبداللہ بن سبا کا جلانا سو صحیح ہے کون انکار کرتا ہے۔ کیونکہ اس نے آپ کے صوفیا کی طرح حضرت علیؑ کو خدا کہا تھا جو اس کی سنت پر چل کر انا الحق کے نعرے مار کر قتل ہوتے رہے ہیں۔ لیکن کوئی شیعہ آج تک الوہیت کا دعویٰ کر کے قتل نہیں ہوا۔ سب آلِ محمد علیہم السلام کی حمایت میں ہی شہید ہوتے رہے ہیں انا الحق کا دعویٰ کرنے والا بفضلہ تعالیٰ شیعوں میں کوئی نہیں گزرا۔

رجال کشی میں ص۱۰۸ قال بعض ہے کہ بعض مخالفین کا یہ قول ہے۔ سو مخالفین کا قول حجت نہیں۔ باقی یہ جو کہا جاتا ہے کہ تاریخ الائمہ ص۵۳ میں ہے کہ علیؑ کی ذات ہر شئے پر قادر ہے۔ اس کی اصل عبارت پیش کرو (مگر مولوی محمد صدیق صاحب عبارت پیش نہ کر سکے) شرافت

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ یہ تو تمہارے جامی صاحب فرماتے ہیں کہ ؎
شعر — اِنّ علیا کان شیئ قدیرا

جیسا کہ میں خود پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں۔ نیز آپ کا یہ قول کہ فسلم ولدك منهم ان یقتلوهم یعنی اپنے بچوں کو ان سے بچانا کہ وہ انہیں قتل نہ کر ڈالیں یہ شیعہ کی تعریف

چوری اور سینہ زوری ہے۔ امانت میں خیانت اور عوام کو دھوکہ دینا۔ اسی لئے آپ نے ساری روایت پیش نہیں کی تاکہ آپ کا دھوکہ کھل نہ جائے۔ لیجئے میں پوری عبارت پیش کرتا ہوں سنیئے:۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قول اللہ عز و جل
فاما ان کان من اصحاب الیمین فسلام لک من اصحاب الیمین
فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہم شیعتک
فسلم ولدک منہم ان یقتلوہم۔

یعنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ قول باری تعالیٰ میں اگر مُردہ اصحاب یمین سے ہے۔ پس سلامتی ہے واسطے اصحاب یمین کے روز قیامت جن کے دائیں ہاتھ میں اعمال نامے ہوں گے۔ رسُولِ خداؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اصحاب یمین سے مراد تیرے شیعہ ہیں۔ پس تیرے واسطے ان کی طرف سے سلامتی ہے۔ کیونکہ تیرے بچوں کے لئے وہ قاتل نہیں ہیں۔ بلکہ تیرے دشمن قاتل ہیں۔ تیرے شیعہ تو تیری اہل بیت کے معاون و مددگار رہیں۔ پس تیرے واسطے انہی کی طرف سے سلام ہے کیونکہ تیرے اہل بیتؑ ان کے ہاتھ اور زبان سے بچا دیئے گئے ہیں۔

اگر شیعہ قاتل ہوتے تو وہ
اصحاب یمین کیوں ہوتے

اور قرآن پاک میں اصحاب یمین کی اصحاب شمال کے مقابلہ میں تعریف کیوں آتی فرمائیے اصحاب یمین تو شیعوں کا نام ہے۔ قاتلِ امام کا جنت کے ساتھ کیا تعلق؟ مگر آپکی فریب دہی کے قربان۔ جس طرح آپ نے نصف روایت کو لکھا یا اور باقی نصف کا ترجمہ بدل دیا وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔

شعر
گر ہمیں مکتب است و ایں مُلّاں
کارِ طفلاں تمام خواہد شُد

باقی رہا جلاء العیون ص۴۳۱ سے آپکا یہ کہنا کہ قاتلانِ امام حسینؑ شیعہ تھے یہ بھی آپ کا دروغ بے فروغ ہے اور کھلی ہوئی بے ایمانی۔ اگر آپ وہاں یہ لفظ دکھا دیں

کہ قاتلانِ حسینؑ شیعہ تھے تو آپ کو مبلغ پانصد روپیہ انعام دیتا ہوں۔ ورنہ لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ اور اگر خط لکھنے سے استدلال ہے تو فرمائیے تو بتلائیے کہ حضرت امام حسینؑ کو تو شیعہ خط لکھ رہے تھے لیکن یزید کو کس نے خط لکھا کہ امام حسینؑ کوفے میں آ رہے ہیں؟ کہیں یہ بزرگوار

آپ کے صحابی عشرہ مبشرہ والے کے فرزند ارجمند عمرؔ بن سعد

تو نہیں ہیں؟ اور مدینہ میں امام حسینؑ علیہ السلام سے بیعت طلب کرنے والا کون ہے کیا آپ کا چھٹا خلیفہ یزید بن معاویہ تو نہیں؟ جب دربار ابن زیاد میں امام مظلوم کا سرِ اقدس کٹ کر آیا تو آپ کے جلیل القدر بزرگ انس بن مالک جیسے لوگ کرسیوں پر جلوہ افروز نہ تھے؟ کربلا سے لیکر شام تک اور شام میں سرِ مبارک سیدالشہداء علیہ السلام کس کے دربار میں پیش ہوا؟ کیا اُسی کے تو نہیں جس کی بیعت بقول آپ کے خلیفہ زادہ عبداللہ بن عمر بن خطاب اللہ و رسولؐ کی بیعت ہے۔ سیدھی بات کیوں نہیں کہتے کہ حکمِ یزید سے حسینؑ قتل ہوئے؟ یزید اگر شیعہ ہے تو شیعہ قاتل اور سُنی ہے تو سُنی قاتل۔ مگر شیعہ تو یزید پر لعنت کرتے ہیں بلکہ اس کے بزرگوں پر بھی۔ مگر آپ کے ہاں یہ کیوں لکھا گیا۔

شعر
فلم یلعن یزیدا بعد موت
سوی المکثار فی الاغواء غالی
(قصیدہ امالی صفحہ ۲۱)

کہ یزید پر آج تک سوائے گمراہوں اور غالیوں کے کسی نے لعنت نہیں کی۔ اگر شیعہ قاتل تھے تو پھر وہ کون سے شیعہ تھے جن کو آپ کی تاریخ طبری یہ کہہ رہی ہے کہ زہیر معرکۂ کربلا میں حسینؑ کے مددگار رہے اور بعد قتل ان کے سرکٹ کر دربارِ یزید میں پہنچے۔ اور کون تھا جس کو عذرہ ابن قیس نے میدانِ کربلا میں کہا کہ یا زھیر ما کنت عندنا من شیعۃ اھل ھذا البیت اما کنت عثمانیا قال افلست تستدل بموقف ھذا انی منھم۔

کہ اے زہیر ہمارے خیال میں تو تُو آلِ محمدؐ کا شیعہ نہیں تھا۔ تو تو عثمانی ہوا کرتا تھا۔ تو زہیر نے جواب دیا کہ تجھے میرے اس مقام میں کھڑا ہونے سے بھی معلوم نہ ہوا کہ

میں شیعانِ آلِ محمدؐ سے ہوں ۔ دیکھو یہ میرے ہاتھ میں تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۲۵۷ اور فرمایئے ۔ یہ کون تھا جس نے معرکۂ کربلا میں نصرتِ امام میں کھڑے ہو کر یہ کہا کہ انا البجلی انا علی دین علی کہ میرا نام بجلی ہے اور میں دینِ علیؑ پر ہوں اور وہ مزاحم بن حریث کون تھا جس نے اس کے مدمقابل یزید کی حمایت میں یہ کہا کہ انا علی دین عثمان ۔ یعنی میں عثمان کے دین پر ہوں ۔ دیکھئے تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۲۴۹ اور فرمایئے یہ کون تھے؟ جس کی نسبت آپ کی مستند تاریخ طبری کہتی ہے دیکھو جلد ۶ صفحہ ۲۶۴ کہ زحر بن قیس نے یزید کو یوں خوشخبری سنائی کہ ابشر یا امیر المومنین بفتح اللّٰہ ونصرہ ورد علینا الحسین بن علی فی ثمانیۃ عشرۃ من اھل بیتہ وستین من شیعتہ فسرنا علیھم الخ

یعنی بشارت ہو اے امیر المومنین اللہ کی فتح و نصرت کی ۔ حسینؑ بن علیؑ اٹھارہ بنی ہاشم اور ساٹھ اپنے شیعوں کے ہم پر وارد ہوئے ۔ ہم نے ان پر سوال کیا کہ حکم امیر تسلیم کرو یا لڑائی کو اختیار کرو ۔ پس انہوں نے تسلیم کی بجائے لڑائی کو ترجیح دی ۔ ہم سورج کے طلوع ہوتے ہی ان پر کود پڑے اور ہر طرف سے ان کا احاطہ کر لیا ۔ حتیٰ کہ تلواریں ان کے سروں پر برسنے لگیں ۔ وہ ٹیلوں اور گڑھوں میں پناہ لیتے پھرتے تھے جیسے کبوتر شکرے سے پناہ تلاش کرتا ہے ۔ پس خدا کی قسم اے امیر المومنین ! اتنی دیر لگی ہو گی جتنے میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کر دیا جاتا ہے یا دوپہر کا قیلولہ ہوتا ہے حتیٰ کہ ہم ان کے آخری کے سر پر آ گئے ۔ پس ایلو ! ان کے جسم برہنہ پڑے ہیں ۔ ان کے لباس ریگ آلودہ اور رخسار خاک آلودہ ہو گئے ۔ سورج کی دھوپ ان پر چمکتی ہے ۔ ہوائیں ان پر چلتی ہیں ۔ جنگل کے درندے ان کے زوار ہیں ۔ پس عبید اللہ بن زیاد نے حسینؑ کی بچیوں اور بیٹیوں کو برہنہ پشت اونٹوں پر سوار کر کے اور علیؑ بن حسینؑ کی گردن میں طوق پہنا کر آپ کے پاس بھیج دیا ۔

الغرض مبلغ اعظم نے تاریخ طبری سے امامِ مظلوم اور ان کے شیعوں کی شہادت کو کچھ ایسے طریق سے ادا کیا کہ اپنے بیگانے سب متاثر ہو گئے ۔ (مؤلف)

پھر آپ نے تاریخ طبری کا یہ فقرہ پڑھا کہ وقتل الحسین بن علی جئی برؤس من قتل معہ من اھل بیتہ وشیعتہ وانصارہ ۔ یعنی جب

حسین علیہ السلام قتل ہوئے تو ان لوگوں کے سر لائے گئے جو آپ کے ساتھ اہل بیت سے اور آپ کے شیعوں سے اور مددگاروں سے قتل ہوئے تھے ۔ طرف عبید اللہ بن زیاد کے ۔

جس کے بعد آپ نے فرمایا کہ حضور! شیعہ قاتل نہیں بلکہ مقتول ہیں ۔ قاتل تو یزید اور اسکے حامی ہیں جو آج ذکرِ حسینؑ اور آپ کی تعزیہ داری کو روکتے ہیں ۔ تاکہ کسی طرح لوگوں کو نواسۂ رسولؐ کے قاتلوں کا صحیح پتہ نہ چل سکے ۔

تقریر مناظر سنی

حضرات ! آپ نے دیکھ لیا کہ مناظر اہل تشیع نے میری پیش کردہ عبارتوں کا قطعاً جواب نہ دیتے ہوئے مطاعن سے کام لینا شروع کر دیا ۔ این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند ۔ پچھلے دلائل مولوی صاحب پر بطور قرض باقی تھے ہی کہ اب یہ بھی ان کے ساتھ مل گئے ۔ مجھے یقین ہے کہ قیامت تک ان سے جواب نہ بن سکے گا ۔ خیر بہر حال ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی ہر بات کا جواب دیں ۔

فتح القدیر کی عبارت میں جس عبارت کا حوالہ دیا گیا ہے وہ ایک قسم کے تفسیری نوٹ تھے ۔ وہاں یہ موجود نہیں ہے کہ وہ قرآن کی آیت اس طرح نازل ہوئی تھی ۔

اصول کرخی کی آیت کو کاٹ کر پیش کیا گیا ہے ۔ بخاری شریف میں ماسوا القرآن کے جلانے کا ذکر ہے جو کہ کھجوروں کے پٹھوں پر لکھا ہوا تھا اور وہ بھی اصولی کے بعد جیسا کہ مسئلہ ہے ، نہ کہ بغیر الغسل ۔

ابن ماجہ کی روایت پیش کر کے مناظر صاحب بڑے خوش ہو رہے ہیں حالانکہ قرآن کو خدا نے سینوں میں محفوظ رکھ دیا ہے جہاں بکری نہ پہنچ سکے ۔ اور کیا ہمارے جہان میں صرف وہی قرآن تھا ۔ مولوی صاحب کیا کچی باتیں کرتے ہیں ۔

اچھا اب پھر موضوع کی طرف آتا ہوں ۔ تفسیر خلاصۃ المنہج میں ہے جو ایک دفعہ ختم کرے تو اس کو درجہ امام حسنؑ کا ملے اور دو دفعہ سے درجہ امام حسینؑ ۔ تین دفعہ ختم کرنے سے

درجہ مولا علیؑ کا اور چار متعے کرنے سے درجۂ رسولِ مقبولؐ کا۔ سبحان اللہ زنا سے تم درجات علیا کو برابر کردیا۔ کیا اب بھی تمہارے بے ایمان ہونے میں شبہ ہے۔

تقریر مناظر شیعہ

بعد خطبہ مبلغ اعظم مدظلہ نے فرمایا، حضرات! سُنّی مناظر اصل موضوع کو ثابت نہیں کر سکا۔ لہٰذا ادھر اُدھر ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ اصل موضوع ہے "شیعہ کا ایمان اور اسلام" مسئلہ متعہ موضوع نہیں ہے۔ مگر مولوی محمد صدیق صاحب کے ہاتھ پہلے ہی جب کچھ نہیں رہا تو متعہ کا مسئلہ چھیڑ بیٹھے۔ مگر بیچ میں اس کا بھی جواب دیئے دیتا ہوں۔

اوّلاً تو متعہ قرآن مجید سے ثابت ہے فما استمتعتم بہ منھن فاتو ھن اجورھن فریضۃ (پ۵۔ سورہ نساء) یعنی پس جو متعہ کیا تم نے ساتھ اُس کے اُن عورتوں میں سے پس دیدو تم اُن کو اجر اُن کے جو مقرر ہوئے۔

کتبِ اہلسنّت سے متعہ کے ثبوت

اہلسنّت کی تفسیروں میں لکھا ہے کہ یہ آیت در باب متعہ نازل ہوئی ہے۔ دیکھئے تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۱۹۵ کی عبارت پڑھتا ہوں سنئے! ان المراد بھذہ الآیۃ حکم المتعۃ کہ مراد اس آیت سے حکم متعہ ہے اور تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۴۷۴ کی عبارت بھی سن لیجئے قد استدل بعموم ھذہ الآیۃ علی نکاح المتعۃ کہ اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے اوپر نکاح متعہ کے اور پھر دیکھئے تفسیر بیضاوی جلد ۱ صفحہ ۲۱۲ نزلت الآیۃ فی المتعۃ کہ یہ آیت متعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اس کے بعد آپ نے مسلم شریف جلد اوّل صفحہ ۴۵۱ سے یہ حدیث پیش کی کہ رخص لنا ان تنکح المرأۃ بالثوب الی اجل ثم قرء عبد اللہ یا ایھا الذین امنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔

کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ہم کو کپڑا دیکر نکاح متعہ کرنے کی اجازت دیدی۔ پھر عبد اللہ نے یہ آیت پڑھی۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے لوگو! جو ایمان رکھتے ہو۔ خدا کی حلال کردہ پاک چیزوں کو حرام نہ کہو۔ اور اللہ کی حدود سے آگے نہ بڑھو۔ اب صحیح مسلم کی دوسری حدیث بھی سن لیجئے۔ کہ قال خرج علینا منادی رسول اللہ فقال ان رسول قد اذن لکم ان تمتعوا یعنی متعۃ النساء۔

کہ حضورؐ کے منادی نے ندا دی کہ تحقیق رسولِ خدا نے تم کو متعہ کرنے کا اذن دیا ہے یعنی متعۃ النساء۔ عورتوں سے متعہ۔

پھر مبلغ اعظم نے اہلسنّت کی تفسیر ابن جریر جلد ۵ صفحہ ۹ مطبوعہ مصر سے حضرت علی علیہ السلام کا یہ قول پیش کیا کہ قال علی علیہ السلام لولا ان عمر نھی عن المتعۃ ما زنی الا شقی۔ کہ اگر عمر متعہ کو منع نہ کرتا۔ تو سوائے شقی ازلی کے کوئی زنا نہ کرتا۔

اور فرمایا کہ آپ کا متعہ کو زنا کہنا غلط ہے۔ کسی تفسیر یا حدیث سے متعہ بمعنی زنا دکھاؤ؟ باوجود اصرار شدید کے مولوی محمد صدیق صاحب اس کو زنا ہی کہتے رہے اور شیعوں کو خواہ مخواہ بے ایمان کہہ کر اپنا ایمان تباہ کرتے رہے۔ (مؤلف)

مبلغ اعظم نے فرمایا، مولوی محمد صدیق صاحب! ذرا توجہ فرمائیے۔ میرے ہاتھ میں تفسیر مظہری جلد ثانی ہے۔ اس کے صفحہ ۸۲ سورۃ نساء سے روایت سنیئے۔ روی النسائی والطحاوی عن اسماء بنت ابی بکر قالت فعلناھا علی عھد رسول اللہ۔

کہ حضرت اسماء ابو بکر کی بیٹی فرماتی ہیں کہ ہم نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں خود متعہ کیا ہے۔

اب فرمائیے مولوی محمد صدیق صاحب کہ حضرت ابوبکر کی بیٹیاں بھی رسولِ خدا کے زمانے میں متعہ کیا کرتی تھیں یا زنا کیا کرتی تھیں۔ اگر متعہ کیا کرتی تھیں تو تم ان کے فعل کو زنا کیوں کہتے ہو۔ کچھ تو شرم کرو خلیفہ اوّل کی بیٹیوں کی عصمت پر حملہ نہ کرو۔

اب تو متعہ کو زنا نہ کہو گے!

بس پھر کیا تھا سُنّی مناظر کے طوطے اُڑ گئے سُنّیا اس کی حماقت پر ہنسنے لگی اور تالیاں بج گئیں۔ سُنّی علماء ایک دوسرے کو خود ہی ملامت کرنے لگے۔ ایک کہتا کہ جب پہلے ہی مولوی محمد صدیق سے کہا تھا کہ متعہ کا مسئلہ نہ چھیڑنا۔ تو اس نے ایسا کیوں کیا دوسرا کہتا تھا کہ سخت غلطی کی۔ تیسرا کہتا تھا، خواہ مخواہ شرمساری اُٹھانا پڑی۔ اور صدر محترم حضرت لال حسین صاحب اختر بعد رح رفدان تحریک ختم نبوت مارے شرمندگی کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر اپنا چہرہ چھپانے کی بے سُود کوشش میں مصروف نظر آ رہے تھے۔

اس روایت کے پیش ہونے پر سُنّی مذہب کی عوام پر حقیقت کُھل گئی۔ اس شرمندگی سے بچنے کے لئے سُنّی علماء نے شیعہ مناظر سے کتاب طلب کی۔ جب کتاب بھیج دی گئی تو اس عبارت کو دیکھ کر رہے سہے ہوش و حواس بھی جاتے رہے اور ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ تاکہ کہیں سے چلّو بھر پانی میسّر آئے تو ڈوب کر اس ندامت سے خلاصی کرائیں۔ مگر آگے ہوئے الفاظ واپس نہ ہو سکتے تھے۔ بالآخر سُنّی مناظر اپنے پرانے حربے یعنی ڈھٹائی کو بروئے کار لا کر "مرتا کیا نہ کرتا" یُوں گویا ہُوا۔

تقریر مناظر اہل سُنّت

متعہ کرنا اور بات ہے۔ اس کا درجہ درجات پاکیزہ کے برابر ماننا دین میں جسارت ہے اگر آپ کے پاس جواب ہے تو مولوی اسمٰعیل صاحب جلد بتا دیں۔
لیجئے! یہ میرے ہاتھ میں مسلم شریف ہے۔ اس میں متعہ تا قیامت حضور اکرمؐ نے حرام قرار دیا ہے۔

تقریر مناظر شیعہ

حضرات! سچ ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ میں پھر وہی بات بار بار عرض کرتا ہوں

کہ حضرت اسماء و مطہرہ متعہ کو پاکیزہ سمجھ کر کرتی تھیں یا گناہ سمجھ کر۔ اگر گناہ سمجھ کر کرتی تھیں تو پھر ان کی پاکدامنی کہاں؟ اور اگر پاکیزہ سمجھ کر کرتی تھیں تو اعتراض کیسا؟ مولوی صاحب کی حالت پر مجھے خود رحم آتا ہے۔ اب ان کو متعہ کے خلاف تو کوئی دلیل نہیں ملتی، اس لئے فرماتے ہیں کہ متعہ کرنا اور بات ہے اور پاکیزہ ماننا اور بات۔ یہ ان کے اوچھے ہتھیار ہیں اور صحابہ کرام کی بہو بیٹیوں پر حملہ ہے۔ اگر یہ کام پاکیزہ نہ ہوتا تو کرتی کیوں؟

مولوی محمد صدیق صاحب کے پاس اگر کوئی جواب ہوتا تو وہ ضرور دیتے۔ بہر حال متعہ کے درجات تو متعہ جو چیز بحکم خدا و رسولؐ و ائمہ طاہرین علیہم السلام ثابت ہوتا ہے تو اس کے درجات کیوں نہ ہوں۔ اور خصوصیت سے یہ کہ جب عمر نے اس کو مٹانا چاہا تو اس کے زندہ کرنے کا ثواب کیوں نہ ہو؟ جب کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے (دیکھئے مشکوٰۃ شریف ص۳۰)

من تمسك بسنتي عند فساد امتي فله اجر مائة شهيد

کہ جس نے میری سُنّت کو پکڑا فسادات کے وقت پس اس کے لئے سو شہید کا ثواب ہوگا۔

باقی رہ گیا لفظ درجہ سو اس کا مطلب مولوی محمد صدیق صاحب کیا جانیں۔

دیکھئے ترمذی شریف ص۹۱۹

ان النبي اخذ بيد حسن وحسين وقال من احبني واحب هذين واباهما وامهما كان معي في درجتي يوم القيامة۔

"حضورؐ نے حسنؑ اور حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ کہ جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں کے ماں اور باپ سے محبت کی تو وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔

فرمائیے! اس حدیث کا کیا مطلب ہوا۔ کہ کیا وہ شخص رسولؐ بن جائے گا؟ یا یہ مطلب ہے کہ وہ قرب رسولؐ میں ہوگا۔ اگر اس کے معنے قرب رسولؐ کے ہیں تو پھر متعہ والی روایات میں قرب کا مطلب کیوں نہیں لیا جاتا۔ کہ در باب متعہ عمر کو چھوڑ کر حکم متعہ کرنے والا شخص محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کے قرب میں ہوگا۔ کیونکہ اس نے ان کے مذہب کی تائید کی اور بدعت عمری کا ستیاناس کیا۔ اور یہی مطلب حضورؐ نے مشکوٰۃ شریف کے ص۳۰

پر صاف اور واضح طور پر فرمایا ہے کہ من احب سنتی فقد احبنی کان معی فی الجنۃ (رواہ الترمذی)۔ کہ جس نے میری سنت سے محبت کی وہ میرے ساتھ ہوگا۔

حضرات! یہ ہے درجے کا مطلب شاید اسی درجہ کی اُمید میں حضرت اسماء بنت ابی بکر نے متعہ کیا ہو۔ باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ مسلم شریف میں ہے کہ متعہ تا قیامت حرام ہے تو حضور! اوّل تو صحیح مسلم تمہاری اپنی کتاب ہے۔ اگر جرأت ہے تو کسی شیعہ کتاب سے پیش کرو۔ کیونکہ دلیل ہمیشہ مسلمات خصم سے دی جاتی ہے۔ اصول مناظرہ کو کیوں چھوڑتے ہو۔ اگر مسلم شریف کے مطابق تا قیامت متعہ حرام ہوگیا تھا۔ تو رسول خداؐ کے بعد صحابہ کرام حضرت ابو بکر کے عہد میں اور نصف خلافت حضرت عمرؓ تک متعی متعی آٹے اور کھجوروں پر کیوں کرتے رہے۔ ذرا آنکھیں کھول کر اپنی صحیح مسلم جلد اوّل ص۴۵۱ کی یہ روایت دیکھو سینئے اخبرنی ابو الزبیر قال سمعت جابر بن عبد اللہ یقول کنا نستمتع بالقبضۃ من التمر والدقیق الایام علی عہد رسول اللہ و ابی بکر حتّٰی نہٰی عنہ عمر فی شان۔

"کہ حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں۔ کہ ہم زمانۂ رسول خدا اور خلافت ابی بکر میں برابر متعہ کرتے رہے۔ حتیٰ کہ عمر نے اپنی کسی مصلحت سے اس کو منع کر دیا"

پس پھر کیا تھا۔ مولوی محمد صدیق صاحب سے کوئی جواب بن نہ پڑا۔ آخری پانچ منٹ بھی ملے۔ مگر یوں رحم و کرم کی اپیل کر کے بیٹھ گئے کہ بھائیو! مناظرہ بخیر و خوبی ختم ہوگیا۔ خدارا نعرے نہ لگانا اور تالیاں نہ بجانا۔ مگر شیعہ جوش مسرت سے نعرہ لگاتے اور قصائد پڑھے۔ مبلغ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہ کے گلے میں تقریباً تین صد روپیہ کا ہار پرو کر ڈالا گیا۔

اسی وقت مندرجہ ذیل افراد نے شیعہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ اور سید مظفر علی شاہ صاحب بخاری دام اقبالہٗ باوجود سُنّی ہونے کے مولوی محمد صدیق صاحب کی لاجوابی، خفت اور بے اعتدالی دیکھ کر ان کو چھوڑ گئے اور شیعہ مناظر کی تہذیب، تعلیم اور مذہب حقہ کے دلائل سے بہت متاثر ہوئے۔ مبلغ اعظم کے گلے میں سادات بڈھا اکبر شاہ نے مبلغ تین روپیہ کے نوٹوں کا ہار ڈالا۔ عوام نے فرط خوشی سے فلک شگاف نعرے لگائے۔

۱۔ حافظ عبد الرحمٰن صاحب ساکن ماہی جن شاہ۔ فارغ التحصیل مدرسہ دارنی۔
۲۔ جمعہ قوم کھوکھر۔ ۳۔ غوثوں کھوکھر ولد جنید وڈہ۔ ۴۔ برکت علی پنجابی۔
۵۔ الہٰ بخش ولد جام دین۔ ۶۔ جمال ساکن بستی گل محمد۔ ۷۔ جام مقبول ساکن ماہی جن شاہ۔ ۸۔ جام قابل ساکن۔ ۹۔ جام کبیر حسین ساکن باگوں۔ ۱۰۔ بڑے بڑے عالم اہل سنت والجماعت کے نام مصلحتاً نہیں دیئے گئے۔ علاقہ غازی پور۔ چک نمبر عباسیاں ریاست بہاولپور میں تقریباً ۱۲ گھر قبولیت مذہب حقہ کا اعلان کر چکے ہیں۔

اہلِ حدیث حضرات سے

ایک اور مناظرہ

یہ مناظرہ بتاریخ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۵ء بمقام لامبڑے متصل منڈی مریدکے ضلع شیخوپورہ میں جماعت اہل حدیث سے ہوا۔ کوٹ ہمایوں میں مولوی محمد صدیق صاحب کی شکست سے اہل حدیث طبقہ مایوس ہو چکا ہوا تھا۔ لہٰذا اب کی دفعہ حافظ عبد القادر صاحب روپڑی جیسے بحر علماء اہل حدیث کی معیت میں اور اپنے شیخ الحدیث جناب مولوی عبد اللہ صاحب روپڑی کے زیر سایہ شیعہ مناظر حضرت مبلغ اعظم مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہ کے مقابلہ پر تشریف فرما ہوئے۔ مگر آپ تمام لشکر کی کمک کے باوجود مولوی محمد صدیق صاحب سے بھی پست ہمت ثابت ہوئے۔ مختصراً رپورٹ درج ذیل کی جاتی ہے:۔

موضع لامبڑے ایک گجروں کا موضع ہے جس کے واحد مالک چوہدری حاجی سلطان خان صاحب ہیں۔ اس مناظرہ کی ابتداء یوں ہوئی کہ چوہدری ولی محمد راجپوت ساکن بھٹیاں ضلع شیخوپورہ کو عالی جناب معلّی القاب حاجی سلطان خان صاحب مجرئیس اعظم لامبڑے نے اس کو شیعہ ہونے کی وجہ سے بہت ہی سُست کہا۔ حتیٰ کہ اس کو شیعہ ہونے کی وجہ سے اسلام سے خارج کرنے کی کوشش کی۔ اور چوہدری ولی محمد چونکہ بے علم تھا۔ لہٰذا مولوی صاحب کے حملہ کی تاب نہ لا سکا اور کہا کہ میں کوئی مولوی نہیں ہوں۔ اگر تمہارا

کوئی عالم ہوتا تو آپ کی ہر بات کا جواب دے دیتا۔ اس پر جناب چوہدری سلطان صاحب
رئیس اعظم لاہور شریف نے از راہِ مراسم شاہانہ و آدابِ خسروانہ فرمایا کہ لڑو جھگڑو نہیں۔ ہم
اگرچہ سُنّی ہیں لیکن ہم جانبین کا خرچ برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اپنے اپنے علماء
کو بلا کر ہماری کوٹھی پر مناظرہ کر کے مسائل کا تصفیہ کروالو۔ ہم خرچ بھی برداشت کریں گے
اور انتظام بھی کریں گے اور انشاءاللہ انصاف بھی کریں گے۔ اس پر چوہدری ولی محمد
اور مولوی محمد بشیر امام مسجد اہلِ سُنّت نے اپنے اپنے علماء بلانے کا انتظام کیا اور روز
۲۶ دسمبر ۱۹۵۶ء تاریخ مقرر ہوئی جس پر اہلِ حدیث کے تقریباً درجن بھر علماء پہنچ گئے
جن میں حافظ عبداللہ روپڑی اور حافظ عبدالقادر اور حافظ عبدالرحیم کے خصوصاً
اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں۔ اور شیعہ کی طرف سے چوہدری ولی محمد کی ہزار تگ و دو
کے باوجود صرف مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب ہی میدانِ مناظرہ میں پہنچ سکے۔
اس مناظرہ کیلئے چار موضوع مقرر ہوئے تھے:۔

۱۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ اور اعتراضاتِ شیعہ
۲۔ خلافت اصحابِ ثلاثہ
۳۔ مسئلہ متعہ
۴۔ مسئلہ ماتم حسین علیہ السلام

وقت مقررہ پر علماء اہلِ حدیث جنگِ جمل، اور سُورۃ تحریم اور مسئلہ متعہ سے
اپنی دور اندیشی کے پیشِ نظر ویسے ہی کا جواب دے گئے اور مسئلہ خلافت سے بھی بھاگتے تھے
مگر مبلغ اعظم نے کہا کہ حضرات! کم از کم دو موضوع تو ہوں لیکن وہ اپنی درباب بدعت
اور شرک خاص تیاری کے ماتحت صرف مسئلہ ماتم پر ہی بحث کرنا چاہتے تھے۔
مگر بعد مشکل لوگوں کے اصرار سے مسئلہ اصحابِ ثلاثہ زیرِ بحث آیا۔ مگر پھر ان کی خلافت
کے اثبات سے پہلو تہی کرتے رہے اور صرف ایمانِ ثلاثہ پر بحث کرنا چاہتے تھے مگر
مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! آپ ان کے ایمان کو کیوں زیرِ بحث لاتے ہو۔ اگر
خلافتِ راشدہ ثابت ہوگی تو سب کچھ ثابت ہو جائے گا۔ کیونکہ خلافت کے لئے ایمان
کامل شرطِ اوّل ہے (۱) اگر وہ خلافت پر قبضہ نہ کرتے علی علیہ السلام سے بجبر بیعت نہ
مانگتے۔ (۲) سیّدہ ناراض نہ ہوتی۔ (۳) واقعہ احراق۔ (۴) اور قرطاس ہوتا تو شاید

ہم ان کے ایمان سے تعرض بھی نہ کرتے۔ فساد و فتنہ بپا نہ ہوتا اور صرف مسئلہ خلافت ہی ایسا ہے جس میں
لوگوں کے بعد اصرار سے ان کو منوایا گیا۔ مگر حضرت جو پہنچے تھے وہ [illegible]
ثابت نہ کر سکے۔ پھر اس امر پر بحث ہوئی کہ مسئلہ ماتم پر بحث مقدم ہے یا مسئلہ خلافت پر
علمائے اہلِ حدیث اس پر بضد تھے کہ پہلے ماتم پر بحث ہو۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ پہلے
مارو تو سہی! روئیں گے بعد میں۔ مسئلہ ماتم کسی طرح بھی مسئلہ خلافت پر مقدم نہیں ہو سکتا
نہ طبعاً نہ شرعاً نہ اصولاً نہ تمہاری سابقہ فہرست کے مطابق۔ چنانچہ انہوں نے مسئلہ خلافت
مانا اور مقدم کیا۔ ۲۶ دسمبر وقت پونے گیارہ بجے مناظرہ شروع ہوا جس میں ہزاروں کی
تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ صدر مناظر منتظم مقرر ہوئے۔ چنانچہ حسب ذیل تقرر ہوا۔
مناظر از جانب اہلحدیث حافظ عبدالقادر روپڑی۔ حافظ ابراہیم صاحب معاون
حافظ عبداللہ صاحب۔ مناظر از جانب شیعہ مبلغ اعظم مدظلہ العالی مولانا محمد اسماعیل صاحب
صدر مولوی دین محمد صاحب واعظ ساکن اچھرہ لاہور۔ منتظم حاجی سلطان خان
صاحب کے فرزندانِ گرامی۔ خصوصاً چوہدری خدابخش صاحب اور منتظم اوقات چوہدری
فضل احمد صاحب مقرر ہوئے۔ اس مناظرہ میں جو قابلِ ذکر باتیں ہوئیں وہ یہ ہیں۔ چوہدری
صاحبان کا عدل و انصاف اس قابل ہے کہ اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ ہمارا خیال
ہے جتنے بھی مناظرے ہوئے ہیں باوجود سُنّی ہونے کے ایسے منصف اور عادل مہمان نواز منتظم
زمیندار ہم نے نہیں دیکھے۔ شیعہ سُنّی کو ایک ہی جگہ بٹھایا اور کھانا کھلایا۔ عزت و احترام سے
پیش آئے۔ دورانِ مناظرہ کسی غیر ذمہ دار کو چون و چرا نہ کرنے دیا۔ حالانکہ مجمع ہزاروں
کی تعداد میں تھا اور پولیس کی پوری تسلی کرا دی اور مناظرہ اپنے حسنِ انتظام سے ختم کروایا
آخر اہلحدیث مولوی شیعہ مناظر کی آخری تقریر سے پہلے بھاگنا چاہتے تھے اور اعتراضات کے
جوابات سننے میں شور مچانا چاہتے تھے۔ مگر اللہ اکبر خدا کے بندوں کا انصاف فوراً دوبارہ سب
کو لا کر بٹھایا کہ ایک ایک حرف آخر تک سنا اور پوری تقریر کرنے کا حق شیعہ مناظر کو دیا۔
اور آخر فیصلہ بھی فرما دیا کہ اگرچہ ہم سُنّی ہیں مگر ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ مناظر اہلسنت
غیر معقول اور غیر مدلل گفتگو کرتا رہا اور شیعہ مناظر نے تمام جوابات دے دیئے اور ہر دو موضوعوں
میں شیعہ کامیاب رہے۔ بس پھر کیا تھا۔ حلقہ اہلحدیث میں صف ماتم بچھ گئی، چہرے اتر گئے
اور سکوت میں مشغول ہو گئے۔ اس وقت شیعہ سُنّی کی زبان پر تھا کہ شیعہ کا مولوی نہایت مدلل و معقول،

وات مناظرہ میں علماء اہلحدیث کی حالت قابل دید تھی۔
اگرچہ اس تمام شرارت کے بانی مبانی مولوی منظور احمد صاحب جھنگوی تھے۔
مگر وہ پہلے ہی مبلغ اعظم صاحب کی تقاریر کی صورت دیکھ کر راہ فرار اختیار کر گئے اور دیگر علماء اہلحدیث
اس میدان کے مرد نہ تھے بہرحال ان کو بہت بری شکست ہوئی جس کو خود اہلحدیث اور اہل سنت مان گئے
جس کا اعتراف انہوں نے خود اپنے رسالہ میں کیا ہے۔

چنانچہ رسالہ کشف الغمہ ص۱۲ حاشیہ ۹ پر لکھتے ہیں کہ "مگر اگلے روز یہ سن کر ہمیں
بہت افسوس ہوا کہ چند اہلحدیث افراد فریق اہل السنت کے اہل حدیث مناظر سے ذاتی عداوت و حسد
کی وجہ سے اس کا ساتھ چھوڑ رہے ہیں اور شیعہ فریق کے اس مجوزہ پراپیگنڈے کو اپنے
طور پر ہوا دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ایک اہل السنت مناظر تو میدان سے فریب ہٹ گیا
اور دوسرے کو بھی کوئی خاص کامیابی نصیب نہیں ہوئی الخ۔" الحق ما شہدت بہ الاعداء

لیجئے! ان کی اس اپنی تحریر میں خود اہل حدیث اور اہل السنت کا بیان موجود ہے۔ کہ
مولوی منظور احمد صاحب تو فرار ہو گیا اور دوسرا کامیاب نہ ہوا۔ اب اس سے زیادہ شیعوں کی فتح
اور کیا نشانی ہو سکتی تھی کہ اپنے اور بیگانے مان گئے۔ مگر انہوں نے اپنی خفت اور شکست کو
مٹانے کے لئے بعد میں ایک رسالہ بنام "کشف الغمہ عن تحقیق لفظ الآل وعصمۃ الائمۃ"
لکھ دیا جس کی ضرورت ہی نہ تھی۔ کیونکہ مناظرہ کی نوبت اس وقت آتی ہے جب رسائل و کتب سے
بات اور بگڑ ہو جاتی ہے اور رسائل و کتب سے فیصلہ نہیں ہوتا تو پبلک کے سامنے مناظرہ ہوتا
ہے اور لوگ سن کر حق و باطل کا فیصلہ خود کرتے ہیں۔ لیکن اگر پھر رسائل شروع ہو جائیں تو
دور اور تسلسل لازم آتا ہے۔ جو باطل ہے۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ سیالکوٹ کے مناظرہ
میں جو علماء شامل ہوئے وہ اس میدان کے مرد نہ تھے۔ ویسے تیس مار خان بننے کہلانے کو تو
ہر کسی کا دل چاہتا ہے مگر اس فن میں بالکل اناڑی تھے۔ نہ دعویٰ و دلیل کا پتہ نہ موضوع کی
خبر نہ یہ پتہ کہ اس مسئلہ میں شیعہ سنی کا اختلاف کیا ہے؟ جانبین کے دلائل کیا ہیں حقیقت کیا
مجاز کیا؟ مبادی کیا اوساط اور مسائل کیا ہیں۔ مناظرہ کی ترتیب طبعی کیا؟ جو منہ میں آیا کہہ دیا۔
جو لفظ بھی لکھ دیا۔ اور سنی کو شیعہ کے خلاف علم کی ضرورت بھی نہیں۔ کیونکہ جتنا علم میں
جائے گا حقیقت کا ادراک ہوتا جاتا ہے۔ شیعیت قریب آتی ہے لہذا بہتر یہی سمجھتے ہیں
کہ غلط سلط پروپیگنڈہ جتنا شیعہ کے خلاف ہوتا رہے اچھا ہے

جب غلط پروپیگنڈے سے بھی بات نہیں بنتی تو سیاست
میں چلے جاتے ہیں کہ لوگو خبردار! اٹھو تنظیم کرو، یکجا ہو جاؤ، حکومت کو تاریں اور دستخط کرو۔
ریزولیوشن پاس کرو، عظمت صحابہ کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ کاش یہ جو حقائق کی ضیاء تھیں وہ اگر ان کو
کے مذہب کے دلائل کا جواب دے سکے۔ اگر دنیا ایسا کر سکتی تو حدیث قرطاس پر یہ ہنگامہ و شور
پر شور شغف کیوں ہوتا؟ حسبنا کتاب اللہ کہہ کے حدیث رسالتمآب کا انکار کیوں ہوتا؟
سقیفہ میں خلیفہ کے تقرر پر اہل بیت کو کیوں چھوڑا جاتا؟ سعد بن عبادہ کو مارا کیوں جاتا؟
خاتون معظمہ کے دعویٰ کے خلاف قرآن کو چھوڑ کر دوسری طرف رخ کیوں ہوتا؟ دنیا انصاف
کرتی تو ابوالحسن خلافت سے محروم کیوں ہوتے؟ آپ کی خلافت میں باغیوں کے خروج کیوں
ہوتے؟ صفین جمل کے معرکے، زہر حسن، شہادت حسین سب اسی بے ظمی انصاف
کے مظاہرے اور کرشمے ہیں ورنہ الحق مع علی و القرآن مع علی متفق علیہ
حدیثیں ہیں۔

الغرض ان کا یہ رسالہ لکھنا ان کی خفت اور شکست کی نشانی ہے۔ ورنہ جو کچھ میدان میں ہوا
لوگوں نے سن لیا، فتح کے بعد مکا کیا۔

مگر اب ان کے رسالہ کشف الغمہ سے غلط تاثر پیدا ہو رہا ہے۔ بار بار خط
آ رہے ہیں کہ اس کا جواب دو۔ اگرچہ ہمیں فرصت نہیں۔ تاہم مومنین کی تسکین جانبین کی تلقین
کے لئے اس کا جواب ضروری ہے۔

الجواب

ان کے رسالہ کا نام "کشف الغمہ عن تحقیق لفظ الآل وعصمۃ الائمۃ" ہے
یہ رسالہ ادارہ تحقیق مذاہب سیالکوٹ سے شائع ہوا ہے جو ہر حق طلب اہل علم پیش کر
لکھا گیا ہے۔ جو کچھ مبلغ اعظم صاحب نے شیعوں کی طرف سے پیش کیا اس کا جواب اس رسالہ میں
عشر عشیر بھی نہیں۔ کتمان حق پر مبنی ہے۔ حق چھوڑا اور باطل جوڑا گیا ہے اور اہل حدیث
المعروف وہابیوں کے بھی عجیب ادارے ہیں جن کی سعی صرف آل محمد کے خلاف ہو رہی ہے
ایک ہندو کا مرکز میں ادارہ شبان اہلحدیث ہے جس کی طرف سے یزید پلید کی حمایت
میں رسائل شائع ہو رہے ہیں۔ یہ سیالکوٹ کا ادارہ ہے جو آل محمد کے فضائل کو عدم ثبوت بنا رہا

ہے اور صداقت آشکارا ہر حق کو منار ہا ہے۔

وہابی کی اصل خوارج ہے جن کو علی مرتضٰے شیر خدا نے قتل کیا تھا کیونکہ وہ متشدد اور متصلب فی الدین تھے مگر ان کی اصل مختلف فرقوں میں اب بھی باقی ہے جن سے لبا اوقات بغض علی مرتضٰے ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ جیسا کہ مشکوٰۃ شریف ص۵۳۵ باب المعجزات فصل اوّل سے چند اقتباسات عرض کرتا ہوں۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ دَعْہُ فَاِنَّ لَہٗ اَصْحَابًا یَحْقِرُ اَحَدُکُمْ صَلٰوتَہٗ مَعَ صَلٰوتِہِمْ وَصِیَامَہٗ مَعَ صِیَامِہِمْ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَہُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّہْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ۔

کہ رسالتمآبؐ نے خارجیوں کے مورثِ اعلیٰ کے قاتل سے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے یہ اکیلا نہیں ہے اس کے اور بھی ساتھی ہیں جن کے مقابلہ میں تم اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ قرآن پڑھیں گے مگر حلقوم سے نیچے نہ جائیگا۔ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ایک روایت ہے "یخرجون علی خیر فرقۃ من الناس" کہ بہترین گروہ کے اوپر خروج کریں گے یعنی حضرت علیؑ اور ان کے اصحاب کے خلاف خروج کریں گے یعنی شیعہ کے دشمن ہوں گے۔

فی روایۃ اقبل رجل غائر العینین ناتی الجبہۃ کث اللحیۃ مشرف الوجنتین محلوق الراس فقال یا محمد اتق اللہ فقال فمن یطع اللہ اذا عصیتہ فیامنی اللہ علی اھل الارض لا تامنونی فسال رجل قتلہ فمنعہ فلما ولی قال ان من ضئضئ ھذا قوماً یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرھم یمرقون من الاسلام مروق السھم من الرمیۃ فیقتلون اھل الاسلام ویدعون اھل الاوثان لئن ادرکتھم لاقتلنھم قتل عاد۔ متفق علیہ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۳۵)

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص آیا، آنکھیں گہری، پیشانی اٹھی ہوئی، ڈاڑھی گھنی، رخسار اونچے، سر منڈا ہوا۔ کہا اے محمد! خدا سے ڈر۔ حضورؐ نے فرمایا افسوس! اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں تو اس سے ڈرنے والا کون۔ اللہ نے مجھے زمین والوں پر امین بنایا تم مجھے امین نہیں سمجھتے تو ایک صحابی نے اس کے قتل کی درخواست کی۔ حضورؐ نے فرمایا

یہ اکیلا نہیں اس کی قسم اور اصل سے اور بھی ہیں جو اس کے مذہب پر ہوں گے۔ قرآن مجید پڑھیں گے لیکن حلقوم سے نیچے نہ اترے گا۔ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ مشرکوں، بت پرستوں کو چھوڑ کر اہل اسلام سے لڑیں گے۔ اگر میں پاؤں تو قوم عاد کی طرح ان کو قتل کروں (قتلِ خوارج کا حق صرف علی علیہ السلام کو تھا اب نہیں ہے)۔

حضرات! ذرا خوارج کا عقیدہ، نظریہ، عمل، حلیہ بقول سرکار دو عالمؐ پڑھیئے کہ کچھ ان بزرگوں کے مشابہ ہیں یا نہیں؟

لہٰذا! اگر یہ شیعہ کے خلاف رسائل نہ لکھیں اور پروپیگنڈہ نہ کریں اور یزید کی حمایت میں رسائل نہ لکھیں تو اور کیا کریں۔ منافقوں کو حضرت علیؑ سے بغض تھا کہ اس نے ہمارے بزرگوں کو اُحد، بدر، خندق میں قتل کیا۔ لہٰذا اس بغض کا اظہار اب تک ہوتا رہتا ہے۔

مذہب شیعہ کی تصدیق اور تحقیق

رسالہ کشف الغمّہ کی پہلی سطر میں ہی شیعہ عقائد پر حملہ کر دیا گیا ہے کہ یہ راہِ حق سے ہٹے ہوئے فرقوں سے ہے حالانکہ حق حضرت علیؑ کے ساتھ ہے بفضلہ قرآن حضرت علیؑ کے ساتھ ہے اور جنت حضرت علیؑ کے ساتھ ہے اور ان شاء اللہ رشد بھی حضرت علیؑ کے ساتھ ہیں اور شیعہ حضرت علی علیہ السلام اور ان کی معصوم اولاد کے ماننے والے مذہب کا نام ہے۔

شیعۃ الرجل بالکسر اتباعہ وانصارہ وقد غلب ھذا الاسم علی کل من یتولی علیاً واھل بیتہ حتی صار اسماً لھم خاصاً۔

قاموس اللغات ص۱۶ جلد ۳ مطبوعہ مصر کسی مرد کے تابعدار و مددگار کو شیعہ کہتے ہیں اور یہ اسم بالغلبہ ہے ان لوگوں کا جو حضرت علیؑ اور ان کے اہلبیت سے محبت کرتے ہیں حتیٰ کہ یہ ان کا خاص نام ہو چکا ہے۔

مقدمہ فتح الباری ص۱۶ جلد ۱ میں ہے "والتشیع محبۃ علی وتقدیمہ

... من قدامہ علی ابی بکر و عمر فھو غالٍ فی شیعتہ، کہ مذہب شیعہ حضرت علیؓ کی محبت اور صحابہ کرام پر ان کو مقدم کرنے کا نام ہے۔ پس جس شخص نے حضرت ابوبکر اور عمرؓ پر ان کو مقدم کیا وہ غالی شیعہ ہے۔

تحفہ اثنا عشریہ ص۲ میں شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

اول کسیکہ بشیعہ ملقب شدند جماعت از مہاجرین و انصار و تابعین ایشاں اند کہ مشایعت و متابعت حضرت مرتضیٰ نمودند در وقتیکہ جناب ایشاں خلیفہ شدند و ملازمت صحبت اختیار نمودند و محاربین ایشاں جنگ نمودند و مطیع امر و نواہی ایشاں ماندند و ایشاں را شیعہ مخلص گویند و ابتدائے ایں لقب در ۳۷ھ بود از ہجرت۔

ترجمہ:۔ کہ پہلے جو لوگ لقب شیعہ سے مشہور اور منسوب ہوئے وہ صحابہ کرام تھے مہاجرین اور انصار اور تابعین کی وہ جماعت جنہوں نے معاویہ کے مقابلہ میں حضرت علیؓ کی تابعداری اور پیروی کی۔ جب جناب ان کے خلیفہ ہوئے اور ان کی صحبت اختیار کی اور ان کے دشمنوں سے جنگ کی اور ان کے امر و نہی کے مطیع ثابت ہوئے ان کو شیعہ مخلصین کہتے ہیں۔ اس لقب کی ابتدا ۳۷ ہجری میں ہوئی۔

لیجئے حضرات! یہ ہے شیعہ کی ابتدا من حیث الجماعت ورنہ من حیث الاعتقاد و الاصول تو ابتدائے آفرینش سے مذہب شیعہ چلا آرہا ہے۔ شرح مواقف ص۷۵۳ میں اہل السنت کے علم کلام اور عقائد کی معتبر کتاب اَلْفِرْقَةُ الثَّانِيَةُ مِنْ كِبَارِ الْفِرَقِ الْإِسْلَامِيَّةِ اَلشِّيْعَةُ هُمُ الَّذِيْنَ شَايَعُوْا عَلِيًّا قَالُوْا إِنَّهُ الْإِمَامُ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِالنَّصِّ إِمَّا جَلِيًّا وَإِمَّا خَفِيًّا وَاعْتَقَدُوْا أَنَّ الْإِمَامَةَ لَا تَخْرُجُ عَنْهُ وَعَنْ أَوْلَادِهِ وَإِنْ خَرَجَتْ فَإِمَّا بِظُلْمٍ يَكُوْنُ مِنْ غَيْرِهِمْ۔

ترجمہ:۔ کہ اسلام کے بڑے فرقوں میں سے بڑا فرقہ شیعہ ہے اور شیعہ وہ ہیں جنہوں نے حضرت علیؓ کی پیروی کی اور اس بات کے قائل ہوتے ہیں کہ علیؓ حق کا امام ہے بعد سرکار دو عالمؐ کے نص کے ساتھ خواہ وہ نص جلی ہو یا خفی۔ اور شیعہ کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ امامت حضرت علیؓ اور ان کی اولاد سے باہر نہیں جا سکتی۔ اگر کبھی امامت باہر گئی ہے تو یا ظلم سے گئی یا تقیہ سے۔

مذہب شیعہ قرآن مجید میں

وَإِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَإِبْرَاهِيْمَ پ۲۳۔ سورۃ الصافات۔ اور تحقیق تابعوں

اس کے سے البتہ ابراہیم ہے۔ — ترجمہ از شاہ رفیع الدین

و ہر آئینہ از اتباع نوح بود ابراہیم۔ — ترجمہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

و ہر آئینہ از پیروانِ اوست ابراہیم۔ — ترجمہ شیخ الہند فارسی ص۴۲۵

اور نوح کے طریقہ والوں سے ابراہیم بھی تھے۔ — ترجمہ اشرفیہ ص۴۰۶

اور نوح کے طریقہ والوں میں سے تھے یعنی متفق فی الاصول میں ابراہیم بھی تھے۔ تفسیر بیان القرآن ص۵۵۸۔ چھوٹی تقطیع مطبوعہ لاہور تاج کمپنی اور تفسیر موضح القرآن ص۴۹۲ میں۔ تحقیق تابعداری کرنے والوں نوح کے سے البتہ ابراہیم ہے۔ یعنی اصول شرع سب کے ہیں اور طریقہ توحید کے میں تابعدار اس کا تھا۔

ہم نے آیہ شریفہ کے متعدد ترجمے اس لئے نقل کئے ہیں تاکہ غلط تاویلیں کرنے والے کچھ شرما جائیں اور غلط تاویلات سے باز آجائیں۔ اب ہم اہل السنت کی مشہور معتبر تفسیریں اس آیت کے متعلق نقل کرتے ہیں تاکہ ایک محقق کیلئے سامان تحقیق میں اضافہ ہو جائے۔

إِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَإِبْرَاهِيْمَ کے متعلق عربی تفسیریں

وان من شیعتہ ای ممن تابعہ فی اصل الدین لابراھیم و ان طال الزمان بینھما وھو الفان وستمائۃ واربعون سنۃ وکان بینھما ھود و صالح۔ تفسیر جلالین ص۳۷۶

اور تحقیق شیعہ سے یعنی حضرت ابراہیم ان لوگوں میں سے جنہوں نے حضرت نوح علیہ السلام

کی اصولِ دین میں تابعداری کی۔ اگرچہ ان دونوں کے درمیان لمبا عرصہ گذر چکا تھا۔ یعنی دو ہزار چھ سو چالیس سال گذر چکے تھے۔

تفسیر بیضاوی صفحہ ۱۳۲ جلد دوم علی حاشیۃ القرآن مطبوعہ مصر۔ وان من شیعتہ ممن شایعہ فی الایمان و اصول الشریعۃ کہ حضرت ابراہیم نوح علیہ السلام ایمان اور اصولِ شریعت میں تابعدار تھے۔

حاشیہ بیضاوی شیخ زادہ صفحہ ۱۵۷ ممن شایعہ فی الشریعۃ اصولہا وفروعہا وشیعۃ الرجل اتباعہ و انصارہ من شایعہ شیاعًا الی تبعہ۔ کہ حضرت ابراہیم ان لوگوں سے جو حضرت نوح کی شریعت، اصول اور فروع میں تابعدار تھے اور شیعہ کے معنی تابعدار کے اور مددگار کے ہیں۔

بقول صحابہ اور تابعین اس آیت کی تفسیر

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْمَ یَقُوْلُ مِنْ اَھْلِ دِیْنِہٖ وَقَالَ مُجَاھِدٌ عَلٰی مِنْھَاجِہٖ۔

تفسیر ابن کثیر جلد چہارم صفحہ ۱۳ حضرت عبداللہ بن عباس ترجمان القرآن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان من شیعتہ لابراھیم کے معنے یہ ہیں کہ حضرت ابراہیم حضرت نوح کے اہل دین سے تھے اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے طریقہ اور سنت پر چلنے والوں میں سے تھے۔

اہلحدیث کی مشہور تفسیر فتح القدیر مصنفہ علامہ شوکانی جلد چہارم صفحہ ۳۸۹ میں ہے۔

ثم ذکر سبحانہ قصۃ ابراھیم و بیّن انہ ممن شایع نوحًا فقال و ان من شیعتہ لابراھیم ای من اھل دینہ وممن شایعہ ووافقہ علی الدعاء الی اللہ والی توحیدہ والایمان بہ۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قصہ حضرت ابراہیم کو ذکر فرمایا اور بیان کیا کہ حضرت ابراہیم ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت نوح کی پیروی کی اور موافقت کی اللہ کی طرف

دعوت دیتے ہیں اللہ کی طرف اور اس کی توحید اور اس کے ساتھ ایمان لاتے ہیں۔

فضائلِ شیعہ اور حدیث شریف

اب ہم اہلِ حدیث اور اہل السنت کی مستند تفسیروں سے چند حوالے فضائلِ شیعہ خیر البریہ کے پیش کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ جن کو حق سے پھرے کہا جا رہا ہے قرآن و حدیث میں ان کی اصل کیا ہے۔

دیکھئے اہل حدیث کی معتبر تفسیر فتح البیان مصنفہ نواب صدیق حسن بھوپالی صفحہ ۳۳۳ جلد دہم مطبوعہ مصر میں ہے۔

عن جابر بن عبد اللہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاقبل علیؑ فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والذی نفسی بیدہ ان ھذا وشیعتہ لھم الفائزون یوم القیامۃ ونزلت ان الذین آمنوا الآیۃ فکان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اقبل قالوا قد جاء خیر البریۃ۔

حضرت جابر ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تحقیق یہ علی اور اس کے شیعہ قیامت کے دن کامیاب ہوں گے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولٰئک ھم خیر البریہ۔ اس دن سے جب بھی حضرت علیؑ آتے تو صحابہ کرام ان کو خیر البریہ کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ کہ خیر البریۃ آیا۔ خیر البریۃ یعنی تمام مخلوق سے بہتر اور افضل۔ اس حدیث سے حضرت کی افضلیت اور شیعہ کی فضیلت ثابت ہوئی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ قرآن کا مذہب اور رسول اللہ کے فرمان کا مذہب ہے

قولہ۔ مگر باوجود مذہب شیعہ کی بنیاد جن عقائد پر ہے ان میں دو عقیدے بڑے اہم ہیں۔

۱۔ جس طرح نبی معصوم اور واجب الاطاعت ہوتے ہیں اسی طرح شیعوں کے امام بھی

معصوم ہیں اور نجات کے لئے ان کی اطاعت ضروری ہے۔

الجواب

بیشک شیعہ کا عقیدہ ہے کہ انبیاء اور آئمہ طاہرین معصوم ہیں اور واجب الاطاعت ہوتے ہیں۔

کما قال شیخنا الصدوق اعتقادیتہ نور اللہ مرقدہ

اعتقادنا ان حجج اللہ علی خلقہ بعد نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الائمۃ الاثنا عشر اولہم امیر المومنین علی بن ابی طالب ثم الحسن ثم الحسین ثم علی بن الحسین ثم محمد بن علی ثم جعفر بن محمد ثم موسیٰ بن جعفر ثم علی بن موسیٰ ثم محمد بن علی ثم علی بن محمد ثم الحسن بن علی ثم محمد بن الحسن الحجۃ القائم بامر اللہ صاحب الزمان وخلیفۃ الرحمٰن فی ارضہ الحاضرۃ فی الامصار الغائب من الابصار صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین واعتقادنا فیہم انہم اولوا الامر الذین امر اللہ بطاعتہم وانہم شہداء علی الناس وانہم ابواب اللہ والسبیل الیہ والادلاء علیہ وانہم مہبط علمہ وتراجمۃ وحیہ وارکان توحیدہ وانہم معصومون من الخطاء والزلل وانہم الذین اذہب اللہ عنہم الرجس وطہرہم تطہیراً وان لہم المعجزات والدلائل وانہم امان لاہل الارض کما ان نجوم السماء امان لاہل السماء ومثلہم فی ہذہ الامۃ کسفینۃ نوح من رکبہا نجی او کہا بحطۃ وانہم عباد اللہ المکرمون الذین لا یسبقونہ بالقول وہم بامرہ یعملون و نعتقد فیہم ان حبہم ایمان وبغضہم کفر وان امرہم امر اللہ ونہیہم نہی اللہ وطاعتہم طاعۃ اللہ ومعصیتہم معصیۃ اللہ وولیہم ولی اللہ وعدوہم عدو اللہ ونعتقد ان الارض لا تخلوا من حجۃ اللہ علی خلقہ واما ظاہراً مشہوراً او اما خائفاً مغموراً و نعتقد ان حجۃ اللہ فی ارضہ وخلیفۃ فی عبادہ فی زماننا

ہذا ہو القائم المنتظر محمد بن الحسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام وانہ ہو الذی اخبر بہ النبی عن اللہ باسمہ ونسبہ وانہ ہو الذی یملاء الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً وانہ ہو الذی یظہر اللہ بہ دینہ لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون وانہ ہو الذی یفتح اللہ علی یدیہ مشارق الارض ومغاربہا حتی لا یبقی فی الارض مکاناً الا نودی فیہا بالاذان ویکون الدین کلہ للہ وانہ ہو المہدی الذی اخبر بہ النبی وانہ الذی اذا خرج نزل عیسیٰ بن مریم یصلی خلفہ و یکون المصلی اذا صلی خلفہ کمن کان مصلیاً خلف رسول اللہ لانہ خلیفۃ و نعتقد انہ لا یجوز ان یکون القائم غیرہ بقی فی غیبۃ ما بقی ولو بقی غیبۃ عمر الدنیا لم یکن القائم غیرہ لان النبی والائمۃ دلوا علیہ باسمہ ونسبہ وبہ نصوا وبہ بشروا صلوٰت اللہ علیہم اجمعین وقد اخرجت ہذا الفصل فی کتاب الہدایۃ۔

باب الاعتقاد فی العصمۃ

قال الشیخ ابو جعفر اعتقادنا فی الانبیاء والاوصیاء والملائکۃ وانہم معصومون مطہرون من کل دنس۔ وانہم لا یذنبون ذنباً لا صغیرۃ ولا کبیرۃ ولا یعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون ومن نفی عنہم العصمۃ فی شیء من احوالہم فقد جہلہم فہو کافر واعتقادنا فیہم انہم معصومون موصوفون بالکمال والتمام والعلم من اوائل امورہم واواخرہا لا یوصفون فی شیء من احوالہم بنقص ولا عصیان ولا جہل۔

ترجمہ :- اور ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مخلوقات پر حجت خدا حضرات آئمہ اثنا عشر ہیں — ان سب سے اوّل حضرت امیرالمومنین علیہ السلام پھر حضرت امام حسنؑ پھر امام حسینؑ پھر امام زین العابدینؑ پھر امام محمد باقرؑ پھر امام جعفر صادقؑ پھر امام موسیٰ کاظمؑ پھر امام علی رضاؑ پھر امام محمد تقیؑ پھر امام علی نقیؑ پھر امام حسن عسکریؑ پھر حضرت حجت علیہم السلام خلیفہ ہوئے (بارہویں امام) حکم خدا کو قائم کرنے والے امام زمانہ زمین پر خلیفۃ اللہ شہروں میں موجود نظروں سے غائب ہیں خدا کی رحمت اور درود ان حضرات پر نازل ہو۔

ان بزرگوں کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ حضرات صاحبانِ امر ہیں جن کی اطاعت کا خدا نے حکم دیا ہے۔ اور یہ حضرات تمام آدمیوں کے گواہ اور علم الٰہی کے ابواب اور اس کی طرف پہنچنے کے لئے راہ اور دلیل ہیں اور اس کے علم کے مخزن ہیں اور اس کی وحی کے ترجمان اور ارکان ہیں۔ وہ سب کے سب خطاؤں اور لغزشوں سے معصوم ہیں اور یہ وہی حضرات ہیں جن سے خدا نے پلیدی کو دور رکھا، اور جتنا چاہیئے تھا اُتنے درجے کا ان کو پاکیزہ بنایا۔ ان کے پاس معجزے اور دلیلیں تھیں۔ یہ حضرات تمام اہل زمین کے واسطے امان ہیں جس طرح کہ ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں اور ان بزرگوں کی مثال اس اُمت میں کشتی نوحؑ کی مانند ہے اور یہ سب خدا کے بزرگ بندے ہیں جو کسی بات میں اس پر سبقت نہیں لے گئے اور اسی کے حکم کے مطابق عمل کرتے رہے اور ہم ان حضرات کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کی محبت ایمان ہے اور عداوت ان سے کفر ہے۔ ان کا حکم خدا کا فرمان ہے۔ ان کی ممانعت خدا کی ممانعت ہے۔ ان کی پیروی خدا کی اطاعت ہے۔ ان کی نافرمانی خدا کی معصیت ہے — ان کا دوست خدا کا ولی ہے اور ان کا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ زمین خالی نہیں رہ سکتی ایسے شخص سے جو بندگانِ خدا پر اس کی حجت ہو خواہ وہ ظاہر و مشہور ہو یا مخفی اور پوشیدہ ہو۔

اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ زمین پر خدا کی حجت اور بندوں پر اس کا خلیفہ اس زمانہ میں حضرت قائم منتظر محمد بن الحسنؑ بن علیؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن موسیٰؑ بن جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن الحسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب علیہم السلام ہیں۔

اور یہ وہی جناب ہیں جن کے نام و نسب کی حضور نبیؐ نے خبر دی تھی اور آپ ہی زمین کو عدل اور داد سے اس طرح بھر دیں گے کہ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

اور آپ ہی کے ذریعہ سے اللہ اپنے دین کو ظاہر کر کے تمام دینوں پر اس کو غالب کر دے گا۔ اگرچہ مشرک اس سے کراہت کریں گے اور اللہ آنحضرتؑ کے ہاتھوں پر زمین کو مشرق سے مغرب تک فتح کر دے گا یہاں تک کہ زمین پر کوئی جگہ باقی نہ رہے گی مگر یہ کہ اس جگہ سے آوازِ اذان آئے گی اور ساری دنیا میں بس خدا ہی کا دین ہوگا۔

اور یہ جناب وہی مہدی ہیں جن کی خبر رسول اللہؐ نے دی ہے اور جبکہ یہ جناب ظاہر ہوں گے تو اُس وقت حضرت عیسیٰ بن مریمؑ نازل ہوں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اور آنحضرتؑ کے پیچھے نماز پڑھنے والا ایسا ہوگا کہ اس نے رسول اللہؐ کے پیچھے نماز پڑھی ہو۔ کیونکہ وہ حضرت جناب رسولِ خدا کے خلیفہ ہیں۔

(اور ہم) یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان جناب کے سوا کوئی شخص قائم نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ جناب طولانی مدت تک غائب ہیں اور آئمہ اہل بیت نے ان حضرات کے نام و نسب کو بتلا دیا ہے اور خلافت آنحضرتؐ پر نص فرما دی ہے اور ان کے ظہور کی بشارت دی ہے۔ خدا کا درود ان پر نازل ہو میں نے اس فصل کو کتاب الہدایہ میں درج کیا ہے۔

عصمت کے متعلق عقیدہ

شیخ ابوجعفر نے فرمایا ہمارا اعتقاد نبیوں اور وصیوں اور فرشتوں کے بارے میں یہ ہے کہ یہ سب معصوم ہیں۔ ہر قسم کی نجاست سے پاک ہیں۔ انہوں نے کبھی گناہ نہیں کیا۔ نہ صغیرہ کے یہ حضرات مرتکب ہوئے اور نہ ہی کبیرہ ان سے سرزد ہوا۔ یہ حضرات حکم الٰہی کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے موافق اس کے عمل کرتے ہیں اور جو شخص ان کی عصمت کا کسی حال میں کچھ بھی انکار کرے تو وہ ان منصب کے رتبہ سے جاہل ہے اور جو شخص ان سے جاہل ہو وہ کافر ہے۔

اور ہمارا عقیدہ ان حضرات کے بارے میں یہ ہے کہ یہ سب معصوم ابتداء سے آخر تک کمال اور استقامت صفات اور علم سے موصوف ہیں۔ کسی حال میں یہ حضرات کچھ بھی نقصان

اور جہالت سے متصف نہیں ہو سکتے۔ (ہدیہ جعفریہ اعتقادیہ شیخ صدوق مطبع اثنا عشری دہلی صفحہ ۸۴ تا ۸۶)۔

اعتراض سُنّی و وَہابی

شیعہ عقائد (راہ حق سے ہٹے ہوئے فرقوں کے دستور کے مطابق گزشتہ صدیوں سے کئی رنگ بدلتے رہے ہیں) مگر موجودہ مذہب شیعہ کی بنیاد جن عقائد پر ہے ان میں درج ذیل دو عقیدے بڑے اہم ہیں۔

جوابِ شیعہ

حضرات! یہاں سادہ لوح خالی الذہن بے مطالعہ کنوئیں کے مینڈک مولویوں کی قرآن اور حدیث و تاریخ سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے ورنہ مذہب شیعہ خیرالبریۃ وہی صراط مستقیم، سبیل اقوم، عروۃ الوثقیٰ، حبل اللہ المتین ہے جس کی بنیاد قرآن و حدیث کے مطابق ملتِ ابراہیم مجدد صراط مستقیم پر ہے۔ اس کے اصول و فروع ثابت از قرآن و حدیث ہیں۔ دیکھو من یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ کہ بے وقوفوں کے سوا ملتِ ابراہیم سے کون منہ پھیرتا ہے۔ مذہب شیعہ کی بنیاد امام آل اور شیعہ پر ہے اور یہ تینوں لفظ شیعہ کے ثابت از ابراہیم بقرآن کریم ہیں۔

لفظِ امام

وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرَاھِیْمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ ۝

اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ کی امامت کا مدار استحقاق بالفضائل اور انی جاعلک للناس اماما کی نص پر ہے اور من ذریتی سے اختصاص

امامت باولاد حضرت ابراہیم اور لاینال عھدی الظالمین سے امامت کیلئے عصمت کی شرط ثابت اور یہی شیعہ کے اصول ہیں۔ مذہب شیعہ امامت کی وجہ سے امامیہ ہے۔ استحقاق بالفضائل کی وجہ سے افضل کو چھوڑ کر مفضول کی امامت کا قائل اور مجوز نہیں۔ آل ابراہیمؑ کے بعد آلِ محمدؐ کی امامت کا قائل ہے۔

اور غیر معصوم کی امامت کو نہیں مانتا جس کی نفی لاینال عھدی الظالمین سے ثابت ہو رہی ہے۔ یہی مذہب شیعہ ہے یہاں پر امام سے مراد نبی لینا خلاف معقول و منقول ہے۔ کیونکہ اعلانِ امامت سے پہلے ابراہیمؑ نبی تھے۔ یہ امامت کا محل ثانی ہے۔ نبوت حضور پرنور سرکار دو عالمؐ نور مجسم پر ختم ہے۔ امامت باقی ہے جس کا پہلا امام خلیفۃ الرسول، زوج بتولؑ، شاہد نبوت، مالک ولایت، پیکر شجاعت، عالم راز خفی و جلی مولانا علیؑ ولی ہے کرم اللہ وجہہ وایدہ اللہ بیدہ اظہر اللہ عاسنہ وعز اسمہٗ علیہ السلام۔

علیؑ امام من است و منم غلام علیؑ
ہزار جان گرامی فدائے نام علیؑ

بقول شاہ شمس علیہ الرحمۃ۔

ستر خدا است راز من
عشق علیؑ نماز من

اقول فی مدحہ ۔

علیؑ زوجِ بتولؑ لم یزل ہے — علیؑ شاہِ ولایت بے بدل ہے
علیؑ نے جنگِ خندق میں مدد کی — خدا کے دین کی اس کے نبیؐ کی
علیؑ مظہر عجائب کا غرائب کا — علیؑ مشکل کشا دافع مصائب کا
علیؑ قاتل ہے مرحب اور عنتر کا
علیؑ فاتح بدر کا اور خیبر کا

لفظ آلِ ابراہیم۔ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ذُرِّیَّۃً ۢ بَعْضُھَا مِنْۢ بَعْضٍ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ پ ۳ س۔ آلِ عمران۔

شیعہ آلِ محمدؐ کو اسی معنی سے آل سمجھتے ہیں جس معنی میں آلِ ابراہیم اور آلِ عمران آئی ہے اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ وعلیٰ آلِ محمدٍ کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آلِ ابراھیم انک حمیدٌ مجیدٌ ۔ اگر آلِ عمران میں حضرت مریم اور ان کا بیٹا حضرت عیسٰی داخل ہیں تو آلِ محمدؐ میں حضرت فاطمہ اور ان کے بیٹے داخل ہیں ۔ اگر آلِ ابراہیم میں اسماعیل اور اسحاق داخل ہیں تو آلِ محمدؐ میں حسنینؑ داخل ہیں کما قال رسول اللہ ۔

قولہ :۔ گذشتہ صدیوں میں کتنے رنگ بدلے ۔

الجواب :۔ بفضلہ تعالیٰ مذہب حقہ شیعہ خیر البریۃ وہی ہے جو حضرت نوح علیہ السلام سے شروع ہوا ۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس کی تجدید کی ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے لئے صاحبِ کتاب ہوکر آئے ۔ اللہ تعالےٰ نے توراۃ میں اس کی وضاحت فرمائی ۔ اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا کہ ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا تم پر گواہ کرکے ۔ جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف اس کو بھیجا تھا ۔ (سورۂ مزمل)

معلوم ہوا حضورؐ مثیلِ موسیٰ ہیں اور اسی سبب سے قرآن مجید میں ہزار بار حضرت موسیٰ کے قصہ کو دہرایا گیا ہے ۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دشمنوں کے اندر زندگی بسر کی یہی حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا ۔ جس طرح حضرت موسیٰؑ نے فرعون اور اس کے اہلِ دربار کو ہر طرح سمجھایا مگر وہ ایمان نہ لائے اور بالآخر حضرت موسیٰؑ کو بنی اسرائیل کو لیکر مصر سے ہجرت کرنا پڑی ۔ جس طرح ہجرت کے دوران حضرت موسیٰؑ کے اصحاب فرعون کا تعاقب دیکھ کر گھبرا گئے ۔ فلما تراءَ الجمعان قال اصحاب موسیٰ انا لمدرکون قال کلا ان معی ربی سیھدین ۔ پ۱۹ ۔ الشعراء ۔

پھر دونوں جماعتیں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں تو حضرت موسیٰ کے اصحاب ہمراہی اور ساتھی گھبرا کر کہنے لگے اے موسیٰؑ ہم تو پکڑے گئے ۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ہرگز نہیں کیونکہ میرے ساتھ میرا پروردگار ہے وہ مجھے دریا سے پار جانے کا راستہ دکھلائے گا ۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے حسبِ حکم ربّ العزت دریا میں عصا مارا ، دریا پھٹ گیا ، دروازے ہوگئے اور اصحاب موسیٰؑ پار چلے گئے ۔ گھبراہٹ بوجہ عدمِ عرفان اور عدمِ اطمینان تھی ۔ اسی طرح حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ہجرت کا واقعہ پیش آیا اور کفار

نے آپ کا تعاقب کیا اور آپ کا ساتھی بھی بتقاضائے بشریت مضطرب ہوا اور گھبرا گیا اور رونے لگا ۔ اس کے اضطراب اور گھبراہٹ کو دیکھ کر حضورؐ نے فرمایا "لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا" پ۱۰ ۔ س توبہ ۔ کہ کچھ غم نہ کر تحقیق اللہ ہمارے ساتھ ہے ۔ ظاہری اضطراب اور گھبراہٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمراہی کو خدا کی معیت پر ایمان اور یقین نہیں ۔ لہٰذا غیر منکر کو منکر تصور کرکے معیتِ خداوندی کی تصدیق "اِنَّ اللّٰہ" کے حرف "اِنَّ" کی تحقیق سے کی گئی "اِنَّ" منکر کے انکار کی تردید کیلئے آتا ہے "کما فی المطول" ۔ باقی جاری ۔

(ناصر حسین ناصر [illegible])

مناظرہ کوٹ نامدار

ضلع شیخوپورہ

حضرات! مومنین فریقین تو برادرانِ اسلام نے اپنی شکست اور شیعہ کی فتح کا کبھی اقرار نہیں کیا خواہ قرآن، حدیث، تاریخ نسب شاہد اور گواہ ہوں۔ چنانچہ احد، بدر، خیبر، خندق کے تمام معرکے شاہد و عادل ہیں۔ کہ شاہِ لافتیٰ حیدرِ کرار کامیاب ہوتے اور بعض بزرگانِ دین اِنْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ۔ (پ۴) کے مصداق ہوتے میدان سے بھاگ گئے "یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ" بخاری شریف ص ۱۰۵/۲۲ فتح حیدری پر مہرِ تصدیق ثبت ہے۔ مگر تاہم کبھی شکست مانی نہیں گئی اور فتح علیؑ کا اقرار نہیں کیا گیا۔ مگر پھر بھی حقائق اور حالات کا سامنے رکھنا ضروری ہے۔ تاکہ شاید کوئی چشم بینا اور گوش شنوا سُن کر سمجھ کر حق کو تسلیم کرے۔ کیونکہ "الحق مع علیؑ" مسلم فریقین حدیث ہے اور "اَلْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِیٍّ" فرمانِ پیغمبر ہے کہ حق اور قرآن مجید دونوں علیؑ کے ساتھ ہیں حوضِ کوثر تک ساتھ ہیں۔

چنانچہ یہ مناظرہ ۲۲/۲۳ صفر مطابق ۲۹/۳۰ اپریل ۱۹۔۔ء بروز بدھ جمعرات بمقام کوٹ نامدار ضلع شیخوپورہ متصل شرقپور شریف شرقپوری میاں صاحبان کی حمایت اور سرپرستی کے بل بوتے پر ہوا تھا۔ جس کے بانی مبانی اہل سنت کی طرف سے میاں اللہ وسایا صاحب کھرل اور شیعہ کی طرف سے جناب کبیر خان اور سرور خان تھے جن کے انتظام میں جناب شہادت خان صاحب رئیسِ اعظم کا نام نامی بھی قابل ستائش ہے۔

چونکہ میاں اللہ وسایا صاحب کا ایک لڑکا اہل حدیث تھا۔ خود میاں صاحب اہل سنت ہیں، شرقپور کے مرید ہیں۔ لہٰذا اہل حدیث اور اہل سنت دونوں جماعتوں کے علماء تشریف فرما ہوئے۔ اس مناظرہ کے دو موضوع تھے، مسئلہ خلافت اصحاب ثلاثہ بنص کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ جس میں برادرانِ اہل سنت و اہل حدیث نہ حدیث دکھلا سکے نہ آیت نہ اہل بیت کی تصدیق اور صحابت یعنی آیت حدیث نہ لا سکی۔ حضرت علیؑ مخالف ہوئے بی بی

ظاہرہ سیدہ فاطمہؑ ناراض ہو کر مر گئیں۔ خلافت ثلاثہ نہ ثابت ہو گئی سبحان اللہ یہ ہیں ثبوت اور فتوحات برادرانِ اسلام بمقابلہ شیعیانِ امیر علیہ السلام، دوسرا مسئلہ ماتم حسین علیہ السلام تھا جس میں شیعہ کا دعویٰ ماتم حسینؑ کے جائز موجب ثواب بطور تحسین ہونے کا تھا۔ جس میں برادرانِ اسلام کے دونوں مناظر وہابی اور سُنّی دونوں دن نہ ماتم کی حرمت از قرآن دکھلا سکے نہ ماتم حسینؑ کی خصوصیت مٹا سکے اور نہ انبیاء کرام اہل بیت یعنی نبی زادیوں کے ماتم قبل شہادت، وقت شہادت کربلا کوفہ شام مدینہ میں ماتم کرنے کا کوئی صحیح جواب دے سکے۔ دونوں دن ہار گئے، بارہ بارہ ہار گئے۔ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہار گئے۔ مگر بعد میں سُنا ہے کہ گھر جا کر فتح کے شادیانے بجانے لگے کہ شکر کرو کہ بچ کر جیتے آئے یعنی پروپیگنڈہ سے اپنی اپنی شکستوں کو چھپانے لگے۔ سچ ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ اللہ اکبر! دوسری شکست، دونوں گھروں کی شکست، اجہوڑ نہ بولیں تو اور کریں کیا؟ بچیں کیسے!

اجمالِ مناظرہ کوٹ نامدار:۔

پہلے دن مولوی محمد عمر صاحب مناظر اہل سنت تو غیب ہی غائب رہے میدان میں ہی نہ آئے۔ مگر جب اہل حدیث علماء مولوی محمد صدیق اور حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی کو مع اپنی پارٹی کے مناظرہ کرتے ہار گئے۔ خلافت اصحاب ثلاثہ بنص کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ ثابت نہ کر سکے۔ اجماع امت یعنی حضرت علی علیہ السلام جناب فاطمۃ الزہراؑ اور حسنین بھائیوں کی رضامندی اور شمول بروایت صحیح نہ دکھلا سکے۔ ضعیف روایات کام نہ دے سکیں۔ الٹا جب خَالَفَ عَنَّا عَلِیٌّ بخاری شریف ص ۱۰۹ جلد ۲ کہ حضرت علیؑ مخالف ہوئے اور غَضِبَتْ فَاطِمَۃُ صحیح بخاری جلد اول ص ۴۳۵ کہ جناب سیدہ ناراض رہیں اور ناراض ہی مر گئیں حتیٰ کہ بیت اور حسنین بھائیوں امامین نے شیخین کو مسجد میں کہا کہ اِنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِ جَدِّیْ نا کہ ہمارے نانا کے منبر سے نیچے اتر جاؤ۔ جب صواعق محرقہ سیرت حلبیہ تاریخ بغداد طبقات ابن سعد سے دکھایا تو بہت ہی کھسیانے ہو گئے اور ماتم میں حرمت ماتم کی کوئی آیت نہ لا سکی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت سارہ پ۱۲ اور حضرت رسالتمآب کے ماتم فتح الباری جلد ۹ اور حضرت عائشہ کے ماتم کا مسند احمد بن حنبل ص ۲۷۰ جلد ۶ اور

حدرات عصمت وطہارت کے ماتم بعد شہادت برسر نعش حسینؑ کا کوئی جواب نہ ہو سکا اور شکستِ فاش ہو چکی تھی۔ اور شکست کے آثار ایسے ظاہر ہوئے کہ عوام اہلِ سنت متاثر اور منفعل نظر آئے تو دوسرے دن اس شکست کی خفت کو مٹانے کے لئے مولوی محمد عمر صاحب خلافِ قرار داد یوم مناظرہ گزر جانے کے بعد گیدڑ بھبکیاں دینے لگے کہ شاید شیعہ چلے جائیں تو میری فضیلت بن جائے اور کہنے لگے وہ وہابی ہی تھے جو ہار گئے۔ میرے مقابلہ میں آئیں تو جانوں۔ واہ شیخے مغرور روزِ اول سچ ہے، جنگ ختم ہوئی تو غازی نکل آئے۔ جب تمام عذر بہانے چل نہ سکے تو تشریف لا کر وہ شکست کھائی کہ لوگوں کو اہلِ حدیث کا کل کا گذشتہ مناظرہ ہی غنیمت معلوم ہونے لگا۔ کیونکہ وہ تو دلائل کی شکست تھی۔ یہ اصول کی بیخ کنی تھی۔ کیونکہ مولوی محمد عمر صاحب کی بے علمی کو دیکھ کر اصول امانت و دیانت، شرم و حیا سب میدان چھوڑ گئے۔ دعویٰ دلیل میں تطابق تو کجا مناسبت ہی نہ رہی۔ سوائے گھر میں بیٹھ کر لکھی ہوئی کاپی کے کچھ پڑھ ہی نہ سکے اور گھر کے طاق والا خط میدان میں کام نہ آیا۔

مولوی محمد عمر نے اصولِ مناظرہ اصولِ حدیث اصولِ تفسیر اور اصولِ تاریخ کو کچھ اس طرح پامال کیا کہ شکست تو شکست مناظرہ میں بیٹھے ہوئے اہلِ سنت مارے شرم و حیا کے اٹھ کر جانے بھی لگے۔

مبلغِ اعظم صاحب نے فرمایا کہ حضرات میں نے تو آپ کو پہلے ہی کہا تھا کہ مولوی محمد عمر اس میدان کا مرد نہیں۔ کیونکہ ختم درود محفلِ میلاد کا ماحول اور ہوتا ہے وہاں مرید اور معتقد ہوتے ہیں جو طبلے کی تھاپ پر سر ہلاتے جاتے ہیں، سارنگی کے سُر پر بھی وجد میں آجاتے ہیں۔ ان کے لئے تو داتا دربار کی قوالیاں بھی کافی ہوتی ہیں۔ مولوی محمد عمر صاحب کی سُر لَے تو ماشاء اللہ اچھی خاصی اور خاندانی ہے مگر مناظرہ مقام وعظ نہیں جدل ہوتا ہے۔ علم ہدایت کتابِ منیر کے بغیر کام نہیں چلتا۔ جیسا کہ فرمانِ خالق ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ۔

مناظرہ علماء کا کام ہے فضلاء کا کام ہے مذہب کے وکلاء کا کام ہے۔ حاضر جوابوں کا کام ہے۔ ترنم کی لَے، خطابت کی طراوت، عقیدت کی خوش فہمی کام نہیں دیتی

یہاں دعویٰ و دلیل میں تطابق، دلیل میں تقریب، نقل میں تصحیح، منع و نقض معارضہ و ملازمت دلائل کے مقدمات و شواہد، بحث کے اجزائے ثلاثہ، مبادی اوساط اور مقاطع کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ مگر بریلویت میں یہ مکان بے دلیل عقیدت کے منارہ خلاف قرآن و حدیث طبلے اور ستار اور کہو مہ کے مقبرہ اور مزار خلافِ سنت بدعات کے انبار کھوکھلے دلائل کا بار کیسے اٹھا سکتے ہیں۔ پیرانِ طریقت کے عرس میں تو بیری والے شاہ کی کافیاں بھی کام دے جاتی ہیں۔ مگر میدانِ مناظرہ کو ان پر قیاس کرنا سادگی اور خام خیالی ہے۔ بہر حال مولوی محمد عمر نے حضرات اہلِ سنت کو وہ شرمندہ و شرمسار کیا کہ لوگ وہابیت کی شکست کو ہی غنیمت سمجھنے لگے۔

الغرض یہ دونوں پارٹیاں نوبت بنوبت باری باری مبلغِ اعظم صاحب کے سامنے کچھ اس طرح ہاریں کہ علم و فضل، عقل و نقل، اصول و ضوابط، صداقت اور دیانت سب کو خیر باد کہہ کے چلیں، اپنے دلائل کا دیوالہ نکال کے چلیں۔ شیعہ کے امام منصوص اور اور معصوم نظر آئے۔ ان کے ہزار ثبوت نظر آئے۔ اپنے خلفاء کی خلافت دلائل سے کوری نظر آئی۔

مظلومیتِ حسینؑ عالمگیر نظر آئی۔ صداقتِ مذہب، امامتِ علیؑ، طہارتِ زہراؑ سب کچھ شیعیت کے دامن میں نظر آئی۔ اب ہم مبلغِ اعظم صاحب کا اعلانِ مباہلہ ان کے اپنے الفاظ میں شائع کرتے ہیں۔

اعلانِ مباہلہ از حقیر محمد اسماعیل

حضرات! چونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو شخص قطعی فیصلہ اور مناظرہ ہو جانے کے بعد بھی جھگڑا کرے اور نہ مانے اس سے مباہلہ کرو اور فرمانِ امام معصوم بھی یہی ہے کہ جب کوئی نہ مانے تو ہمارے نام پر مباہلہ کرو۔ کما فی الکافی باب الایمان۔ سو میں چونکہ دونوں دن مناظرہ کر کے ہر دو پارٹیوں کو شکست دے چکا ہوں اور وہ موقعہ پر بالکل شکست کھا کے آئے ہیں اور بعد میں غلط جھوٹ بولنا شروع کیا ہے۔ لہٰذا میں مولوی محمد عمر اور مولوی محمد صدیق کو مباہلہ کی دعوت دیتا ہوں۔ جس مقدس مقام میں چاہیں شاہی مسجد میں یا

کربلا گامے شاہ جی چاہیں اپنے بیٹے لیکر چلے آئیں میں بھی چلا آؤں گا اور سروں پر قرآن رکھ کر اعلان فرمائیں کہ ہم نے بنص کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ اصحاب ثلاثہ کی خلافت کو حسب شرائط نامہ ثابت کر دیا ہے اور مولوی محمد اسماعیل جواب نہ دے سکا۔ یا ہم نے قرآن کریم سے بنص صریح ماتم حسینؑ کو حرام ثابت کر دیا اور مولوی محمد اسماعیل ماتم حسینؑ قرآن و حدیث عمل اہل بیت سے رونا پیٹنا ماتم کرنا نہ دکھلا سکا۔ تو ہم دونوں فریق مل کر فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کے مطابق جھوٹے پر لعنت کی دعا کریں گے۔ ایک سال کی مہلت ہوگی۔ اگر یہ پھر بھی عذاب الٰہی سے بچ جائیں تو میں مان لونگا کہ یہ سچے ہیں یا میں عذاب کے نیچے آ جاؤں گا۔ میں پنجتن پاک کا نام لیکر جھوٹے پر لعنت کرنے کیلئے ہر میدان میں آنے کو تیار ہوں۔ کیونکہ انہوں نے شکست کے بعد جھوٹ بولا ہے۔

(محمد اسماعیل)

ناشر: ناصر حسین ناصر معین مناظرہ۔ درس آل محمد فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

مناظرہ جھوک دایہ

ضلع جھنگ

۱۷، ۱۸ ستمبر ۱۹۵۵ء

مناظرہ جھوک دایہ

- یہ وہ مناظرہ ہے جس میں درجنوں دیو بندی اور بریلوی علماء کی معاونت کے باوجود تنظیم اہلسنت کے مبلغ مولوی دوست محمد قریشی، حضرت مبلغ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہ شیعہ مناظر کے دلائل کو نہ توڑ سکے۔
- یہ وہ مناظرہ ہے جس میں پیر سیال شریف کی موجودگی اور ان کی کرامات بھی مذہب اہلسنت کو نہ بچا سکیں۔
- یہ وہ مناظرہ ہے جس میں اہلسنت کی تمام سابقہ شکستوں کی تصدیق ہو گئی۔
- یہ وہ مناظرہ ہے جس میں اہلسنت کو اپنے کسی بھی صدر پر اعتماد نہ رہا اور بار بار انہیں تبدیل ہی کرتے رہے۔
- یہ وہ مناظرہ ہے جس میں علماء اہلسنت ہر نشست کے بعد بھاگنے کی کوشش کرتے رہے۔
- یہ وہ مناظرہ ہے جس میں مناظر اہل السنت اپنے مسلمات سے بھی انکار کرتا رہا حتیٰ کہ بخاری شریف اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے منکر ہو گیا۔
- یہ وہ مناظرہ ہے جس میں سُنّی بانی مناظرہ حاجی گہنا خاں کے بھتیجے محمد خاں اور غلام رسول خاں گاڈی بلوچ نے میدان مناظرہ میں ہی شیعہ ہونے کا اعلان کر دیا۔
- یہ وہ مناظرہ ہے جس میں مبلغ اعظم مدظلہ سے شکست کھا کر ندامت اٹھاتے ہوئے بریلوی علماء نے سیال شریف اور دیوبندی علماء نے جامع محمدی میں جا کر دم لیا۔

روئداد مناظرہ جھوک دایہ ضلع جھنگ

وجہ انعقاد شیعہ مناظر مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ کے مقابلہ پر اہلسنت کے ہر فرقہ کو میدان مناظرہ میں عبرتناک شکست ہوئی۔ چک نمبر ۱۱ تارڑ ضلع جھنگ میں مولوی اللہ بخش ضیائی اور مولوی قطب الدین صاحب کی ناکامی آج تک علاقہ میں مشہور ہے۔ ہر سہ شیخ ولیشیاں ضلع جھنگ میں مشہور مجتہد سنی مناظر مولوی پر امدین زیرتڑی کی شکست ضرب المثل بن چکی ہے۔ وادیٔ سندھ میں اہلحدیث کے نامور مناظر مولوی عبدالعزیز صاحب ملتانی تو ایسے حواس باختہ ہوئے۔ کہ غلط حوالے دینے شروع کر دیئے۔ گزشتہ مباحثہ میں سندھ کی خفت مٹانے کے لئے کمر ہمت تو باندھی مگر ایسی رسوائی نصیب ہوئی کہ آج تک مناظرہ کا نام نہیں لیتے۔ کرپالہ ضلع فیصل آباد میں جماعت اہلحدیث کے نوجوان مناظر مولوی محمد صدیق صاحب تاندلوی تو پہلی ٹرن میں ہی فیل ہو گئے۔ اس شکست کو اپنی ناتجربہ کاری اور ابتدائی منزل سمجھتے ہوئے اپنے بزرگوں مولوی احمدین صاحب گکھڑوی، مولوی محمد یحییٰ صاحب حافظ آبادی، مولوی محمد سلیمان صاحب اور مولوی حافظ عبدالقادر صاحب کی معیت میں حضرت کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ کے میدان میں پھر طبع آزمائی کے لئے تشریف لائے مبلغ اعظم کے سامنے ایسے عاجز ہوئے۔ کہ اہل السنت بانیان مناظرہ کی ہمت بھی ٹوٹ گئی۔ عبدالعزیز ملتانی کی طرح حواس باختہ ہو کر غلط حوالے دینے شروع کر دیئے۔ میزان الاعتدال کا غلط حوالہ سر میدان واپس لینا آج تک دنیا کو یاد ہے۔

صدر تنظیم اہل سنت مولوی نورالحسن صاحب مدیر دعوت گڑھی باغ لاہور میں مناظرہ کے لئے شرائط تو طے کر بیٹھے۔ تاریخ کا اعلان بھی ہو گیا، مگر گھر بیٹھے ہی شکست قبول کر لی۔ اور اعلان کر دیا کہ میں تو مناظر ہی نہیں۔ بلکسر تحصیل چکوال ضلع جہلم میں مولوی اللہ یار صاحب چکڑالوی کو ایسے چکر آئے۔ کہ بسم اللہ پر ہی اپنا ایمان ثابت نہ کر سکا چنانچہ اس ندامت کو مٹانے کے لئے تنظیم اہل سنت کے صدر مبلغ مولوی دوست محمد قریشی کو ہمراہ لیکر حشمت مرالی تحصیل کبیروالا ضلع ملتان مناظرہ کے لئے تشریف لائے اور شکست کھا گئے۔ اور اس شکست کو چکڑالوی صاحب مولوی دوست محمد قریشی کی بزدلی کا عذر

بیان کرتے رہے۔ چنانچہ کالووال ریحاناں ضلع جھنگ میں قریشی صاحب کی بجائے جامع محمدی ضلع جھنگ اور مدرسہ دارالہدیٰ چوکیرہ ضلع سرگودھا کے علماء کو لے کر قسمت آزمائی کے لئے تشریف لائے۔ مگر مخدوم کے بزرگوں کا سایہ بھی تھا۔ مگر ایسی رسوائی ہوئی کہ مولوی نورالحسن صاحب تک انکی کم علمی سے واقف ہوگئے۔ اسی لئے تو اخبار دعوت میں اب انکے مضامین قبول نہیں ہوتے۔ ان شکستوں کو مجلس احرار نے بھی محسوس کیا ادھر محمد صدیق صاحب تاندلوی کو پے در پے شکستیں گھن کی طرح کھائے چلی جارہی تھیں چنانچہ اہل حدیث مناظر نے اپنے بزرگوں کو نااہل سمجھتے ہوئے اہلسنت اور مجلس احرار کا سہارا لیا۔ اور ایک مشترکہ محاذ بنا کر جس میں بیسیوں تنظیمی علماء کے علاوہ مجلس احرار کے کرتا دھرتا مولوی محمد علی جالندھری اور مولوی لال حسین اختر بھی شامل تھے۔ کوٹ سجانہ ریاست بہاولپور میں نبرد آزما ہوئے۔ ہزار جدوجہد کے بعد بھی منہ کی کھائی اور سُنی عوام انکی مناظرانہ خدمات سے سبکدوش ہوگئے۔

ان مناظروں کے علاوہ ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک صداقت مذہب شیعہ پر مبلغ اعظم کی تقریروں نے انقلاب عظیم پیدا کر دیا الحمدللہ بلا مبالغہ ہزاروں کی تعداد میں اہلسنت شیعہ مذہب قبول کر گئے اسکے سدباب کی خاطر تنظیم اہل سنت نے مذہب شیعہ پر فتح حاصل کرنے کی خاطر ایک شاطرانہ چال چلی۔ چنانچہ موضع جھوک وریہ ضلع جھنگ کے رئیس حاجی گہنہ خانصاحب بلوچ سے ساز باز ہوئی۔ کہ وہ اپنے گاؤں میں شیعہ سُنی مناظرہ کا انعقاد اس طریق پر کرائیں کہ کہا تو یہ جائے کہ باہمی فہم تفہیم ہے۔ جانبین سے ایک ایک مناظر بلالیا جائے۔ عام مناظرہ نہیں ہوگا۔ خانصاحب نے ملحقہ بستی کے شیعہ ملک غلام باقر کھوکھر سے فیصلہ کرلیا۔ ۱۷، ۱۸ ستمبر ۱۹۵۵ء تاریخ مقرر ہوئی۔ جب ضیغم پاکستان مولانا مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ پروگرام کے مطابق اکیلے ہی وہاں پہنچے۔ تو درجنوں علماء کے علاوہ نوابزادہ قمرالدین صاحب آف سیال شریف کی سرپرستی میں ہزاروں سُنی عوام جمع ہو چکے ہوئے تھے۔ خدا زندہ و سلامت رکھے

حضرت مخدوم المخادیم پیر سید خضر حیات شاہ صاحب بخاری سجادہ نشین دربار عالیہ۔ حضرت شاہ جیونہ رحمۃ اللہ علیہ کو جنہیں بروقت اس سازش کی اطلاع ملی تو انہوں نے رات ہی رات سارا انتظام فرمالیا۔ مبلغ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب قبلہ کو ان واحد میں بلالینا بھی مخدوم

صاحب کی کرامت تھا۔ صبح ہوتے ہی ہزاروں کی تعداد میں ضلع جھنگ اور سرگودھا کے شیعہ عوام قومی کارکن اور رؤساء جھوک وریہ پہنچ گئے منظم مناظرہ ہوا اور تنظیم اہلسنت کی عبرتناک شکست ایک تاریخی حیثیت اختیار کر گئی۔

سید بشیر حسین بخاری

سرگودھا

موضوعات مناظرہ

۱ شیعہ مناظر شیعوں کا ایمان بالقرآن باقوال آئمہ اکرام وغیرہم ثابت کرے گا۔ سنی مناظر اس کی تردید کرے گا۔

۲ اثبات خلافت حضرات ثلاثہ از آیات قرآن مجید و کتب معتبرہ شیعہ بذمہ سنی مناظر تردید بذمہ شیعہ۔

۳ شیعہ مناظر امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خلافت بلا فصل بآیات قرآن ثابت کرے گا۔ اور سنی مناظر تردید کرے گا۔

۴ سنی مناظر بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ورثہ اور فدک کے مستحق نہ ہونے کو قرآن اور کتب معتبرہ شیعہ سے ثابت کرے گا۔ اور شیعہ مناظر اس کی تردید کرے گا۔

شیعہ کا ایمان بالقرآن

شیعہ مناظر:۔ مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل
صدر:۔ مولانا مرزا یوسف حسین۔
ثبوت بذمہ شیعہ تردید بذمہ سنی۔
سنی مناظر:۔ مولوی دوست محمد قریشی
صدر:۔ مولوی احمد شاہ چوکیروی۔

مبلغ اعظم نے فصیح و بلیغ خطبہ کے بعد یہ آیہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ پ۱۴ تلاوت کرتے ہوئے تفسیر صافی سے ثابت کیا۔ کہ خدائے

تعالیٰ اس قرآن مجید کا تحریف و تغییر۔ زیادتی اور نقصان سے محافظ ہے۔ نہج البلاغہ صث ج ۲ سے جو خط مسطور بین الدفتین پڑھ کر بقول جناب امیر المومنین علیہ السلام ثابت کیا کہ قرآن وہی ہے۔ جو بین الدفتین ہے اور ان تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی سے ثابت کیا کہ شیعہ کا ایمان قرآن اور آل محمد پر ہے۔ اصول کافی صث ۵۹، صث ۴۹ اور صث سے بروایت رسول خدا امام جعفر الصادق امام موسیٰ کاظم اور امام رضا سے یہ ثابت کیا۔ کہ جو روایت مخالف کتاب اللہ ہو۔ وہ دروغ بے فروغ اور قابل رد ہے۔ اعتقادیہ شیخ صدوق صث ۲۴ سے شیعہ کا اعتقاد بالقرآن اور آخری فقرہ و من نسب الینا انا نقول انہ اکثر من ذالک فہو کاذب پیش کیا کہ جو شیعوں کی طرف قرآن مجید کے متعلق زیادتی منسوب کرے۔ وہ جھوٹا اور کذاب ہے۔ مگر مولوی دوست محمد صاحب قریشی ان چیزوں کا تو کوئی جواب ہی نہ دے سکے۔ اور کتب شیعہ سے بعض اخبار ضعیفہ اور ظنیہ پڑھ کے بعض آیات میں تحریف ثابت کرنے کی کوشش کی۔ جس کو مبلغ اعظم نے با اصول سابقہ اور تفسیر صافی صث ۱ سے نقل وان اخبار ضعیفہ پیش کر کے فرمایا کہ یہ سب روایات بقول السید مرتضیٰ علم الہدیٰ ضعیف اور ناقابل قبول ہیں قرآن مجید کی صحت قطعی ہے۔ اور قطعی کے سامنے ضعیف و ظنی کی کوئی حقیقت نہیں۔ مگر مولوی دوست محمد صاحب قریشی سے کوئی جواب بن نہ آیا۔ تو خلاف موضوع علی علیہ السلام کا ثلاثہ کی اقتداء میں نماز کی ادائیگی کا قصہ بیان کرنا شروع کر دیا شیعہ مناظر نے کہا خلاف موضوع نہ چاہیئے یہ قصے اگلے موضوع میں پیش کریں۔ آپ نے جب سنی کتب سے (۱) بقول حضرت عمرؓ نوے پارے کا قرآن۔ تفسیر اتقان صث جلد اول (۲) سورہ خلع اور سورہ حفد کا اضافہ۔ تفسیر در منثور صث جلد ۶ (۳) معوذتین (سورہ فلق اور الناس) کی کمی۔ تفسیر ابن کثیر صث ج ۴ (۴) معوذتین کے انکار سے عدم کفر فتاوی قاضی خان صث (۵) فی مواسم الحج کی کمی بخاری شریف صث ج ۲ (۶) ”ورھطک منہم المخلصین“ کی کمی بخاری شریف صث ج ۲ (۷) حضرت عثمان کا قرآن جلانا۔ بخاری شریف صث ج ۲ (۸) بی بی عائشہ کی بکری کا آیات رجم اور رضاعت الکبیر کو چر جانا (ابن ماجہ صث ۱۴۱) (۹) آیت مخالف قول صحابہ کا منسوخ تصور کیا جانا۔ اصول کرخی صث اور فتاوی قاضی خان صث ج ۴ سے حنفی مذہب کے نزدیک قرآن پاک کا پیشاب سے لکھنا جائز پیش کیا تو دنیا انگشت بدنداں ہو کر رہ گئی۔ کہ خداوندا! یہ سنی مذہب کیا بلا ہے۔ کہ جس میں

قرآن کو جلانا اور پیشاب تک سے لکھنا بھی جائز ہے۔ سُنی صدر مولوی احمد شاہ چوکیروی نے جب دیکھا کہ مولوی دوست محمد قریشی کی حالت پتلی ہو چکی ہے اور سُنی کیمپ پر مبلغ اعظم کے حوالہ جات سے وحشت طاری ہو رہی ہے۔ تو فوراً کھڑے ہو کر چلائے۔ کہ حنفیہ کا فتاوی نہیں ہے مبلغ اعظم نے فرمایا۔ کہ اگر ابوبکر اسکاف کا ذکر طبقات حنفیہ میں نہ ہو تو ڈاڑھی ڈاڑھی کی شرط رہی۔ بس پھر کیا تھا چوکیروی حضرات بصورت بھاگ ہو کر رہ گئے۔ اور پھر آخر مناظرہ تک اسٹیج کے قریب نہ آئے۔

خلافت حضرات ثلاثہ

ثبوت بذمہ سُنی۔ تردید بذمہ شیعہ۔ اس دفعہ سُنی صاحبان نے مولوی احمد شاہ چوکیروی کو صدارت سے معزول کر کے مولوی درویش محمد کو صدر بنایا۔ مگر شیعہ کیطرف سے جناب مولانا مرزا یوسف حسین صاحب ہی رہے سُنی مناظر نے آیہ استخلاف تلاوت کر کے اصحاب ثلاثہ کو خلیفہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ نہ ہی ان کا ایمان ثابت کر سکے اور نہ ہی ان کے حق میں کوئی نص پیش کر سکے۔ نہ ان سے شرک و ظلم کی نفی پیش کرنے کی ہمت ہوئی اور نہ ہی مَن کَفَرَ بَعدَ ذٰلِکَ کا کوئی مفہوم پیش کر سکے۔ مبلغ اعظم نے آیہ استخلاف کی تشریح کرتے ہوئے ثابت کیا۔ کہ خلافت کا وعدہ تو اللہ نے خود کیا ہے۔ اور مستخلِف کا فاعل بھی خدا ہے۔ لہٰذا سوائے خدا کے کوئی دوسرا خلیفہ مقرر نہیں ہو سکتا۔ قریشی دوست محمد صاحب نے اس کا جواب تو نہ دیا۔ البتہ شیعہ کتب کی روایات میں کمی زیادتی کر کے حضرت ابوبکر کے پیچھے حضرت علی علیہ السلام کی نماز پڑھنا پیش کی۔ تو مبلغ اعظم نے احتجاج طبرسی صفحہ ۵۹ اور بحار الانوار صفحہ ۹۵ ج ۸ سے پوری عبارات پڑھ کر یہ ثابت کیا کہ قریشی صاحب ابوبکر کی تجویز قتل علی المرتضیٰ بمسجد صلے للنفس کہ حضرت علیؑ کی انفرادی طور پر اپنی نماز پڑھنے کو کھا گئے ہیں۔ اور کہا کہ کسی جگہ پر نیت اقتداء بغیر ذکر قتل علی کوئی روایت پیش کرو۔ تو ہم تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔

شیعہ مناظر نے جب مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۲ اور بیہقی صفحہ ۱۳۲ ج ۲ سے امیر فاسق و فاجر

معاوضہ کام نہ آسکا۔

مبلغ اعظم نے مسلم شریف صفحہ ۳۰ ج ۲ سے بقول حضرت عمر یستخلف پیش کیا کہ رسول اللہ نے ہم کو خلیفہ نہیں بنایا۔ اور تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۵ ج اول حضرت عمر کی حسرت و افسوس کہ معلوم نہ ہو سکا کہ حضور کے بعد کون خلیفہ ہے، تو قریشی صاحب سے تمام جرأت باطلہ چکنا چور ہو گئے۔ اس کے آپ نے

(۱) حدیث ثقلین۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۶۹ (۲) انی تارک فیکم الثقلین۔ درمنثور صفحہ ۱۳ ج ۲ (۳) ھذا اخی و وصی و خلیفتی فیکم فاسمعوا لہ و اطیعوا۔ تفسیر خازن ج ۵ صفحہ ۱۲ علی میرا بھائی ہے وصی ہے خلیفہ ہے اس کا حکم سننا اور اسکی تابعداری کرنا۔ (۴) انت خلیفتی من بعدی (خصائص نسائی صفحہ ۔) اے علی تو میرا خلیفہ ہے۔ میرے بعد یا علی انت خلیفتی فی حیاتی و فی مماتی۔ اے علی تو میری زندگی اور موت میں خلیفہ ہو۔ (۵) عممنی رسول اللہ یوم غدیر خم کہ سرکار دو عالم نے بروز غدیر خم علی کے سر پر دستار بندھائی۔ مسند ابو داؤد طیالسی صفحہ ۲۳ پیش کر کے اختصاص خلافت با اہل بیت اور خلافت جناب امیر المومنین علی علیہ السلام ثابت کر کے فرمایا کہ قریشی صاحب! اگر جرأت ہے۔ تو اس طرح خلافت ثلاثہ پیش کرو۔ مگر قریشی صاحب کے طوطے اڑ چکے تھے۔ سوائے تخت پر قبضہ اور ملک گیری کے ان کے پاس دلیل ہی کوئی نہ رہی۔

شیعہ مناظر مبلغ اعظم نے کہا قریشی صاحب! ملک گیری بھی خلافت حقہ کی دلیل بن سکتی ہے! کچھ غور تو کرو۔ تخت پر قبضہ کر لینا ثبوت حقانیت نہیں ہو سکتا۔ دیکھیے رسول اللہ نبی فلاں ینزون علی منبری نزو القردۃ کہا آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے بنی فلاں کو دیکھا کہ وہ میرے منبر پر کودیں گے۔ مثل بندروں کے۔

۱ تفسیر درمنثور صفحہ ۱۱ جلد ۴
(۲) تفسیر درمنثور ج ۶ صفحہ ۳۷۱
۳ تفسیر عزیزی سورہ قدر
۴ تفسیر ابن جریر سورہ قدر کی روایات سے ثابت ہوتا کہ حضور نبی اکرم کے منبر پر تو بندر ہی تا ہیں گے فرمایئے بندر کون سے ہیں۔

تو قریشی صاحب نے جواب دیا کہ بندر یزید ہے۔ تو شیعہ مناظر نے کہا کہ اوّل

تو یہ مجمعہ جمع ہے۔ اور باقی بندر بتلاؤ کون ہیں؟ اور یزید تمہارا چھٹا خلیفہ بھی تو ہے۔ دیکھو شرح فقہ اکبر صفحہ ۹۵ اور بخاری شریف صفحہ ۱۰۵۴ ج ۲۔ فتح الباری صفحہ ۳ ج ۱۳ صواعق محرقہ صفحہ ۱۲ پر یہ بھی لکھا ہے۔ کہ تیرہواں بارہ میں سے ہے جس پر امت کا اجماع ہوا ہے فرمائیے کیا بندروں پر بھی اجماع امت ہوا کرتا ہے۔ اس پر نعرے بلند ہوئے اور قریشی صاحب بہت ہی کھسیانے ہو کر رہ گئے۔ حتیٰ کہ پیچھے سے علمائے اہل سنت نے بھی ان کی ملامت کی کہ یزید کو بندر کیوں کہا ہے۔

دنیا حیران ہو رہی تھی۔ کہ سنی کتب میں جب یزید بھی خلیفہ ہے۔ تو پھر معیار خلافت کیا رہا اس کے بعد قریشی صاحب نے فتوحات ملکی کو معیار خلافت قرار دیا۔ تو مبلغ اعظم نے کہا۔ کہ حضور فتوحات ملکی معیار نہیں۔ اس قسم کی تائید دین تو اللہ فاجر سے بھی کرا لیتا ہے۔ دیکھو بخاری شریف صفحہ ۴۲۰ ج ۱

ان اللہ لیؤید الدین بالرجل الفاجر۔ اور قسطنطنیہ کا فاتح کون ہے؟ کیا یہی یزید تو نہیں۔ کیا اسی فتح پر فخر کرتے ہوئے آپ سے علماء نے اسے جنتی تو نہیں لکھ دیا۔ دیکھو موطا امام مالک مترجم صفحہ ۲۰۹

اس پر تو قریشی صاحب کے تو حواس اڑ گئے اور دنیا یزیدی یزیدی کا شور کرنے لگ گئی جب مبلغ اعظم نے فتویٰ عبدالحی جلد ۲ صفحہ ۱۶۹ سے خلافت ثلاثہ کی نفی اور خلافت جناب علی علیہ السلام کا اثبات بدیں الفاظ پیش کیا۔

قلت یا رسول اللہ الا تستخلف ابا بکر فاعرض عنی قلت یا رسول اللہ الا تستخلف عمر فاعرض عنی فرائیت انہ لم یوافقہ قلت یا رسول اللہ الا تستخلف علیا قال فلت والذی لا الہ غیرہ لا یتخذوہ اطعتموہ ادخلکم الجنۃ۔

حضور نے ابو بکر و عمر کی خلافت سے منہ پھیر لیا۔ یہ بات موافق مزاج رسول نہ آئی۔ اور خلافت علی کے وقت قسم کھا کر فرمایا۔ کہ اگر تم ان کی بیعت اور ان کی تابعداری کرو گے تو وہ تم سب کو داخل جنت کر دیں گے۔ اس حدیث کا جواب قریشی صاحب آخری وقت تک نہ دے سکے۔ مناظرہ کی دوسری نشست ختم ہوئی۔ مبلغ اعظم

[illegible]

خلافت بلا فصل علی علیہ السلام بآیات قرآن

ثبوت بذمہ شیعہ ——— اور ——— تردید بذمہ سنی

اس دفعہ سنی صدر پھر تبدیل کر دیا گیا۔ مگر شیعہ صدر بدستور رہا

مبلغ اعظم نے بعد خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضرات اس عنوان میں ہمارے دعوے ہیں۔ دعویٰ اول کہ علی علیہ السلام نص کے خلیفہ ہیں۔ اجماع اور شوریٰ کے نہیں۔ دوسرا کہ وہ خلیفہ اول ہیں۔ ان سے پہلے کوئی نہیں۔ اور یہی بلا فصل کا مطلب ہے۔ جب تک فصل ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک وہ بلا فصل ہیں اگر فصل ثابت ہو جائے پھر بلا فصل نہ رہیں گے۔ فصل سے مراد خلافت ثلاثہ ہے جس کی نفی کل ہو چکی ہے

قریشی صاحب اپنے ثلاثہ کی خلافت نہ قرآن سے ثابت کر سکے اور نہ حدیث سے آج میرے ذمہ خلافت علی علیہ السلام کا اثبات ہے۔ لیجئے میں حدیث کو چھوڑ کر صرف قرآن سے خلافت علی المرتضیٰ ثابت کرتا ہوں۔ یہ ہے زور صداقت مذہب شیعہ۔ کہ سنی تو اپنے بزرگوں کی خلافت حدیث سے بھی ثابت نہ کر سکے اور شیعوں کے امام کی خلافت قرآن سے بھی ثابت ہو رہی ہے اس کے بعد مبلغ اعظم نے اس موضوع کے تین حصے کر دیئے

اوّل۔ خلافت مطلقہ ——— دوم۔ اختصاص خلافت باہل بیت۔ سوم خلافت علی بنص قرآن جس پر آپ نے بیسیوں آیات قرآنی پیش کیں۔ جو انشاء اللہ العزیز مفصل ورقہ میں طبع ہوں گی۔

اوّل۔ خلافت مطلقہ کا وجود آیہ استخلاف پارہ ۱۸ سورہ نور وعد اللہ الذین امنوا سے ثابت کیا۔ اور خلافت کو عامہ اور اصول میں داخل کیا۔ اور پھر ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا پ ۲۲ سورہ فاطر اور واجعلنا للمتقین اماما پ ۱۹ سورہ شوریٰ و من خلقنا امۃ یہدون بالحق وبہ یعدلون پ ۹ سورہ اعراف ومن قوم موسیٰ امۃ یہدون بالحق وبہ یعدلون سورہ اعراف سے ثابت کیا۔ کہ خلیفہ معصوم اور مصطفیٰ اور وارث کتاب اللہ اور ہادی بالحق و عادل بالحق ہوگا اور اس کے نہ ماننے والا فاسق و منکر ہوگا۔ اس کے بعد آل ابراہیم و آل عمران علی العالمین پ ۳ سورہ آل عمران۔ ولقد اتینا بنی اسرائیل الکتاب والحکم والنبوۃ پ ۲۵ سورہ جاثیہ۔ فقد

آل یعقوب۔ پ ۱۲ سورہ یوسف۔ اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت
پ ۱۳ سورہ ابراہیم۔ انما یرید اللہ۔ الخ پ ۲۲ سورہ احزاب وغیرہ پیش کر کے آل انبیاء کا معصوم
ہونا [illegible] بالخصوص [illegible] والامامت [illegible] ثابت کیا جس کا قریشی صاحب اور خواجہ صاحب حل کو بھی
[illegible] جواب نہ دے سکے۔ بلکہ عذرات باللہ شروع کر دیئے کہ اگر خلافت حضرت علی اور
اہل بیت کا حق تھا۔ تو ثلاثہ کیوں قابض ہو گئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور داؤد اور
رسول خدا کے دشمنوں کو ہلاک کر دیا۔ تو علی کے دشمن کیوں نہ ہلاک ہوئے۔ جس پر مبلغ اعظم
نے فرمایا [illegible] غصب نہیں بلکہ خلیفہ حق کا انکار اور مقابلہ ہے اور مقابلہ
مقابلے ہوتے آئے ہیں اللہ نے انی جاعل فی الارض خلیفہ فرمایا تو شیطان نے انکار کر دیا
حضرت آدم [illegible] شیطان [illegible] تک تسلط ہے۔ کیا اس سے حضرت
آدم کی خلافت کا غصب ثابت ہوتا ہے یا خدا کے وعدہ کے خلاف؟ بلکہ شیطان ملعون
ہو کر پھر رہا ہے۔ حضرت موسیٰ نے ہارون کو خلیفہ بنایا۔ سامری نے خواہ مخواہ بچھڑا
بنا لیا۔ اور حضرت ہارون [illegible] اس سے حضرت ہارون کی خلافت غصب ہو
گئی۔ بلکہ قوم [illegible] کا انکار کر کے گمراہ ہو گئی۔ مگر ان کو قریشی صاحب نے باقاعدہ تک
بھی نہ لگایا [illegible] شور سے چلانا شروع کر دیا۔ کہ شیعہ اڑ رہے ہیں۔ تو علی کا نام قرآن
سے دکھاؤ [illegible] مبلغ اعظم نے کہا۔ لیجئے جناب میں علیؑ کا نام بھی قرآن سے دکھاتا ہوں اگر
علی کا نام قرآن میں [illegible] پھر تو ثانی کی خلافت ہو گئی۔ اس کے بعد فرمایا
حضرات [illegible] علم و حکمت اور نفس میں چاروں چیزیں
علی کے لئے پیش کرتا ہوں [illegible] مبلغ اعظم نے نہایت خوش الحانی کے ساتھ سورہ زخرف پارہ
۲۵ سے وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم ام الکتاب جو ہمارے پاس ہے ثابت ہے کہ البتہ
علی صاحب حکمت ہے۔ اس پر [illegible] اور حضرت خواجہ صاحب اور ان کے مریدوں و
درویشوں نے شور مچا دیا [illegible] غلط ہے! مولوی دوست محمد قریشی نے گلا پھاڑتے
ہوئے کہا۔ کہ اگر صداقت ہے۔ تو کسی شیعہ تفسیر یا کتاب سے دکھاؤ کہ اس سے مراد نام علی
ہے اس پر مبلغ اعظم نے کہا لیجئے یہ میرے ہاتھ میں تفسیر قمی ہے۔ اس کے صفحہ [illegible] پر اسی
آیت کی تفسیر میں [illegible] لدینا لعلی حکیم یعنی امیر المومنین مکتوب فی الحمد [illegible]
تعالیٰ [illegible] علیہ السلام ہو امیر المومنین یعنی علی سے مراد۔ ا

الحمد اور اہدنا الصراط المستقیم جس سے بقول امام جعفر صادق علیہ السلام امیر المومنین علیہ السلام
مراد ہیں۔ تفسیر صافی ص [illegible] اور دوم پیش کی وانہ فی ام الکتاب [illegible] امیر المومنین فی ام الکتاب
کہ حضرت امام صادق آل محمد فرماتے ہیں کہ یہاں پر علی سے مراد امیر المومنین ہیں [illegible] قریشی
صاحب نے ترجمہ مقبول کی طرف توجہ دلائی کہ اس کے [illegible] بقول امام جعفر صادق
علیہ السلام یہی تفسیر ہے۔ پھر سنی گروپ نے شور مچانا شروع کر دیا [illegible] شور [illegible] کو بند
کرایا گیا۔ مبلغ اعظم نے واجعل لی لسان صدق فی الآخرین [illegible] کی تلاوت کر کے
کہ لسان صدق کا امت آخری میں ہونا ثابت کیا اور وجعلنا لہم لسان صدق علیا سے جناب
امیر المومنین کا لسان صدق ہو کر جملہ انبیاء کا ہونا ثابت کر رہے تھے کہ [illegible] لوگ اپنے
عوام کو شور مچانے پر ابھارنے لگے تاکہ آیات قرآنی کو کوئی نہ سن سکے۔ [illegible] پکار پکار
کر کہہ رہا تھا۔ اے خالو! آؤ اور صرف و نحو سے میرے ترجمہ کو غلط کرو بخدا سے کچھ
نہیں بنے گا۔ مگر ملاؤں کا یہ گروہ جس میں مولوی [illegible] شاہ [illegible] مولوی [illegible] محمد
احمد پور سیالوی۔ خواجہ قمر الدین سیالوی۔ مولوی [illegible] مولوی حامد علی گجراتی
وغیرہ کے علاوہ جو سلانوالی [illegible] اور دیگر [illegible] فراہم کئے گئے
تھے۔ کوئی ایک بھی قاعدہ نحوی پیش نہ کر سکا اور کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ کہ ترجمہ کو غلط ثابت
کرے آپ نے فرمایا۔ میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ علم علی منقول عن [illegible] ہے۔ اگر صفت اصلیہ
کا اعتبار کیا جائے تو اس نام کے جتنے بھی عالیشان [illegible] ہیں۔ مگر [illegible] تو نام
علی ہے۔ اور علم مراد لینے پر کوئی احتمال نحوی پیش کرو۔ [illegible] الزام ہے
تو تفسیر آئمہ اطہار کا جواب دو۔ میں ترجمہ جعفر صادق [illegible] علیہم السلام
کی موجودگی میں کسی ترجمہ کو صحیح نہیں سمجھتا۔ چنانچہ تفسیر صافی [illegible] صفت مراد لینے کا ضعف
لفظ قیل سے ظاہر ہے۔ اور نام علی پر نص امام موجود ہے۔ یا تو کسی معصوم کی نص سے اس
ترجمہ کو غلط ثابت کرو یا قرآن کی عبارت سے [illegible] یا لفظی یا معنوی استدلال پیش کرو
مگر خواجہ قمر الدین سیالوی کی سرپرستی کے باوجود سنی گروپ عاجز آ گیا۔ اور کوئی جواب بن
نہ آیا اللہ اکبر۔ یا رسول اللہ اور یا علی کے فلک شگاف نعروں سے فضا گونج اٹھی۔

[illegible]
اس مسئلہ میں شیعہ سنی بعد [illegible] ہیں۔ مگر مبلغ اعظم نے اس موضوع کو اس طرح

پڑھایا، جو علاقہ بھر میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یادگار رہے گا۔ چونکہ وراثۃ انبیاء کی نفی کے لئے قرآن مجید میں کوئی آیت موجود نہیں۔ حضرت ابوبکر سے لیکر آج تک سنی مولویوں کا گزارہ حدیث لانورث پر ہی رہا ہے مگر قریشی صاحب نے عوام کو دھوکا دینے کے لئے عدم وراثہ انبیاء پر دو آیتیں پیش کیں۔ ولا تمدن عینیک کہ اے نبی اپنی آنکھوں کو کفار کے مال ومتاع کی طرف دراز نہ کر۔ اور دوسری آیت زین الناس حب الشہوات من پیش کر کے ادھر ادھر کی بے محل باتیں جن کا موضوع سے کوئی تعلق تک بھی نہ تھا۔ بیان کیں۔ اور ثابت کیا کہ پیغمبر اسلام کی تو کوئی جائداد ہی نہ تھی۔ لہذا وراثت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مبلغ اعظم نے جوابی تقریر میں ارشاد فرمایا۔ کہ حضرت مولوی دوست محمد صاحب دنیا کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں ان آیات کا مطلب یہ نہیں۔ بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ کافروں کا جاہ وجلال اور مال ومتاع آپ کو مرعوب نہ کرے۔ اور دوسری آیت کا اگر یہی مطلب ہے۔ جیسا کہ قریشی صاحب نے فریب دیا۔ کہ بچوں اور عورتوں کی محبت پیغمبروں کو نہیں ہوتی۔ اور یہ مختص بالعموم ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پیغمبروں کے نہ ہی بچے ہو سکتے ہیں اور نہ ہی بیویاں۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیرہ بیویاں اور اولاد ثابت ہے۔ فرمایئے اگر آقائے نامدار کو مال کی ضرورت نہیں۔ تو آپ کہاں سے کھاتے تھے ازواج کو خرچ کہاں سے دیتے تھے۔ اس کے بعد آپنے فان للہ وللرسول ولذالقربیٰ پارہ نمبر ۱۰ سورہ انفال وما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری فللہ وللرسول ولذی القربیٰ پ ۲۸ ع ۴ سے پیش کیا کہ مال غنیمت سے پانچواں حصہ اور مال فئے اللہ اور رسول اور پیغمبر کے قریبیوں کا ہے۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے مسلم شریف جلد ۲ صـ ۴۲ شرح نودی سے تاجدار رسالت کی جائداد کی تفصیل یوں پیش کی کہ حضور کو جائیداد تین حقوق سے حاصل ہوئی تھی اول وہ جو مخیرق یہودی نے یوم احد اسلام لاکر حضور کو ہبہ کی اور بنی نضیر کے سات باغ اور جو انصار نے حضور کو زمینیں دی تھیں وکانت ھذہ املاکہ کے الفاظ دکھائے کہ یہ حضور کی ملکیت خاص تھی۔ حق تعالیٰ نے ارض بنی نضیر جس کی جائداد منقولہ حضور نے تقسیم کردی وکانت الارض لنفسہ اور زمین حضور کی ذاتی جائیداد رہی۔ اسی طرح سے زمین فدک اسپرکان خالصًا لہ کے الفاظ دکھائے کہ یہ رسالت مآب کی خاص

ملک تھا۔ اسی طرح تہائی وادی قریٰ کی اور خیبر کے دو قلعے وطیح اور سلالم تحت ثالث خمس خیبر سے آپ کا حصہ اور فتوحات خیبری وغنیمت سے آپ کا حصہ فکانت ھذا کلھا ملکا الرسول اللہ خاصۃ لا حق فیھا لا حد غیرہ کہ سب کچھ رسول خدا کی خاص ملکیت جس میں کسی غیر کا حق نہ تھا۔ آپ جس طرح چاہتے خرچ کرتے تھے یہ سننے کے بعد عوام پر قریشی صاحب کا فریب ظاہر ہوگیا شیعہ مناظر نے کہا حضرات کیا جناب فاطمۃ الزہرا آغوش محمد کی پلی دوست محمد قریشی جتنا قرآن نہ جانتی تھیں۔ جنہوں نے سرکار مدنی کی وراثت کا دعویٰ کیا، اور ابوبکر نے انکار کے باعث اس پر غضب ناک ہو گئیں اور تا وفات معصومہ کونین غضب ناک رہیں۔ رات کو دفن ہوئیں علی علیہ السلام نے جنازہ پڑھا۔ اور ابوبکر کو جنازہ میں شریک نہ ہونے دیا اہلسنت کی سب سے بڑی مستند مشہور اور مایہ ناز کتابیں بخاری شریف جلد اوّل صـ ۴۳۵ و مسلم شریف جلد دوم صـ ۹۱ آپ نے جب انکی عبارات پڑھ کر ترجمے کئے۔ کہ رسول اللہ کی اکلوتی بیٹی صدیقہ وطاہرہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا دربار خلافت سے کس طرح خالی واپس آئیں۔ تو اس پر ایک رقت کا سماں پیدا ہوگیا۔ دنیا زار وقطار رو رہی تھی۔ قریشی صاحب نے کہا روتے کیوں ہو؟ شیعوں نے جواب دیا۔ ہم آل محمد کے مصائب پر رونا ثواب سمجھتے ہیں آپ بنت رسول پر جتنے حملے کر سکتے ہیں کر کے روح ثلاثہ سے خراج تحسین حاصل کرلو قریشی صاحب سے جب احادیث بخاری ومسلم کا کوئی جواب نہ بن سکا۔ تو مولوی دوست محمد قریشی نے صحیح بخاری اصح الکتب بعد کلام باری کی صحت سے انکار کر دیا۔ اور کہا میں بخاری ومسلم کی ان احادیث کو نہیں مانتا ان کتب میں شیعوں نے بہت سی حدیثیں گھسیڑی ہیں۔ قریشی نے کہا غضبت والی حدیث کا راوی محمد بن مسلم ابن شہاب زہری ہے۔ اس پر مبلغ اعظم نے ہندوستان وپاکستان کے مایہ ناز محدث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ممتاز کتاب حجۃ اللہ البالغہ سے اما الصحیحان فقد اتفق المحدثون علی ان جمیع ما فیھما من المتصل المرفوع صحیح بالقطع کہ تمام محدثین نے اتفاق کیا ہے۔ کہ بخاری ومسلم کی تمام حدیثیں قطعی طور پر صحیح ہیں وانہ کل من یھون امرھما فھو مبتدع متبع غیر سبیل المومنین جو بخاری اور مسلم کے امر کی توہین کرے۔ وہ گمراہ بدعتی اور سبیل مومنین کے خلاف کی اتباع کرنے والا ہے۔ آپ نے کہا حضور خواجہ صاحب فرمایئے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق آپ حضرات جنتی اور خارجی ہو گئے یا نہیں۔ جب اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا تو قریشی نے یوں گوہر افشانی کی نحن رجال وہم رجال شاہ ولی اللہ کی اپنی تحقیق ہے اور میری اپنی تحقیق ہے۔ میرے لئے وہ کوئی حجت نہیں۔ ان کا قول انہیں لوگوں کے لئے تھا۔ جو اس وقت موجود تھے۔ مبلغ اعظم نے کہا کہ حضور اگر اسی طرح اپنے مسلمات سے انکار کرنا ہے تو پھر مناظرہ کی ضرورت کیا تھی کیمپ نے پھر آسمان سر پر اٹھانا شروع کر دیا۔ کہ زہری شیعہ تھا۔ مبلغ اعظم نے کہا۔ کہ اگر کتب اہل سنت میں زہری کا امام اور حجت ہونا ثابت نہ کر لوں تو خواجہ قمر الدین صاحب کے ہاتھ پر ابھی بیعت کر لوں گا۔ آپ نے تذکرۃ الحفاظ جلد اول صفحہ ۱۰۳ سے الزہری اعلم الحفاظ ابو بکر محمد بن مسلم القرشی الزہری المدنی الامام اور قول امام مالک اسی تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۱۰۴ سے قال مالک بقی ابن شہاب وما لہ فی الدنیا نظیر بقول امام مالک دنیا میں زہری کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ بس اس کے بعد قریشی صاحب و خواجہ صاحب اور ان کے حواری خاموش ہو کر رہ گئے۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے سیرت حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۵ سے عمر بن الخطاب کا سیدہ کونین جناب فاطمۃ الزہرا کی سند کو چاک چاک کرنا پیش کیا۔ تو حضور خواجہ صاحب سیالوی پھر کھڑے ہو گئے۔ اور کہا یہ کتاب اہل السنۃ کی نہیں لیکن جب مبلغ اعظم نے سیرت حلبیہ کے سرورق پر بخط جلی مصنف کا نام برہان الدین الحلبی الشافعی لکھا ہوا دکھایا تو خواجہ صاحب کھسیانے ہو کر بیٹھ گئے۔ لیکن دوست محمد قریشی نے فوراً پینترا بدل لیا۔ کہ ہم حنفی ہیں۔ شافعی نہیں۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ مناظرہ احناف سے نہیں بلکہ اہل السنۃ سے ہے شرائط نامہ پڑھو۔ جو خواجہ سیالوی کے دست ہائے مبارک سے ٹائپ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد شیعہ مناظر نے جناب سیدہ کا صواعق محرقہ صفحہ ۲۲ سے گواہ پیش کرنا تفسیر در منثور جلد ۴ صفحہ ۱۷۳ ہبہ فدک اور فتاویٰ عزیزیہ جلد ۱ صفحہ ۱۲۱ سے عبارت وثیقہ سیدہ اور اس پر حضرت ابوبکر کا انکار پڑھا۔ تو سنی ملاؤں کا ہزار شور بھی کام نہ آسکا۔ اگرچہ انہوں نے بہت کوشش کی۔ مگر صداقت آشکار ہو کے رہی میدان مناظرہ میں ہی جناب خان غلام رسول خان بلوچ نمبردار محمد خان بلوچ ساکنان جھوک دایہ نے معہ اپنے کنبوں کے مذہب شیعہ کی صداقت کو قبول کرتے ہوئے اعلان شیعیت کر دیا مبلغ اعظم کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے اہل بیت اطہار

کی شان میں قصیدہ خوانی سے عالم وجد کا سماں بندھ گیا۔ مرزا یوسف حسین اور مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل کو گھوڑوں پر سوار کر کے جھوک دایہ کے گلی کوچوں میں جلوس کی صورت میں شیعوں کی فتح و کامرانی کے ڈنکے بج گئے تو مولوی دوست محمد قریشی اور اس کی تنظیم اہل سنت کی تبلیغی سرگرمیوں کا دیوالہ نکل گیا خواجہ قمر الدین سیالوی کا بنا بنایا علمی رعب ختم ہو کر رہ گیا۔ اس مناظرہ کی کامیابی کا سہرا تو سہرا جناب فخر السادات مخدوم سید حضور حیات شاہ سجادہ نشین حضرت شاہ جیونہ علیہ الرحمۃ کے سر پر ہے۔

مبلغِ اعظم کے علمِ مناظرہ کا شاہکار

یعنی

مناظرہ مندران والہ

میں

مرزائی شکست

یہ مناظرہ

ایک مرزائی مبلغ کی بے اصولیوں اور بے علمیوں کا

مُرَقَّع

ہے

وجہ تالیف مناظرہ ہذا

حضرات! اس مناظرہ کو تحریری صورت میں لانے کی ضرورت بوجوہات ذیل پیش آئی:۔

اوّل:۔ تو مبلغِ اعظم صاحب قبلہ نے تھوڑے وقت میں دلائل معقول اور منقول کے اتنے بیشمار موتی اور جواہر برسائے کہ ان کا ضائع ہو جانا اور مومنین اور مسلمین مخلصین تک نہ پہنچنا بڑا نقصان تھا۔

دوم:۔ مرزائی صاحبان غلط پروپیگنڈے کے بادشاہ ہوتے ہیں نہ معلوم اپنی اس ہار اور شکست کو چھپانے کے لئے کیا کیا حربے استعمال کرتے ہوں گے۔ کہاں کہاں پھرتے ہوں گے۔ کیا کیا پروپیگنڈے کئے ہوں گے اور اس کج گفتگو، غلط سلط باتوں کو اپنی کارگزاری بتایا ہوگا۔

اس رسالہ میں ہم وہ دلائل پیش کر رہے ہیں جو حضرت مبلغِ اعظم صاحب قبلہ نے مرزائی احمد علی کو مختلف موضوعات پر دیئے۔

مجادلۂ حقّہ اور مجادلۂ باطلہ

مناظرہ حقّہ وہ ہے جس کے دلائل علم سے پیش کئے جائیں اور مناظرہ باطلہ وہ ہے جس کے دلائل مطابقِ علم مناظرہ نہ ہوں۔ جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ما ضربوہ لک الا جدلا۔ اور مناظرہ حقّہ وہ ہے جس کی نسبت فرمایا۔ وجادلھم بالتی ھی احسن (تفسیر کبیر ص۱۴۳ ج ۲)

تحقیق مقام

جادلہم بالتی ھی احسن۔ حضرات! مناظرہ حکمت اور موعظۂ حسنہ نہیں کیونکہ حکمت علماء محققین کا حصہ ہے جس کے دلائل قطعیہ اور یقینیہ ہوتے ہیں۔ موعظۂ حسنہ عوام کے لئے ہوتا ہے جن کی فطرت سلامت ہے وہاں دلائل ظنیہ اور اقناعیہ بھی مفید ہوتے ہیں۔ عبرامثال قصے کہانیاں سن کر بھی وہ اثر لیتے ہیں۔ کیونکہ فطرت سلیمہ میں مادہ انکار نہیں ہوتا مگر جدل مخالفین اور منکرین کیلئے ہوتا ہے۔ لیکن اس کیلئے بھی احسن ہونا شرط ہے اور احسن کیلئے علم ہدایت کتاب روشن کی شرط ہے۔

مگر مرزائی حضرات ان ہر سہ امور سے کورے ہوتے ہیں۔ اپنا دعویٰ نہ بیان حکمت سے ثابت کر سکتے ہیں کیونکہ مبنی برحقائق نہیں۔ افتراء اور کذب ہے، مکر اور فریب ہے، دجل اور جدل ہے۔ اسی لئے ان سے علماء ختم ہوتے جا رہے ہیں صرف کالج اور تعلیم دنیاوی پہ گزارہ ہے۔ مرزائیت کی ترقی اور استقامت کا دارومدار صرف اچھی ملازمت دلانے اور اچھے خاندان میں شادی کرنے پہ منحصر ہو کر رہ گیا ہے۔ علم القرآن پڑھانے سکھلانے کا ربوہ میں کوئی اچھا انتظام نہیں۔ جناب مولوی ابوالعطاء اللہ دتہ صاحب جالندھری کے سوا اب کوئی پرانی قسم کا مولوی نہیں رہ گیا اور قاضی نذیر وغیرہ کی نسبت مبلغ اعظم نے فرمایا، وہ تو عربی کی عبارت بھی مناظرہ عام گڑھ میں غلط پڑھتے دیکھے گئے ہیں۔ وہاں فیصلہ ان کے خلاف ہو گیا۔ وہ لڑکا جس کے لئے مناظرہ تھا مرزائی نہیں رہا۔ چنانچہ تحریری فیصلہ ان کے خلاف موجود ہے۔

یہ وجہ ہے علم الحقائق میں رہ کر بات نہ کرنے کی۔

حقائق و حکمت موعظہ حسنہ سے کام نہیں لے سکتے۔ کیونکہ قصص انبیاء اور آل انبیاء ان کی تصدیق نہیں کرتے۔ اقتداء بانبیاء نہیں کر سکتے۔ ملت ابراہیم آل ابراہیم مثال موسوی تشبیہ ہارونی سب ان کے خلاف ہے۔ رہا جدل تو وہ بھی غیر احسن یعنی بغیر علم ہدایت اور کتاب روشن کرتے ہیں۔ ورنہ ایک مرزائی کا مناظرہ ایک شیعہ عالم سے ہو جاتا ہے کہ نہ اپنی نبوت کا دعویٰ مبنی بر صداقت کر سکے نہ مسئلہ امامت پر گفتگو کر سکے۔

یعنی نہ آئمہ طاہرین کی منصوصہ مخصوصہ امامت کا دعویٰ توڑ سکے نہ مان سکے۔ صرف بنات رسول کی تعداد کا مسئلہ جس کا نہ مرزائی اصول سے تعلق ہے نہ شیعہ اصول سے اور اس میں بھی جناب فاطمہؑ کی شہرت تواتر عصمت طہارت میں غیر کو شریک نہ کر سکے اور تعدد میں آیت محکم اور حدیث متواتر و مشہور نہ پیش کر سکے۔ صرف رطب و یابس قیاس مع الفارق۔ حالانکہ جدل احسن کی تعریف یہ ہے۔ ان یکون دلیلاً مرکباً من مقدمات مشہورة عند الجمهور او من مقدمات مسلمة عند الخصم ذالک القائل و هذا الجدل هو الجدل الواقع على الوجه احسن۔ کہ مجادلہ احسن وہ ہوتا ہے کہ دلیل ایسے مقدمات سے مرکب ہو کہ مشہور عند الجمہور اور مسلم ہوں یا کم از کم ایسے مقدمات سے دلیل مرکب ہو جو عند الخصم مسلم ہوں ورنہ مجادلہ احسن نہ ہوگا بلکہ غیر احسن ہوگا اور دلیل مقدمات باطلہ سے مرکب ہوگی۔ ایسے مناظر کا کام صرف جھوٹے اور باطل مقدمات کی ترویج ہوتا ہے۔ سامعین کو بیوقوف بنانا حیلے بہانے سے کام لینا دوران مناظرہ میں طرق فاسدہ یعنی فاسد راہیں اختیار کرنا، غلط روش اختیار کرنا۔ (کما فی تفسیر کبیر ص ۲۴۳ ج ۵)

جیسا کہ مرزائی اور اکثر جاہل مُلّاں کرتے ہیں کبھی ایسی دلیل نہ پیش کریں گے جو عند الجمہور مشہور و مسلم یا کم از کم عند الخصم مسلم اور مشہور ہو۔ صرف نوادرات ظنیات غیر مشہورہ اور غیر مسلم دلائل پیش کریں گے۔ ایسے جوڑ توڑ تو بے نماز اور بے عمل بلکہ بے ایمان بھی قرآن سے کر سکتے ہیں۔ مثلاً لا تقربوا الصلوٰۃ کہ نماز کے قریب نہ جاؤ۔ قرآن میں موجود ہے۔

جدلِ احسن اور مرزائیوں کی بے اصولیاں

حضرات ناظرین! جب مرزائی جماعت کا وفد آیا تو انہوں نے چالاکیاں اور بے اصولیاں شروع کیں تو مبلغ اعظم نے اس پر اچھا خاصا تبصرہ فرمایا۔ حضرات اصول بات کرنی چاہیئے۔ مناظرہ کے اصولوں میں رہ کر بات کرنی چاہیئے۔ ورنہ جدل غیر احسن قرآن مجید اور حدیث کی رو سے منع ہے، حرام ہے، دینی حیات کی موت کا باعث ہے نقصان ایمان ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے: ومن الناس من یجادل

فی اللہ بغیر علم ویتبع کل شیطان مرید کتب علیہ انہ من تولاہ فانہ یضلہ ویہدیہ الی عذاب السعیر۔ پ۱۷-الحج ۳۔

کہ بعضے لوگ دینِ خدا میں بغیر علم کے جھگڑتے ہیں اور ہر شیطان سرکش کے پیچھے ہو لیتے ہیں اور شیطان پر یہ لکھا جا چکا ہے کہ جو شخص اس کے پیچھے چلے گا اوّل تو وہ اس کو گمراہ کرے گا، دوم اس کو وہ عذاب جہنم کی طرف رہنمائی کریگا کہ بغیر علم اور بغیر اصول مناظرہ کرنا شیطانی فعل ہے۔

ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدی ولا کتاب منیر ثانی عطفہ لیضل عن سبیل اللہ لہ فی الدنیا خزی ونذیقہ یوم القیمۃ عذاب الحریق۔ (پ۱۷ - الحج ۹)

کہ بعض لوگ وہ ہیں جو دینِ خدا میں جھگڑا کرتے ہیں بغیر علم کے اور ان کے پاس نہ مناظرہ کرنے کی ہدایت ہے اور نہ ہی کتاب روشن کا ثبوت رکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ دینِ خدا میں مناظرہ کرنے کے لئے اوّل علم دین کی ضرورت ہے۔ دوم ہدایتِ مناظرہ یعنی مناظرہ کے اصول، سوم کتاب روشن کا ثبوت یعنی اشارے کنایے جوڑ توڑ نہ ہوں کوئی روشن ثبوت چاہیئے۔ مگر مرزائیوں کی نبوت صداقت اس کی متحمل کہاں کہ علم سے مناظرہ ہو اور اصول کی پابندی ہو اور کتاب منیر کا ثبوت ہو جس میں شک و شبہات نہ ہوں۔

ولا تجادلوا اھل الکتاب الا بالتی ھی احسن الا الذین ظلموا منھم۔ (پ۲۱ - العنکبوت)

کہ اہل کتاب سے سوائے مہذب طریقے کے بحث مت کرو سوائے ان لوگوں کے جو ان میں ظالم ہیں۔

یعنی اصولِ مناظرہ کی حدیں پھاند جاتے ہیں اور بے محل گفتگو کرتے ہیں یہ مرزائی مبلغ اکثر بے علم مگر الا الذین ظلموا منھم کے مصداق ہوتے ہیں بے اصول بے محل بات کرتے ہیں۔ ان کو ترکی بترکی جواب دینے کا کوئی مضائقہ نہیں ہے چنانچہ آپ کو یہ مناظرہ پڑھ کر معلوم ہو جائے گا کہ مرزائی مبلغ نے جمہور کی راہ کو کیسے چھوڑا۔ متواترات سے منہ کیسے موڑا اور قواعد مسلمہ کو کیسے توڑا۔ ان چیزوں کے ظاہر کرنے سے ہمارا مطلب مرزائیوں کا کذب و افتراء، جھوٹ طوفان غلط بیان

غلط دلائل وہمی اور ظنیات کو ظاہر کرنا ہے تاکہ عوام سادہ لوح کامل چیزوں پر ایمان رکھیں۔ ظنیات وہمیات مغالطات سے بچ جائیں۔ سچ ہے تمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا۔ کہ اللہ کے کلمے پورے ہوتے ہیں ناقص نہیں ہوتے، سچے ہوتے ہیں مطابق واقعات ہوتے ہیں افترا نہیں ہوتے۔ مبنی بر عدل ہوتے ہیں پُر از انصاف ہوتے ہیں بے محل نہیں ہوتے۔

جیسے مرزائیوں کے دلائل اور دعوے نہ پورے نہ سچے نہ عدل نہ انصاف صرف لاف و گزاف چستی چالاکی اللہ سے بیباکی، نہ خوف نہ ڈر، نہ در، نہ گھر، نہ علم نہ اصول، جو چاہا مان لیا، جو چاہا چھوڑ دیا۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اپنے نبی مرزا صاحب کے اقوال بھی چھوڑ جاتے ہیں جب وہ معصوم ثابت نہیں ہوتے تو دوسرے انبیاء کی عصمت سے بھی انکار کر جاتے ہیں۔

فنِ مناظرہ اور مرزائی مبلغ کی بے علمی

حضرات! مرزائی اصولِ مناظرہ سے واقف نہیں ہوتے الا کسی علم کے قواعد و ضوابط بھی مدِ نظر نہیں رکھتے۔ نہ تفسیر کے، تفسیر بالرائے کرتے ہیں نہ علم حدیث کے، لہٰذا صحیح و ضعیف میں فرق نہیں کرتے نہ تاریخ کے، لہٰذا غلط روایات بے سند کا سہارا لیتے ہیں۔ نہ اصولِ مناظرہ کے قواعد و ضوابط کی پرواہ کرتے ہیں۔ شترِ بے مہار کی طرح چلتے ہیں۔

مناظرہ مشتق من النظیر ہے

مرزائی مبلغ، مبلغ اعظم کی علم و مہارت میں نظیر ہی نہ تھا۔ لہٰذا گھٹیا دلائل دیتا رہا۔ ان کو اظہارِ صواب مطلوب ہی نہیں ہوتا۔ لہٰذا مناظرہ نہیں بلکہ مکابرہ کرتے ہیں اور مجادلہ پر اُتر آتے ہیں۔ یعنی اپنا بڑا پن ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ خفت نہ ہو۔ لہٰذا اُن کو تکلف تصنع بناوٹ اور چستی چالاکی مکر و فریب سے

تحقیق لفظ اہلبیت

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ۔ (پ۲۲)

مبلّغ اعظم نے فرمایا حضرات! اس پر امت محمدیہ کا اتفاق ہے کہ آیۂ تطہیر میں جو لفظ اہل بیت آیا ہے اس سے مراد اہل نبوت اور رسالت ہیں کسی اور کے گھر یا اہل کا ذکر نہیں نہ مرزائیوں کا نہ وہابیوں اور بہائیوں کا نہ ہمارے اسلامی بھائیوں کا نہ اس اہلبیت میں صحابہ کرام کے شمول کا کوئی دعویٰ ہے ۔ ہاں البتہ ازواج النبی کے داخل و شامل ہونے کے بعض صحابہ اور تابعین قائل ہوئے مگر ان کا یہ قول قرآن اور حدیث سے ثابت نہیں ۔ کیونکہ ۔ البیت ؐ معرّف باللام ہے اور الف لام برائے جنس یا استغراق نہیں بلکہ برائے عہد ہے ۔

اور معہود جب تک اللہ و رسول نہ بتلا دیں کون جان سکتا ہے ۔ لہٰذا ہمارا دعویٰ ہے کہ کوئی حدیث ازواج کے شمول میں وارد نہیں بلکہ بعض حدیثوں میں بی بی ام سلمہ کو حضور نے آیۂ تطہیر کے نزول پر اہل بیت میں شمول سے منع فرمایا ۔ چنانچہ تفسیر ابن کثیر ص۴۸۳ جلد سوم میں ہے حضرت نے بی بی ام سلمہ سے فرمایا تنحی عن اھل بیتی اٹھ کر میرے اہل بیت سے علیحدہ ہو جاؤ ۔

بقول رسول خدا

اہل بیت اور ازواج کا فرق

عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت ان ھذہ الآیۃ نزلت فی بیتی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس قالت وانا جالسۃ علی باب البیت فقلت یا رسول اللہ الست من اھل البیت فقال صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم انک علی خیر انت من ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ (تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص۴۸۳)

ترجمہ :- بی بی ام سلمہ سے روایت ہے یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ حضور پُرنور میرے گھر میں تشریف فرما تھے اور میں دروازہ پر بیٹھی ہوئی تھی تو میں نے عرض کیا کہ کیا میں اس اہل بیت سے نہیں ہوں ۔ فرمایا تیرا انجام بخیر ہے ۔ تو ازواج النبی یعنی رسولؐ کی بیویوں سے ہے ۔

لیجئے ! حضور رسالت مآبؐ کی زبانی فیصلہ اور فرق ہو گیا کہ ازواج اور ہیں اور اہل بیت اور ہیں ۔

مبلّغ اعظم نے فرمایا کہ حدیث کی کتابوں میں باب مناقب اہل بیت میں کسی بیوی کا ذکر نہیں ہے بلکہ ان کا باب علیحدہ ہے ۔ اگر کوئی عالم صحاح ستہ کے اندر اہلبیت کے مناقب میں کسی بیوی یا دیگر ہستی کا ذکر دکھلا دے تو قابل انعام ہے ۔

اہل البیت کی تحقیق

مرزائی مبلّغ نے موضوع سے منہ پھیرتے ہوئے اہل بیت میں بیویوں کے داخل یا نہ داخل ہونے کا مسئلہ خواہ مخواہ چھیڑ دیا ۔ حالانکہ بیٹیاں کہا اور بیویاں کہا ۔ اصل بات یہ تھی کہ مبلّغ اعظم سے بات کر کے نام پیدا کرنے کا متمنی تو تھا لیکن اصول و قواعد علم و موضوع میں رہ کر بات کر ہی نہیں سکتا تھا ۔ لہٰذا الغریق یتشبث بالحشیش کے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ۔ ہر طرف پاؤں مارتا رہا ۔ آپ دیکھو کہ ثبات سے ازواج تک ازواج سے ختم نبوت پر حملہ کر کے ختم ہو گا اور دوسرا ناک تک پڑھ جاوے گے ۔

مگر ع ۔ اذا فاتک الحیاء فافعل ما شئت

ع ۔ شرم چہ کتی است کہ پیش مردان آید

مگر کیا کریں مدعیان کذب و افترا کا ان کے بغیر گزارہ بھی نہیں ہو سکتا صدق و حق کہاں سے لائیں بنیاد ہی کذب و افترا پر ہے ۔ کل اناء یترشح بما فیہ ۔

مبلّغ اعظم نے فرمایا کہ میں نے مرزائی مناظروں کو اکثر دیکھا ہے کہ وہ مناظرہ

میں شاعرانہ چالوں، حیلوں، بہانوں، جھوٹوں، فریبوں، غلط بیانیوں، حوالوں میں قطع و برید سے پرہیز نہیں کرتے۔ حوالہ دینے میں قوی و ضعیف صحیح و سقیم کا فرق نہیں کرتے۔ کیونکہ ایسا کئے بغیر ان کا گزارہ بھی نہیں چلتا۔ کیونکہ وہ ایسی چیز کے مدعی ہیں جس کی قرآن و حدیث میں کوئی گنجائش نہیں اور کوئی مقام نہیں اور دین میں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اس کا کوئی وجود اور ثبوت نہیں۔

مرزائی مبلغ کی دلیل

برائے

شمول ازواج باہلِ بیت

مرزائی مبلغ مولوی احمد علی نے پرانا آموختہ دہرایا کہ اہل بیت سے مراد ازواج ہیں انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً میں سیاق و سباق میں ازواج کا ذکر ہے۔ اور "اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت" میں اتعجبین میں صیغہ واحد مؤنث حاضر ہے۔ بی بی سارہ کو خطاب ہے۔ لہٰذا اہل البیت سے مراد زوجہ ہے اولاد نہیں۔

جوابِ مبلغ اعظم

حضرات! خدا کو حاضر و ناظر اور شاہد کر کے کہتا ہوں کہ مبلغ اعظم نے اپنی عادت کے مطابق روانی اور رادائیگی سے اس کے جواب میں دلائل کی بارش کر دی۔ فرمایا حضرت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اھل البیت کا ترجمہ خود قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔

اور قرآن مجید میں وانذر عشیرتک الاقربین سے حضورؐ کے خاندان کے اقربا افراد مراد ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ اس آیت کے نزول پر حضورؐ نے حضرت فاطمہؑ کو خصوصیت سے خطاب کیا۔ دیکھو بخاری شریف، کتاب التفسیر ص۷۲۳ اور قرآن شریف میں

واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی

موجود ہے کہ خمس خاندان رسولؐ کا حق ہے چنانچہ حضرت علیؑ متولی خمس ہوئے۔ صحابہ کے اعتراض پر حضورؐ نے فرمایا علیؑ کا خمس میں اس سے بھی زیادہ حق ہے اور قرآن مجید میں النبی اولی بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم واولوا الارحام اولی بعضھم ببعض

کہ حضورؐ ہم سب کے حاکم ہیں اور ازواج النبیؐ ہماری مائیں لیکن ہم میں شامل ہیں اور اہل بیت اولی الارحام رحمی خونی رشتہ داروں کا نام ہے۔

اس کے بعد آپ نے مشکوٰۃ شریف کا تمام باب مناقب اہل بیت کتاب کھول کر مولوی احمد علی کو دکھلایا کہ اس میں ازواج کا ذکر دکھلاؤ۔ مگر خاموش بے ہوش۔ اور ترمذی شریف کا باب مناقب اہل بیت النبیؐ، کہ اس میں ذکر ازواج دکھلاؤ مگر ندارد۔ فرمایا تقریر ضرور کہا کہ عدم ذکر سے عدم وجود لازم نہیں آتا۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ غیر مذکور کو مذکور میں شامل بھی نہیں پایا جاتا۔ الغرض قرآن اور حدیث کا کوئی جواب نہ دیا اور مان لیا کہ باب مناقب اہل بیت میں نہ ازواج کا ذکر ہے نہ دیگر بیانات کا۔

اَتَعۡجَبِیۡنَ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰہِ

کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ حضور من امر اللہ تک تو صیغہ واحد مؤنث مخاطب ضرور ہے مگر یہاں سلسلہ کلام ترک جاتا ہے سارہ

ورحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت انہ حمید مجید کا جملہ معترضہ ہے۔ اس کے صیغے مؤنث کے نہیں بلکہ مذکر کے ہیں۔ رحمۃ اللہ وبرکاتہ سے مراد نعمت نبوت و امامت ہے اور کوئی عورت نبی ہوتی ہے نہ امام اور اس کا ترجمہ خود قرآن مجید میں موجود ہے۔

ان اللہ اصطفی آدم ونوحا وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین ذریۃ بعضھا من بعض میں آل کا ترجمہ ذریت خود موجود ہے۔

"انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عھدی الظالمین" میں ذریتی خود موجود ہے اور

اَمْ یحسدون الناس علیٰ ما اٰتاھم اللہ من فضلہ فقد اٰتینا اٰل ابراھیم الکتاب والحکمۃ میں لفظ آل موجود ہے اور تلک حجتنا اٰتینٰھا ابراھیم الخ۔ آباء ذریت اخوان موجود، خاندان بن گیا۔ بیوی کا لفظ موجود نہیں ہے۔ آباء اخوان ذریت کا ترجمہ خدا نے اہل بیت سے کر کے فیصلہ کر دیا ہے کہ ازواج اصحاب کا اہل بیت آل عترت ذریت خاندان میں کوئی دخل نہیں ہے۔

"کونسے ازواج اہل بیت میں داخل ہوتے ہیں"

مبلغ اعظم نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ ایک مغالطہ ہے کہ بیوی صرف زوجہ ہونے یا صیغہ نکاح کے جاری ہونے کی وجہ سے اہل بیت ہو جاتی ہے یا ان اہل بیت میں داخل ہے جن پر صدقہ حرام ہے یا ان اہل بیت میں داخل ہے جن کے لئے آیۂ تطہیر آئی، یا ان اہل بیت میں داخل ہیں جو مباہلہ میں گئے یا ان اہل بیت میں داخل ہیں جن کے ساتھ تمسک کا حکم ہے۔ حدیث ثقلین اور حدیث غدیر میں آیا، یا ان اہل بیت میں داخل ہیں جن کی مودت کا حکم آیۂ مودت میں آیا۔ اس کی تردید حضرت زید بن ارقم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما چکے ہیں۔ اور صحیح مسلم جیسی مستند کتاب میں آ چکی ہے۔

فقلنا من اھل بیتہ نساءہ قال لا وایم اللہ ان المرأۃ تکون مع الرجل العصر من الدھر ثم یطلقھا فترجع الیٰ ابیھا وقومھا اھل بیتہ اصلہ وعصبتہ الذین حرموا الصدقۃ بعدہ۔ (صحیح مسلم جلد دوم ص ۲۸۰ مطبوعہ دہلی)۔

کہ حضرت زید بن ارقم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث ثقلین بیان فرمائی کہ حضورؐ نے فرمایا میں تمہارے اندر قرآن اور اہل بیت چھوڑنے والا ہوں۔ تو راوی کہتا ہے کہ ہم نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ حضورؐ کی بیویاں آپ کے اہل بیت سے ہیں۔ فرمایا نہیں عورت کیسے اہل بیت ہو سکتی ہے۔ کچھ زمانہ مرد کے ساتھ گذارتی ہے۔ پھر وہ اس کو طلاق دے دیتا ہے تو اپنے باپ اور اپنے خاندان کی طرف لوٹ جاتی ہے۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت آپ کی اصل اور آپ کا خاندان ہیں

جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔ صحابہ کرام کی زبانی ہی بات طے ہو گئی۔ اب بیچارے مرزائی اور ہمارے بھائی کیا کریں۔ پس ثابت ہو گیا۔

عورت صرف تین طرح سے داخل اہل بیت ہو سکتی ہے، ایک خاندانی ہو جیسے حضرت سارہ حضرت ابراہیم کی چچا زاد تھی۔

دوم۔ ام ولد ہو یعنی بچہ کی ماں ہو جیسے حضرت اسحاق کی ماں، یعقوب علیہ السلام کی دادی انبیاء بنی اسرائیل کی اصل۔

اُمّ موسیٰ یعنی حضرت موسیٰ کی ماں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت فاطمۃ الزہرا کی ماں۔

سوم۔ معصومہ ہو جیسے حضرت مریم، حضرت سارہ جو فرشتوں سے ہمکلام ہوئیں۔ اُمّ موسیٰ جن کو وحی ہوئی۔

حضرت فاطمۃ الزہرا جو معصومہ، طاہرہ صدیقہ شہیدہ ہوئیں جن سے فرشتے ہمکلام اور خادم ہوتے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ جنہوں نے تصدیق رسالت کی اسی لئے ان کا گھر شرور و شقی سے پاک جنت المادیٰ بنا۔ کیونکہ وہ اہل بیت کی اصل ہیں۔

بیت سے کونسا بیت مراد ہے

اہل بیت کا مفہوم سمجھنے کے لئے پہلے بیت کا سمجھنا ضروری ہے۔ بیت سے مراد بیت اللہ ہے یا مسجد النبیؐ ہے یا خاندانِ رسالت ہے یا بیت المقدس۔ اگر بیت اللہ ہے تو وہ اہل بیت ہیں جن کی نسبت حضرت ابراہیم نے فرمایا:

انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم الخ۔

کہ یا اللہ میں نے اپنی اولاد کو تیرے عزت والے گھر کے پاس بسا دیا۔

لفظ ذریت صاف موجود ہے اور حضرت علیؑ کی ولادت کعبہ میں ہوا ہے۔ اور اگر بیت المقدس کی بنیاد وہ خیمہ ہے جو حضرت موسیٰ نے جنگل میں برائے عبادت لگایا۔ حضرت ہارون اور ان کی اولاد اس کے اہل اور متولی ہوئے۔ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ سے مراد حضرت علیؑ اور ان کی اولاد اہل بیت ہوئے۔ اگر مسجد

نبوی سے دیگر صحابہ کے دروازے بند کرا کے حضرت علیؑ کا دروازہ کھلا رہنے دیا۔ اور خاندان کا انتخاب دلیل کا محتاج نہیں۔ حضورؐ نے بار بار فرمایا علیؑ منی و انا منہ اور یتلوہ شاھد منہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ حضرت علیؑ اور سرکار دو عالم ایک دوسرے کے جزو اور شکر ہیں۔

"مسئلہ ختم نبوت میں مرزائی مبلغ کی حیل و حجت"

مرزائی مبلغ حسبِ عادت جب دیگر بنات کو مثل فاطمۃ الزہرا دلائل صحیحہ قاطعہ ساطعہ متواترہ مشہورہ سے بنتِ رسولؐ نہ ثابت کر سکا۔ معارضہ میں اخبار صحیحہ نہ پیش کر سکا تو ازواج کو اہل بیت بنانے میں مشغول ہو گیا۔ اور جب ازواج کو بھی بدلائل صحیحہ داخل اہل بیت تطہیر نہ کر سکا تو مسئلہ ختم نبوت میں چلا گیا یعنی کسی موضوع میں رہ کر بات نہ کر سکا۔ مگر مبلغِ اعظم نے پیچھا نہ چھوڑا۔ سچ کہا کسی شاعر نے مناظرہ کورٹ سماء بریں ہے

شیر نے پیچھا نہ چھوڑا بن کے ایٹم بم گرا
پہیہ پنچر ہو گیا باطل کی موٹر کار کا

○

مسئلہ ختم نبوت کے خلاف

مرزائی مبلغ نے چار چیزوں سے استدلال کیا۔

پہلا استدلال اس وقت کیا جب مبلغِ اعظم نے خطاب احد بلفظ الجمع پر یا ایھا الرسل کلوا من طیبت واعملوا صالحا کی آیت پڑھی۔ پ ۱۸ المؤمنون آیت ۵۱ کہ صرف صیغہ جمع سے تعدد بنات پر استدلال نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یا ایھا الرسل کلوا من طیبت میں "رسل" جمع ہے "کلوا" جمع ہے۔ واعملوا جمع۔ حالانکہ حضورؐ کے وقت میں آپ کے ساتھ کوئی رسول نہیں اور قیامت تک کسی نئے رسول کے آنے کا امکان نہیں اور انتظار نہیں اور پیدا کوئی آئے تو اس میں شمار نہیں۔ لہٰذا جمع سے استدلال غلط ہے۔

دوسرا استدلال۔ ام یحسدون الناس علی ما اتاھم اللہ من فضلہ فقد آتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ وآتیناھم ملکا عظیما کی تفسیر میں اصول کافی کی ایک حدیث سے کیا۔

اور تیسرا۔ انعم اللہ من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین سے کیا۔

چوتھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے کیا۔ ان شبہات کے جو جواب مبلغ اعظم نے ترکی بہ ترکی دیئے۔ انشاء اللہ ہم دلائل ختم نبوت جو اس وقت مبلغ اعظم نے اس وقت دریا کی روانی کی طرح بہائے ان کو نقل کرنے کے بعد نقل کریں گے۔

مسئلہ ختم نبوت اور مرزائی مغالطے

حضرات! ہم لوگ درسِ آلِ محمدؐ کے طالب علم ہیں۔ مبلغ اعظم کے شاگرد ہیں۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ فنِ تقریر اور مناظرہ کے اصول بھی سیکھتے رہتے ہیں۔ سفر اور حضر میں بالحکمت موعظہ حسنہ جدلِ احسن کے اصول سنتے رہتے ہیں۔

قبل اس کے کہ وہ دلائل اور حقائق پیش کروں جو مبلغ اعظم نے اس مرزائی مبلغ کے سامنے پیش کئے۔ جن کا وہ ترکیا کوئی بھی مرزائی جواب نہیں دے سکتا۔ ختم نبوت کی مہر تو شناہ طلوعِ شمس نبوت کے بعد مصنوعی نبوت کی شمع جلانا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ حضورؐ پر نبوت ختم، نعمت تمام، دین کامل، شریعت پوری۔ قرآن کی حفاظت کا ذمہ خدا نے لے لیا۔ قرآن مجید کے اندر وہ تمام علوم و اصول رکھ دیئے ہیں جو قیامت تک کے لئے پیش آئیں گے۔ حدیث نبوی میں قرآن مجید کے اجمال کی تفصیل ہو چکی ہے۔ آئمہ طاہرینؑ اس کی الہامی تفسیر فرما چکے ہیں علم الساعۃ کے طور پر آخری امامؑ کے ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رجعی نزول کی تخصیص اور تعیین ہو چکی ہے۔

لہٰذا اجراء نبوت کیا، وحی جدید کیسی قرآن کے بعد الہام کیسی اور کلام کیسی۔ آلِ محمدؐ کے سوا امام کیسا۔ مرزا کا کلام اور بہاء اللہ کا بیان کیسا؟

اللہ کا قرآن آل محمدؐ کا امام تا ظہور کوثر ساقی وقرین رہیں گے۔ لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض۔ (ترمذی شریف ص ۲۲۱ مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۹)۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ ختم نبوت کا عقیدہ ضروریاتِ دین سے ہے۔ اس کے دلائل محکم اور متواتر ہیں برہان اور استقراء سب اس پر شاہد ہیں۔ ختم نبوت حضور پُر نور کا خاصہ ہے۔ دیگر کسی نبی کے لئے خاتم النبیین کا لفظ قرآن مجید اور حدیث شریف میں نہیں آیا من ادعی فعلیہ البیان ولہ الانعام ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

"تیس دجال مدعیانِ نبوت کاذبہ"

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ ختم نبوت کی مہر کیسے ٹوٹ سکتی ہے۔ بقول سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدعیانِ نبوت کاذب اور دجال ہوں گے۔

عن ثوبان فی حدیث قال قال رسول اللہ وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وخاتم النبیین لا نبی بعدی ولا تزال طائفۃ من امتی علی الحق ظاھرین لا یضرھم من خالفھم حتی یاتی امر اللہ۔ (رواہ ابوداؤد صفحہ ۲۲۸ والترمذی صفحہ ۵۵/۲ نقل از مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۶۵ کتاب الفتن)۔

ترجمہ: حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تحقیق میری امت میں تیس جھوٹے مدعی ہوں گے۔ سب دعویٰ کریں گے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ میری امت کا ایک گروہ حق پر غالب رہے گا۔ جو لوگ ان کی مخالفت کریں گے ان کا نقصان نہ کر سکیں گے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا امر آجائے گا۔

فوائد حدیث ہذا

پس معلوم ہوا کہ مدعیانِ نبوت تیس کے قریب ہوں گے، جھوٹے ہوں گے۔ ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل حضور کا خاتم النبیین ہونا ہے اور خاتم النبیین کا معنی بقول سرکارِ دوعالم لا نبی بعدی ہے۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور امت میں سے

ایک گروہ حق پر قائم رہے گا۔ لوگ اس کی ہزار مخالفت کرکے بھی ان کو حق سے نہ ہٹا سکیں گے۔

شیعہ یعنی گروہ کہنے والے لفظ طائفہ پر غور فرمائیں اور الحق مع علی کو یاد رکھ کے دیکھیں کہ وہ کونسا گروہ ہے حتیٰ کہ امر اللہ آجائے گا یعنی صاحب الامر کا ظہور ہوگا اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ

اس حدیث میں کاذب مدعیانِ نبوت کی پیشگوئی خاتم النبیین کے معنی اور مذہب شیعہ کی حقانیت سب ثابت ہوگئی اور حضرت حجت کی آمد ثانی بھی ثابت ہوگئی الحمد للہ علی ذالک

تفصیل مغالطہ و تناقض

مبلغ اعظم نے فرمایا۔ حضرات مسئلہ ختم نبوت تو اپنی جگہ پر ایک مسلمہ حقیقت ہے اور اس کے دلائل وہ پہاڑ اور حصار ہیں جن کو کوئی بڑے سے بڑا دجال نہ توڑ سکے گا اور مرزائی صاحبان جتنے دلائل اس باب میں دیا کرتے ہیں وہ سب باب مغالطہ کا اظہار اور امثال ہوتے ہیں۔ اس میں پھنسنے والے مغالطہ کا شکار ہوتے ہیں۔

اسباب مغالطہ

اگرچہ بہت ہیں مگر خلاصہ ان کا صرف دو امر ہیں۔ سوء فہم اور اشتباہ الکواذب بالصوادق۔ لہٰذا یہ مرزائی لوگ ان لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں جو سوءِ فہم کا شکار ہوتے ہیں دینیات کا فہم و ادراک نہیں رکھتے۔ قرآن و حدیث سے واقف نہیں ہوتے۔ سچ اور جھوٹ میں فرق نہیں کرتے۔ سچ کو جھوٹ، جھوٹ کو سچ سمجھ کے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔

دوم:- حدیث کے مقابلہ میں ضعیف اور متواتر کے مقابلہ میں نوادر پیش کرکے سچ اور جھوٹ کو ملا دیتے ہیں اور لوگ دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ کیونکہ صحیح دلائل نہ پیش کر سکیں گے "عدم التمیز بین الشئ وشبیہہ سے دھوکہ دیتے ہیں یعنی شبہات پیدا

کرنے سے کام لیتے ہیں۔ لفظی اور معنوی غلطیوں سے فریب دیتے ہیں کا ہے لفظ مشترک المعنی سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ کا ہے حقیقت کو مجاز اور مجاز کو حقیقت بنانے میں تصریح کی بجائے استعارہ کنایہ سے کام لیتے ہیں۔ بعض اوقات ترکیب عبارت کا خیال نہیں رکھتے کہ غلام احمد کون ہے اور احمد کون۔ غلام کو حذف کر کے احمد کے مدعی ہو جاتے ہیں۔ اور تر معنویہ میں قید او حیثیت کا خیال نہیں کرتے۔ دعویٰ کو دلیل بنانے سے دریغ نہیں کرتے۔ اکثر دلائل مصادرہ علی المطلوب پر مبنی ہوتے ہیں۔

تناقض اور تعارض

ہیں ہشت وحدت در تناقض شرط داں کو نظر انداز کر کے سائل کو فریب دیتے ہیں وحداتِ ثمانیہ وحدۃ الموضوع، وحدۃ المحمول وحدۃ المکان وحدۃ الزمان، وحدۃ القوۃ والفعل وحدۃ الشرط الجزء والکل وحدۃ الاضافیۃ۔

در تناقض ہشت وحدت شرط داں
وحدت موضوع و محمول و مکان
وحدتِ شرط و اضافت جزو کل
قوت و فعل است در آخر زمان

یہ تفصیل ہم نے اس لئے لکھی ہے تاکہ ناظرین مناظرہ ہذا کو مرزائیوں کے دلائل کی حقیقت معلوم ہو جائے کہ وہ دلائل نہیں ہوتے بلکہ شبہات ہوتے ہیں اور مغالطے ہوتے ہیں۔

دلائل ختم نبوت

مبلغ اعظم نے مرزائی مبلغ کے خارج از موضوع بات ہو کر ختم نبوت کے شبہات شروع کرنے پر مندرجہ ذیل دلائل قرآن اور حدیث سے پیش کئے اور شبہات کے

جوابات دیئے جن کا ذکر بعد میں آئے گا۔

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین پ ۲۲ احزاب

نہیں ہے محمد باپ کسی کا مردوں تمہارے میں سے لیکن پیغمبر خدا کا ہے اور ختم کرنے والا ہے تمام نبیوں کا۔ (ترجمہ شاہ رفیع الدین ص۴۸۲ پ ۲۲- احزاب)

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔ (ترجمہ اشرفیہ ص۴۸۳ مطبوعہ تاج کمپنی)

ترجمہ آیت ہذا از مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آنجہانی بمعہ الفاظ ختم نبوت کا ہے

لفظ ختم اور قرآن مجید

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضور قرآن کریم میں لفظ ختم بند کرنے کے معنوں میں آیا ہے جیسے ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم۔ پ۱ سورۃ رکوع ۱

یہاں ختم اللہ ہدایت بند کرنے کے معنی میں ہے۔ اسی لئے اللہ نے اس کا ترجمہ "ھم لا یؤمنون" فرمایا کہ یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔

خود خدا نے فرمایا اور قرآن مجید میں آیا۔ اب اگر وہ ایمان لے آئیں تو کذب لازم آئیگا اور وہ نقص ہے "وھو محال علی اللہ" جب ختم کے بعد وہ ایمان نہیں لا سکتے۔ تو خاتم النبیین کے بعد نبی کیسے آسکتے ہیں۔ اسی لئے حدیث میں حضور نے فرمایا "لا نبی بعدی" میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

دوسری دلیل آپ نے معنی ختم پر "الیوم نختم علی افواھھم" کہ ہم ان کے منہ پر قیامت کے دن مہر کر دیں گے وہ منہ سے بول نہ سکیں گے۔ اس پر مرزائی مبلغ نے کہا کہ ان ایک ذریعہ کلام ختم ہو گیا دوسرا شروع ہو گیا۔ "وتکلمنا ایدیھم" کہ ان کے ہاتھ پاؤں ہم سے کلام کریں گے۔ کلام جاری ذریعہ ختم ہو گیا۔ دوسرا شروع ہو گیا۔

مبلغ اعظم نے فوراً جواب دیا کہ ہاں حضور دنیا سے کلام خدا کے نبی کا جو ذریعہ ختم ہوا وہ ختم نبوت ہے کیونکہ خاتم النبیین ہے۔ لہٰذا یہ ذریعہ کلام اب دنیا میں نہ ہوگا۔

(۸۹)

تنظیمی

مُلّاؤں کا غلط وطیرہ

شرائط وضوابط

مناظرہ ۲ دو چک ذخیرہ

حضرت مبلّغ اعظم قبلہ کا بیان

حضرات!

عزیزی عبدالستار صاحب کوئی خاص مناظر نہیں ہے۔ باگڑ سرگانہ کی روئیداد ہمہ تن جھوٹی ہے اور اس بزرگ کی گھر بیٹھ کر لکھی ہوئی ہے اور جن کتابوں کے اس میں حوالے دیئے گئے ہیں وہ تو ان کے پاس اس وقت موجود ہی نہیں تھیں اور چند سال ہوا اس نے میرے مناظروں سے ڈر ڈر کر بھاگتے ہوئے گذارے اور باگڑ سرگانہ میں شکست کھا گیا اور گھر بیٹھ کر جھوٹی روئیداد لکھ دی۔ جس پر کسی حق کی تصدیق نہیں نہ شیعہ کی حتی کہ ان علماء کی بھی تصدیق نہیں جو اس کے ساتھ شریک مناظرہ تھے۔ اب اسی نے بیماری کا بہانے سے جان بچا رہا ہے کہ میرے پرانے راز بھی نہ کھل جائیں۔ لہذا میں انہیں کو اجازت دیتا ہوں کہ جہاں چاہے شیعہ کے ایمان بالقرآن پر بحث کرے۔ بشرائط مساوی ہوں گے۔ سارا ہی تحقیقی جواب کا حق دونوں کو حاصل ہوگا۔ دوسرا اس نے جو کتاب مختصر شافی کی روایت پیش کر کے حضرت امام حسین علیہ السلام کی بیعت کا شور مچا رکھا ہے۔ اگر وہ روایت صحیح ہو اور شیعہ کتب کی طرح اور سنی کتب میں موجود نہ ہو اور اس کا وہی مطلب ہو جو یہ کہتا پھرتا ہے تو ہم اہلسنت کو لکھ کر دے دیں گے کہ ہم ہار گئے۔ اور آئندہ کبھی میدان مناظرہ میں نہ آئیں گے۔ ورنہ ان کو سمجھا دو کہ جہاں جیسے بیٹھے کیوں خالی اور شور سے میدانوں میں نعرے لگاتا پھرتا ہے۔ جب میدان میں سوائے فرار کے کچھ نہیں جانتا اور میدانوں سے بھاگ بھاگ کر سنیوں کو شیعہ بنا رہا ہے۔ چودہ آدمی اس کا فرار دیکھ کر بستی سیالکوٹ ضلع جھنگ میں شیعہ ہو گئے تھے اور ایک مولوی فتح محمد المعروف غلام مرتضےٰ باگڑ سرگانہ میں شیعہ ہو گیا تھا اور اب بھی اس کا فرار دیکھ کر مولوی کرم دین اور ان کے کئی ساتھی شیعہ ہو گئے ہیں۔ کیا یہ اہلسنت کی توہین نہیں جو یہ بزرگ کروا رہا ہے۔

(مولانا) محمد اسماعیل

پیش کرنا علماء کا کام ہے۔ اور پھر اس معاہدہ میں کئی ایک بنیادی اور فنی غلطیاں بھی ہیں۔ مثلاً اس میں موضوع لکھا ہے "ایمان بالقرآن" جس میں مدعی اہل سنت کو بنایا گیا ہے اور سائل شیعہ کو۔ حالانکہ ایمان بالقرآن کا لفظ مثبت ہے نہ کہ منفی۔ اس میں سنی علماء کی جتنی بھی گفتگو ہوگی وہ من حیث النفی ہوگی اور شیعہ کی من حیث الاثبات۔ اور مدعی ہمیشہ وہ ہوتا ہے جو اثبات کی جہت سے کلام کرے ملاحظہ موضوع کا سے موازنہ کیا جائے۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے کتاب رشیدیہ سے عبارت پڑھی کہ المدعی من نصب نفسہ لاثبات الحکم من حیث الاثبات الخ یعنی مدعی وہ ہوتا ہے جو اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے کھڑا ہو۔ اس حیثیت میں کہ وہ اثبات کر رہا ہے۔ لیکن اس معاہدہ میں الٹ ہے اثبات ایمان بالقرآن کا تو ہم نے کرنا ہے اور نفی مولوی عبدالستار نے۔ اور نفی کرنیوالے کو سائل کہتے ہیں۔

چنانچہ رشیدیہ کے صفحہ ۱۶ سے یہ عبارت پڑھی کہ والسائل من نصب نفسہ لنفیہ۔ یعنی سائل وہ ہے جو اس کی نفی کے لئے کھڑا ہو۔ اسلئے ضابطہ کی رُو سے ہم مدعی ہیں اور مولوی عبدالستار سائل۔ لیکن عبدالستار، خالد محمود اور احمد شاہ جیسے علم کے ٹھیکیدار اس دیدہ و دانستہ غلطی کو بھی تسلیم کرنے سے گریز کر کے اہل حق کی نظروں میں ذلیل وخوار ہو گئے۔

اس کے جواب میں مولوی خالد محمود نے احمد شاہ چکیروی کی مدد سے ان الفاظ میں اظہار بے علمی کیا کہ نفی کرنے والا بھی مدعی ہو سکتا ہے اور رشیدیہ سے یہ عبارت پڑھی: ان المدعی من قصدی نفسہ لاثبات مطابقۃ النسبۃ الخبریۃ للواقع الخ۔

مبلغ اعظم نے اس کے جواب میں فرمایا، حضرات! ذرا اپنے مناظر کی علمیت ملاحظہ فرمایئے کہ رشیدیہ کی معمولی عبارت کو سمجھنے کی بھی اہلیت نہیں رکھتے۔ حالانکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مدعی کی وہ تعریف ہے جو ملا عصام نے اپنے رسالہ عضدیہ کی شرح میں کی ہے، اور یہ ناقص ہے۔ کیونکہ صاف لکھا ہے کہ جیسے نظر ہو یہ تعریف محل نظر ہے۔ لیکن یہ سنی علماء صحیح کو چھوڑ کر عمداً غلط پیش کر رہے ہیں۔ اور دوسرا نسبت خبریہ میں دو احتمال ہوتے ہیں۔ نفی اور اثبات۔ اور رشیدیہ کا اصل متن کہتا

ہے کہ مدعی وہ ہے جو من حیث الاثبات کلام کرے۔

اس کے بعد مولوی خالد محمود صاحب فن مناظرہ کے ضابطہ کے تحت کوئی علمی جواب تو نہ دے سکے البتہ ایک نئی اٹکل آنکالی کہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" بھی تو ایک دعویٰ ہے جس کے مسلمان مدعی ہیں۔ حالانکہ اس سے بھی نفی الٰہ مقصود نہیں ہے۔

مبلغ اعظم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ دعویٰ نہیں بلکہ مشرکوں کے دعاوی کی رد ہے۔ الغرض مدعی کی تعریف میں بھی علماء اہل سنت کوئی علمی جواب تو نہ دے سکے الٹا شور مچانا شروع کر دیا کہ نہیں نہیں ہم تو اسی پر مناظرہ کریں گے جو کاغذ پر لکھا جا چکا ہے ورنہ ہم جاتے ہیں۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! اس طرح فرار کے بہانے تو نہ بنایئے کیونکہ میرا سابقہ تجربہ شاہد ہے کہ آپ لوگ صحیح طور پر اصول و شرائط طے کرنے کے بعد شیعہ سے مناظرہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مذہب شیعہ قرآن اور اہل بیت کا مذہب ہے اس پر اعتراض کرنا کارے دارد۔

اس کے بعد کافی اصرار کیا گیا مگر علماء اہل سنت صحیح شرائط طے کرنے پر تیار نہ ہوئے کیونکہ ان کو اپنی کمزوریاں نظر آ رہی تھیں۔ جب سنی علماء راہ فرار اختیار کرنیوالے ہی تھے کہ مبلغ اعظم مدظلہ نے انتہائی فراخدلی کا ثبوت دیتے ہوئے ببانگ دہل اعلان کیا کہ اگرچہ نہ تو کوئی شرائط نامہ ہے اور نہ ہی ہماری طرف سے طے کرنے والا کوئی عالم تھا۔ لیکن ان بزدلوں کے فرار کو رد کرنے کے لئے میں اس فریب نامہ کے مطابق مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن ہماری ایک بات مان لی جائے کہ فریقین کو تحقیقی جوابات دینے کے ساتھ ساتھ الزامی جوابات دینے کا بھی حق حاصل ہوگا۔ جسے فریقین نے قبول کر لیا اور ان کے بعد کی بابت کو حتمی قرار دیتے ہوئے ساتھ ہی مناظرہ شروع کیا۔

۱۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (قرآن مجید پارہ ۱۴) یعنی بے شک ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے وہی اس کا حفاظت کنندہ ہے۔

(۲) اصول کافی میں ہے کہ جبرئیل جو قرآن لایا تھا اس کی سترہ ہزار آیتیں تھیں۔

۳۔ دیباچہ ترجمہ مقبول میں ہے کہ ہم تک جو قرآن پہنچا ہے پورا پورا قرآن نہیں ہے اور سورۃ احزاب سورۃ بقرہ سے زیادہ تھی۔ لہٰذا مولوی محمد اسمٰعیل جواب دینا چاہیں تو شیخ

خَضْ مَسْتُوْرٌ بَیْنَ الدَّفَّتَیْنِ الخ۔ یعنی ہم نے بندوں کو حکم نہیں بنایا بلکہ قرآن کو حکم بنایا ہے اور یہ قرآن وہی ہے جو بین الدفتین مستور ہے۔ اس میں قرآن مجید کی تصدیق بھی ہے اور موجودہ قرآن کی تعریف بھی ہے اور تحدید بھی۔ اور حضرت علی علیہ السلام کا یہ کلام حکمین کے بارے میں ہے اور حکمین کا معاملہ علیؑ اور معاویہ کے درمیان تھا اور اس میں لفظ ہذا اسم اشارہ بھی موجود ہے جو محسوس مبصر کے لئے موضوع کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس سے وہی قرآن مراد ہو سکتا ہے جو حکمین کے درمیان موجود اور مسلّم ہو۔ پس ثابت ہوا کہ یہ فرمان قرآن موجودہ کے متعلق ہے جو بین الدفتین ہے۔

ثانیاً:۔ اس کے بعد احتجاج طبرسی صفحہ ۲۳۴ سے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کا فرمان پیش کیا۔ قَالَ اَبُوْ الْحَسَنِ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَسْکَرِیُّ اِجْتَمَعَتِ الْاُمَّةُ قَاطِبَةً لَا اخْتِلَافَ بَیْنَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ اَنَّ الْقُرْاٰنَ حَقٌّ لَا رَیْبَ فِیْهِ عِنْدَ جَمِیْعِ فِرَقِهَا فَهُمْ فِیْ حَالَةِ الْاِجْتِمَاعِ عَلَیْهِ مُصِیْبُوْنَ وَعَلٰی تَصْدِیْقِ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مُهْتَدُوْنَ۔ یعنی حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام اُمت اس بات پر مجتمع ہو گئی ہے اور اُن میں کوئی اختلاف نہیں کہ تحقیق یہ قرآن مجید حق ہے۔ اور اُمت کے تمام فرقوں کے نزدیک اس میں کوئی شک نہیں اور اس بات پر اجماع کرنے میں بیشک مصیب اور درست ہیں اور مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ کی تصدیق کرنے میں ہدایت یافتہ ہیں۔

اس پر مبلغ اعظم صاحب نے فرمایا کہ لیجئے مولوی صاحبان! میں نے اس موجودہ قرآن مجید کی جو تمام اُمت کے پاس ہے۔ اپنے آئمہ معصومینؑ سے تصدیق بھی پیش کر دی ہے کہ یہی قرآن واجب العمل و لازم الاعتقاد ہے جو تمام اُمت کیلئے ہے کیونکہ اس روایت میں عند جمیع فرقها کا لفظ موجود ہے جو موجودہ قرآن پر دال ہے۔

تکذیب روایات تونسوی از آئمہ معصومینؑ

اس کے بعد مبلغ اعظم صاحب نے فرمایا کہ جو روایات مولوی عبدالستار صاحب

نے پیش کی ہیں اُن کا جواب ہمارے آئمہ معصومینؑ نے یوں ارشاد فرمایا ہے۔

جواب روایات از آئمہ معصومینؑ

اوّلاً:۔ اصول کافی صفحہ ۴۳ سے حضرت امام رضا علیہ السلام کا یہ قول پڑھا۔ فَقَالَ اَبُوْ الْحَسَنِ اِذَا کَانَتِ الرِّوَایَاتُ مُخَالِفَةً لِلْقُرْاٰنِ کَذَّبْتُهَا۔ یعنی حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جب روایات قرآن مجید کے مخالف ہوں تو میں اُن کی تکذیب کرتا ہوں اور اُن کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔

ثانیاً:۔ اصول کافی صفحہ ۔۔ سے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا یہ فرمان پڑھا۔ اَطْلَقَهُ العالم علیه السلام اعرضها علی کتاب الله فما وافقه فخذوه وما خالف کتاب الله فردوه۔ یعنی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب روایات میں اختلاف ہو تو ان کو اللہ کی کتاب پر پیش کرو۔ پس جو کتاب اللہ کے موافق ہو وہ لے لو اور جو مخالف کتاب اللہ ہو اسے رد کر دو۔

ثالثاً:۔ اصول کافی صفحہ ۳۹ سے حضرت امام جعفر الصادقؑ سے یہ روایت پڑھی۔ عن ابی عبد الله علیه السلام قال قال رسول الله ان علی کل حق حقیقة وعلی کل صواب نورا فما وافق کتاب الله فخذوه وما خالف کتاب الله فدعوه۔ یعنی حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تحقیق ہر حق پر ایک حقیقت ہوتی ہے اور ہر درستی پر ایک نور ہوتا ہے۔ پس جو کتاب اللہ کے موافق ہو وہ لے لو اور جو مخالف کتاب اللہ ہو اسے چھوڑ دو۔

رابعاً:۔ مبلغ اعظم نے کتاب احتجاج طبرسی صفحہ ۲۳۴ سے حضرت امام علی النقی علیہ السلام کا یہ ارشاد پڑھا۔ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاِذَا شَهِدَ الْکِتَابُ بِتَصْدِیْقِ خَبَرٍ وَتَحْقِیْقِهٖ فَاَنْکَرَتْ طَائِفَةٌ مِّنَ الْاُمَّةِ عَارَضَتْهُ بِحَدِیْثٍ مِّنْ هٰذِهِ الْاَحَادِیْثِ الْمُزَوَّرَةِ فَصَارَتْ بِاِنْکَارِهَا وَدَفْعِهَا الْکِتَابَ کُفَّارًا ضُلَّالًا وَاَصَحُّ خَبَرٍ مَا عُرِفَ تَحْقِیْقُهٗ مِنَ الْکِتَابِ۔

شبہ پھر بھی موجود ہے

لیجیے حضرات! ایمان بالقرآن کے دعویداروں کو بسم اللہ میں ہی شبہات شروع ہو گئے۔ اب اختتام قرآن کے متعلق بھی سن لیجیے۔ کہ قرآن کی آخری سورتیں معوذتین یعنی سورۃ فلق اور سورۃ والناس ہیں ہے اور دونوں کے متعلق سنی مذہب کے فتاویٰ قاضی خاں ص۹۹۶ پر یہ فتاویٰ موجود ہے۔

۲۔ من زعم ان المعوذتین لیستا من القرآن ذکر فی النوازل انه یکون کافرا۔

کہ جس شخص نے یہ زعم کیا۔ کہ قرآن مجید کی آخری دو سورتیں سورۃ فلق اور سورۃ والناس قرآن نہیں ہیں۔ امام محمد شاگرد رشید امام ابوحنیفہ نے کتاب نوازل میں ذکر کیا ہے کہ وہ کافر ہو گا۔

پس سنی کتب سے یہ دونوں روائتیں پیش کرنے کی دیر تھی کہ خالد محمود اور عبدالستار نے قبر سنیت کو تزلزل سے بچانے کے لئے شور مچانا شروع کر دیا۔ اور سمجھ گئے کہ اگر کچھ دیر مناظرہ اور جاری رہا تو لوگوں پر سنیوں کے ایمان بالقرآن کی حقیقت پورے طور پر کھل جائے گی۔ بخاری مسلم سے قرآن جلانے کے قصے، سنن ابن ماجہ سے بکریوں کو چرانے کے واقعات الخزی سے قرآن مجید کو نیزوں پر بلند کرنے کی داستانیں مروج المذہب سے قرآن کو نیزوں کا نشانہ بنانے کی کہانیاں اور فتاویٰ قاضی خاں سے قرآن مجید کو خون اور پیشاب سے لکھنے کے جواز کے فتوے سامنے آجائیں گے۔ اور مناظرہ بانجر سرگانہ کی خود نوشت داستان بے تصدیق اور خانہ ساز رشیدیہ کے مجموعہ کا بھانڈہ بھی پھوٹ جائے گا اچالاکی سے کام لیتے ہوئے ضد لگا کر بیٹھ گئے کہ اگر الزامی جواب دو گے تو ہم مناظرہ نہیں کریں گے۔

مُلّاں خالد محمود کی تقریریں اور انکے جوابات

ملاں خالد محمود نے اس پر بہت شور مچایا۔ کہ یہ دوسرا موضوع ہے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ دوسرا موضوع تو اس صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ جب مسئلہ بھی دوسرا اور الگ ہو۔ اگر مسئلہ ایک ہی ہے۔ یعنی ایمان بالقرآن۔ تو اختلاف موضوع کیسا آپ کو شیعوں پر اعتراض کرنے کا تب حق ہے جب کہ اپنی پوزیشن صاف کریں۔

اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون ۝

یعنی ملاں خالد کے لئے یہ مصیبت بن گئی۔ کہ اگر حقائق کو تسلیم کرتے تو مذہب ختم ہوتا ہے۔ بس ضد اور ہٹ دھرمی کی پناہ میں ہی خیریت سمجھی۔ حالانکہ جہان و دنیا بھر کے مناظرین مذاہب ہمیشہ سے تحقیقی الزام دیتے آئے ہیں۔ الزام سنتے بھی آئے ہیں۔

ہم آج بھی چیلنج کرتے ہیں

کہ اگر تمام دنیا کے مناظرین میں سے کوئی بھی منصف مزاج مناظر یہ کہہ دے کہ شیعہ مناظر کا مطالبہ خلاف اصول مناظرہ تھا۔ تو ہم ان کو منہ مانگا انعام دینے کے لئے تیار ہیں لیکن سنی ملاؤں کی ہٹ دھرمی۔ اصول مناظرہ کی خلاف ورزی اور ملاں حضور بخش کی چالاکی۔ تلہ گنگ سلاطان صاحب کی سادگی کا ناجائز فائدہ اٹھانے کی ناجائز کوشش ثابت ہو جائے۔ تو خالد محمود اور عبدالستار تونسوی کو دوبارہ مناظرہ منظور کر کے اپنی پوزیشن صاف کر لینی چاہیئے۔ یا ہمیشہ کے لئے اپنی جہالت کا اعتراف کر کے صف مناظرین سے پیچھے ہٹ جانا چاہیئے۔ کیونکہ عند المحققین مسلّمہ اصول مناظرہ سے ان کا فرار اور حق کی شکست مہر تصدیق ثبت ہو چکی ہے۔

اس کے بعد ملاں خالد محمود نے الزام کی تعریف میں بہت بری طرح ضد کی کہ تحقیق اور الزام کی تعریف بسیار تلاش کے باوجود بھی پیش نہ کر سکا۔

مبلغ اعظم نے رشیدیہ ص۱۲ سے الزام خصم دکھایا اور قسم ثانی الزام الخصم آئینہ پڑھ کر پوچھا کہ حضور یہاں لفظ الزام سے کیا مراد ہے؟ کیا الزام بمعنی اعتراض نے سمجھنے کے نہیں اگر ایسا ہی ہے تو فلاں ضابطہ مناظرہ سے پہلو تہی کر کے ہٹ دھرمی کے چور دروازے سے فرار کیسا! اور اگر فرار ہی مقصود ہے تو کھلے بندوں بھاگ جاؤ۔

ملاں خالد محمود کی دھاندلی کے جواب میں شیعہ کے صدر مناظرہ مولانا محمد حسین صاحب پرنسپل دارالعلوم محمدیہ سرگودھا نے سنی صدر مناظرہ خالد محمود کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ کے نزدیک بے ضابطگی کا نام مناظرہ ہے۔ تو مجادلہ اور مکابرہ کی تعریف کیا ہے؟ اگر مولانا صاحب آپ عالم دین ہیں۔ آپ کو علم اصول اور ضابطہ اخلاق کی سختی سے پابندی کرنی چاہیئے مگر یہاں تو میں نے عجیب ہی منظر دیکھا۔

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اس کے بعد موصوف نے قرآن و حدیث سے اخلاقیات کے موضوع پر انتہائی مختصر اور جامع اصلاحی تقریر کی جس کا عامۃ الناس پر بہت اثر ہوا۔ اور سب مان گئے کہ سُنی صدر مناظرہ سے شیعہ صدر مناظرہ علم و اخلاق، شرافت اور تہذیب میں بلند پایہ۔ اور سنی صدر سوائے دھاندلی کے کچھ نہیں جانتا۔ حتیٰ کہ ملاں خالد محمود کو بھی مولانا کے علم و فضل اور شرافت کا اعتراف کرنا پڑا۔

اس کے بعد ملاں خالد محمود نے پھر وہی پرانا راگ الاپنا شروع کر دیا اور کہا کہ حضرات یہ الزامی جواب نہیں ہو سکتا۔ یہ دوسرا موضوع ہے۔ جب اس پر گفتگو ہوگی۔ تو ہم کتابوں کے طبقات اور مراتب کی تفتیش کریں گے۔ اور پھر اس پر گفتگو کرنے کا حق دیں گے۔ تو مبلغ اعظم نے فرمایا کہ شیعہ پر الزام اور اعتراض دیتے وقت کیا آپ نے کتابوں کی تفتیش اور مراتب و طبقات کی تحدید کرلی تھی۔ اور آپ کے فریب نامہ میں کوئی شرط کتب کے مراتب طے کرنے کی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ یہ شور کیوں مچا رہے ہیں۔ تاکہ یہ نہ پتہ چل جائے۔ کہ تمہاری اوّل درجہ کی کتابوں میں قرآن جلانے کے قصے صحیح بخاری ص۔۔۔ موجود ہیں اور طبقہ اوّل کی کتاب ابن ماجہ ص۔۔۔ میں بکری کے قرآن کھا جانے کے قصے موجود ہیں اور مبلغ اعظم نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ تمہاری کتاب اتقان ص۔۔۔ میں حضرت عمر کی زبانی قرآن مجید منزل کا دس لاکھ حرف لکھا ہے۔ اسی لئے اپنی کتابوں کی شکل دیکھ کر چلاتے ہو اگر تمہاری کتابیں ان الزامات سے پاک ہیں۔ تو صرف دس منٹ تو پورے کرو۔ بس پھر کیا تھا خالد محمود تاب نہ لاکر راہ فرار اختیار کر گیا۔

اور سب لوگ حیران تھے کہ جب شیعہ مولوی اپنی کتابوں کی صفائی دیتا ہے تو یہ کیوں اعتراض اور الزام نہیں سنتے کہ برابر کی چوٹ ہو جاتے۔

کہیں ملاں خالد محمود کا اونٹ کس کل سیدھا بیٹھتا ہے یا الٹا۔ چنانچہ جب لوگوں نے دیکھا کہ سُنی مناظر مختلف حیلوں بہانوں سے فرار کرنا چاہتے ہیں تو اہل دانش ان کی بے ضابطگی کو بھانپ گئے۔ سُنی عوام بے چارہ اگرچہ اپنے مذہب کی رسوائی کی وجہ سے کلمہ حق کہہ تو نہیں سکتے تھے لیکن بد دل ضرور ہو گئے سنی ملاؤں کا چور دروازہ سے فرار دیکھ کر ایک سُنی مولوی مسمی کرم الدین ولد میاں گلاب دل سکنہ حسو کے ڈاکخانہ برالہ تحصیل سمندری ضلع لائلپور جو محض تحقیق حق کے لئے ہزار مشقت جگ نمبر ۲ ذخیرہ پہنچا تھا۔ نے عین میدان مناظرہ میں ہی شیعہ

تنبورتے کا اعلان کر دیا۔ اس کا اعلان ہوتے ہی شیعوں میں بوجہ شکست ناصحہ و نثر مساری صف مناظرہ پہنچنے والا کوئی نہ رہا۔ شیعوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ایمان نے اپنے اپنے فرقے ۔۔۔ مولوی کرم دین صاحب کی زیارت کی۔ معانقے کئے گلے مل مل کر مبارکبادیاں دیں۔ اور استقامت حالی کے لئے دعائیں کی گئیں۔ حتیٰ کہ مولوی صاحب کا مبلغ اعظم مدظلہ اور مولانا سید غلام حسین بخاری راقم الحروف (تاج الدین حیدری عفی عنہ) کے ساتھ گروپ فوٹو بھی لیا گیا اور یہ سب منظر مولوی خالد محمود، عبدالستار تونسوی اور احمد شاہ چوکیروی وغیرہم نے خود آنکھوں سے دیکھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون ۔ (پ۲۴)

مناظرہ گھنگ شریف ضلع لاہور میں مذہب شیعہ کی فتح مبین

اور مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب کے ہاتھوں بریلوی ملاؤں غلام اللہ سانگلوی، عبدالرشید جھنگوی، عبدالتواب اچھروی کی شکست اور توہین

حضرات! ایک مدت سے شیعہ سُنی اختلاف کی تحقیق میں تھا۔ گھنگ شریف متصل کاہنہ نو ضلع لاہور میں ۱۵ اپریل ۱۹۵۸ء کو مناظرہ سننے کا اتفاق ہوا۔ شیعہ علماء کا علم و استدلال صحیح بیان اصول مناظرہ کی پابندی اور سُنی بریلوی مولویوں کی دھاندلی اپنے اصول اور خلافت اصحاب ثلاثہ کے ثبوت میں کمزوریاں، غلطیاں اور بے انصافیاں دیکھ کر شیعہ ہو گیا ہوں۔ میرے حق میں دعا کرو اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ میرے ساتھ اس علاقہ کے اور بھی بہت سے لوگ شیعہ ہو گئے ہیں جن کی فہرست عنقریب شائع ہوگی اور کچھ پہلے بھی شیعہ ہو گئے

اشتہار میں شائع ہو چکی ہے۔ یہ سب ان کی مذہبی کمزوری اور شور و دھاندلی دیکھ کر شیعہ ہو گئے ہیں۔ دیکھو لوگ شیعہ ہو رہے ہیں اور یہ اپنی فتح کے اشتہار چھاپ رہے ہیں۔ شرم کہاں ہے، حیا کس مقام میں رہتی ہے۔ اگر بریلویت انہی تین چار مُلّاؤں کے سہارے زندہ ہے تو اللہ مالک ہے۔

گر ہمیں مکتب است و ایں مُلّاں
کارِ طفلاں تمام خواہد شد

حضرات ناظرین! حقیقت الامر یہ ہے کہ بریلوی مولوی یہ مناظرہ اصول و قواعد کی پابندی سے کر ہی نہیں سکے ہر طرح ہار گئے ہیں۔ اصول مناظرہ کی پابندی نہ کرنے میں اصحاب ثلاثہ کے خلافتِ راشدہ کا ثبوت نہ دینے میں اور خلافت بلا فصل کے حوالوں پر خاموشی کرنے میں ہار گئے ہیں۔

اوّل:۔ انہوں نے شیعہ بانی مناظرہ سے دھوکہ کیا۔ چنانچہ وہ غریب انتظام نہ کر سکا۔ مکروا و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ اللہ نے ان کو اس مکر کی یہ سزا دی کہ شیعوں کی طرف سے خود انتظام کرا دیا، حاکم آ گئے لاؤڈ سپیکر لگ گیا، شیعہ کے مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب موقعہ پر پہنچ گئے۔

دوئم:۔ انہوں نے دھاندلی اور شور سے لوگوں کو مناظرہ سننے نہ دیا فاستمعوا له وانصتوا کے خلاف چلتے رہے یعنی شور کر کے مناظرہ سے بچنا چاہتے تھے حالانکہ حکم قرآن یہ ہے کہ خاموشی سے قرآن سنو اور سناؤ کیونکہ شیرِ پاکستان سے اصولی مناظرہ کی ان کو طاقت کہاں؟ نتیجے میں آ گئے تھے چیختے چلاتے رہے۔

سوم:۔ اصحاب ثلاثہ کی خلافت راشدہ اور حکومت جابرہ میں فرق ہی نہ کر سکے چنانچہ ملوکیت جابرہ کے ایسے آیات پڑھنے لگے جن سے نمرود، شداد، فرعون یزید، مروان، ولید وغیرہ سب کی خلافتیں ثابت ہوتی ہیں دیکھو تفسیر جلالین ص ۱۲۵ اگر اسی ملوکیت کا نام خلافتِ راشدہ ہے تو شیعہ کو اس سے انکار نہیں۔

مبلغ اعظم نے جو خلافت اصحاب ثلاثہ کی نفی کے دلائل پڑھے کہ خدا اور رسولؐ نے ان کو خلیفہ راشد بنایا ہی نہیں۔ بقول عمر لم یستخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۶۲ صحیح مسلم ص ۱۲۰ ج ۲۔ ترمذی شریف ص ۳۴ اہل بیت اور حضرت علی علیہ السلام نے

اُن کو مانا ہی نہیں بلکہ مخالفت کی۔ چنانچہ دیکھو مخالفت عباس و علی باب رجم الحبلیٰ ص ۱۰۰۸ ج ۲ اور اس کا ترجمہ الفاروق ص ۱۰۱ ج ۱ سے صاف دکھلا دیا کہ حضرت علیؑ نے ابوبکر کی مخالفت کی اور ان کی پارٹی نے بھی مخالفت کی۔ اسی سنت پر شیعہ اب تک قائم ہیں جن کو حضرت علیؑ نے مانا ان کو مانتے ہیں جن کو نہیں مانا ان کو نہیں مانتے۔ فغضبت فاطمۃ بنت رسول فھجرت ابابکر فلم تزل مھاجرتہ حتی توفیت بخاری شریف ص ۴۳۵ ج ۱۔ مطبوعہ اصح المطابع کراچی بی بی فاطمہؑ ان پر غضبناک ہوئیں اور تا وفات غضبناک رہیں اور فوت ہو گئیں۔ جناب فرمائیں جن پر خاتون جنت ناراض ہوں ان پر شیعہ کیسے راضی ہو جائیں۔ اس کا جواب نہ دے سکے۔ ائمہ اثنا عشر حضرت علیؑ سے لیکر مہدی ہادیؑ تک کی امامت خلافت کے دلائل جو شیعہ مناظر نے پڑھے لا یزال ھذا الدین عزیزا منیعا الی اثنا عشر خلیفۃ۔ بخاری شریف ص ۱۰۷۲ ج ۲۔ صحیح مسلم ص ۱۱۹ ج ۲ ترمذی شریف ص ۳۹۹، اس کا جواب ان کو آیا ہی نہیں۔ ہم اس وقت شیعہ نہ ہوتے تو اور کیا کرتے کیونکہ شیعہ کے جنتی ہونے کی سند خود کتب اہل سنت میں موجود ہے "یا علی انت و شیعتک فی الجنۃ" تفسیر فتح القدیر ص ۴۶۲ ج ۵۔ تفسیر فتح البیان ص ۳۲۳ ج ۱۔ تفسیر ابن جریر ص ۱۴۶ ج ۳۔ تفسیر در منثور ص ۳۷۹ ج ۶

عبدالتواب اچھروی نے ازراہِ جہالت یہ آیات پڑھیں

جو شداد وغیرہ کی خلافت پر دال ہیں یہ ہے اصحاب ثلاثہ پر ان بریلوی مناظروں کا احسان معاذ اللہ۔ کاش کوئی اہلحدیث یا دیوبندی مناظر ہوتا تو یہ بے علمی کی باتیں نہ کرتا کیونکہ وہ پڑھے لکھے لوگ ہوتے ہیں۔ قرآن و حدیث سے واقف ہوتے ہیں اور یہ میلاد خوانیوں اور عرسوں میں مشغول رہتے ہیں علم نہیں رکھتے مناظرہ کیا کریں۔

پہلی آیت:۔ سورۂ اعراف پ ۸ آیت ۶۹ ترجمہ مقبول ص ۳۱۵ سے پیش کی وہ یہ ہے۔ واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد قوم نوح و زادکم فی الخلق بصطۃ۔

ترجمہ :- اور تم یاد کرو جبکہ خدا نے بعد قوم نوح کے تم کو خلیفہ بنایا ہے زمین کا اور اپنی مخلوق میں تم کو قوت اور قامت میں زیادہ کیا۔ یہ آیت شداد کی خلافت کے متعلق ہے دیکھو تفسیر جلالین ص۱۳۵، تفسیر بیضاوی ص۱۶۶، تفسیر ابی سعود علی حاشیہ کبیر ص۲۰۶ فان شداد بن عاد ممن ملك معمورۃ الارض کہ یہ آیت شداد کے متعلق ہے جو زمین کا خلیفہ بنا بیٹھا تھا۔ سبحان اللہ یہ ہے ثبوت خلافت راشدہ کا جو بریلوی مناظر نے گھمنگ شریف میں پیش کیا۔ آیت شداد کی خلافت اصحاب کی۔ سبحان اللہ ایسی خلافت کا تو شیعہ کو انکار نہیں وہ تو بقول خدا اور رسولؐ خلافت راشدۃ الٰہیہ کا ثبوت مانگتے تھے جو یہ پیش نہ کر سکے اور اب اشتہارات سے خفت مٹا رہے ہیں حالانکہ وہاں علم و اخلاق کا دیوالیہ نکال بیٹھے۔

دوسری آیت :- پ۸ سورۂ اعراف ترجمہ مقبول ص۳۱۶ آیت ۷۴

واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد عاد و بوّاکم فی الارض۔

ترجمہ :- اور اس کو یاد رکھو کہ قوم عاد کے بعد (خدا نے) تم کو مالک بنایا ہے اور تم کو اس زمین میں آباد کیا ہے یعنی عاد کے بعد شداد خلیفہ ہوا۔ تفسیر جلالین ص۱۳۵، تفسیر بیضاوی ص۱۶۶، تفسیر ابو سعود بر حاشیہ کبیر ص۲۰۶ ج۴ سبحان اللہ یہ آیت بھی شداد کی ہے اور ثبوت خلافت راشدہ کا دیا جا رہا ہے یہ ہے محمد عمر اور اس کے لڑکے کا علم جن کو حکومت شداد اور نمرود، فرعون اور خلافت راشدہ کا فرق بھی معلوم نہیں۔ نامعلوم بریلویوں کے پاس کوئی پڑھا لکھا مناظر کیوں نہیں ہوتا۔ یہ آیات پیش کر کے تمام پاکستان میں اہل سنت کو بدنام کر دیا گیا ہے۔ اہل حدیث، دیوبندی اور دیگر پڑھے لکھے علماء ان کے اسی مناظرہ کو صحابہ کرام کی توہین سمجھ رہے ہیں اور اصحاب ثلاثہ کی گرامی ہستیوں پر ایک حملہ تصور کرتے ہیں۔

تیسری آیت :- ثم جعلناکم خلٰئف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون پ۱۱ سورہ یونس آیت، ترجمہ مقبول ص۴۱۶

پھر ان کے بعد ہم نے تم کو اس زمین میں خلیفہ قرار دیا تھا تاکہ ہم دیکھیں

دیکھو۔ تفسیر جلالین ص۱۷۱، تفسیر خازن ص۱۷۱ ج۲، تفسیر معالم التنزیل ص۱۷۱ ج۲ علی حاشیہ خازن۔ ثم جعلناکم یا اھل مکۃ خلائف جمع خلیفہ۔ سبحان اللہ یہ آیت ان کفار کے متعلق ہے جنہوں نے رسالتمآبؐ کو پتھر مار کے ہجرت کرادی۔ دیکھو تفسیر کبیر ص۵۵۳ ج۴، بیضاوی ص۲۰۶ اور محمد عمر اچھروی اور اس کے بیٹے اس کو اصحاب ثلاثہ کی خلافت راشدہ پر فٹ کر رہے ہیں۔ کیا ان کو بھی ایسا خلیفہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ ہے تو ان کی ایسی خلافت سے شیعہ کو انکار نہیں وہ تو خلافت راشدہ کا ثبوت مانگتے ہیں۔ بقول خدا اور رسولؐ مثل حضرت آدم علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام یا الخلافۃ ثلاثون سنۃ کی تصدیق مانگتے ہیں ورنہ ملک غصوبی تو شیعہ کو انکار نہیں۔

چوتھی آیت :- جو پیش کی جس پر بہت زور دیا جا رہا ہے اور اشتہار میں بھی نقل کی ہے وہ یہ ہے :-

وھو الذی جعلکم خلٰئف الارض و رفع بعضکم فوق بعض درجات لیبلوکم فی ما اٰتاکم ان ربك سریع العقاب و انہ لغفور رحیم پ۸ سورۂ انعام آیت ۱۶۵ ص۲۹۷ ترجمہ مقبول۔

ترجمہ :- اور وہ (خدا) وہی تو ہے جس نے تم کو زمین کا متصرف بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجوں میں فوقیت دی تاکہ جو نعمت تم کو دی ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ بیشک تمہارا پروردگار عذاب دینے والا اور بیشک وہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ یہ آیت بھی کفار مکہ کے متعلق ہے۔ دیکھو تفسیر کبیر ص۱۷۱ ج۴ یا پھر یزید وغیرہ سب اس میں داخل ہیں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا حضورؐ اس آیت سے اصحاب ثلاثہ کی خلافت راشدہ کہاں تک ثابت ہوتی ہے اور اس آیت سے وہ نبی کریمؐ کے منصوص خلیفے کہاں بنتے ہیں۔ موعود من اللہ کہاں ثابت ہوتے ہیں آمنوا و عملوا الصٰلحٰت کی قید کہاں ہے۔ جمہور اہل سنت والجماعت کے نزدیک خلافت نصی کب ہوتی ہے یہ تو بریلوی مولویوں کی جدت سمجھئے یا بدعت۔ کیونکہ خلاف سنت کہتا اور کرنا ان کی بیخ و بنیاد میں داخل ہے۔ ان کو عدم استخلاف کے خلیفے کی

کیا خبر صحابہ کرام کے اختلاف کی کیا خبر۔ اہل بیتؑ کے مذہب اور دعویٰ کی کیا خبر۔ دانا دربار میں چڑھاوے آتے ہیں، کھاتے ہیں، موج اڑاتے ہیں۔ استدلال اور علم ان کی بلا سے

ایک ہزار روپے کا انعام

ان مناظرہ ہار کے دھاندلی مچانے والوں نے اپنے اشتہار میں یہ جھوٹ بھی لکھا ہے کہ مناظر اہل سنت نے یہ آیت پڑھی ھو الذی جعلکم خلائف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجٰت اور شیعہ کے مستند ترجمہ مقبول اور اس کے حاشیہ سے ثابت کیا کہ اس آیت کے مصداق خلفاء اربعہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علی المرتضیٰ لکھے ہیں۔

تو ہمارا چیلنج ہے

کہ وہاں مناظرہ میں تو یہ دکھلا نہیں سکے۔ اب بھی اگر اس آیت کے حاشیہ مقبول میں یہ لکھا ہوا دکھلا دیں کہ اس کے مصداق یہ خلفاء اربعہ ہیں تو ہم ان بریلوی مولویوں کو ایک ہزار روپے نقد انعام دیں گے اور دوبارہ شتی ہو جائیں گے ورنہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کس کی قسمت میں لکھا ہے خلافت راشدہ کے لئے اعمال صالح ایمان کامل کی شرط ہے۔ خلافت حضرت آدم علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی مثل ان کے استخلاف کے لئے نص ضروری ہے۔ جو خلافت پڑھ رہے ہیں یہ تو یہود و نصاریٰ کی قوموں کی خلافت ہے۔ جیسے مولانا مقبول احمد صاحب نے لکھا ہے خلائف الارض اس کے معنی ہیں وہ گروہ جو پہلے گروہ کا قائم مقام نیک ہو یا بد۔ مگر بریلوی مولوی اس کو نبی کریمؐ کی جانشینی اور خلافت ثابت کر رہے ہیں۔ ان کو ملوکیت اور خلافت راشدہ میں فرق معلوم ہی نہیں حالانکہ اس میں یزید، ولید سب ثابت کئے گئے۔ یہی تمام سنی تفسیروں میں لکھا ہے دیکھو تفسیر جلالین ص۱۲۹ خلائف الارض جمع خلیفۃ ای یخلف بعضھم بعضاً فیہا ورفع بعضکم فوق بعض درجٰت بالمال والجاہ وغیر ذالک کہ فوقیت درجات سے مراد مال وجاہ

کے مراتب ہیں نہ کہ علم و فضل کے درجات کی فوقیت اور یہی تفسیر مظہری ص۳۹۲ ج۲ تفسیر خازن ص۱۸۱ ج۲، معالم التنزیل ص۲۷۱ ج۲، موضح القرآن ص۱۳۵، تفسیر ابی سعود ص۲۴۲ ج۲، تفسیر کبیر ص۱۴۴ ج۴، تفسیر بیضاوی ص۱۹۰ مصری اور یہی تفسیر کشاف ص۴۸ میں لکھا ہے دیکھو شیعہ کی تفسیر مجمع البیان ص۳۹۲ ج۳ کہ بقول خواجہ حسن بصری اور سدی اور ایک جماعت اس خلافت سے مراد ہر زمانہ والوں کی خلافت لیتی ہے کہ ہر زمانہ اپنے پہلے زمانہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔ اس طرح اُمت محمدیہ بھی اگر اپنے سے پہلے زمانے کے لوگوں کی خلیفہ بنے، تو اس میں قیامت تک کی تمام اُمت داخل ہے۔ جس میں یزید پلید بنی مروان بنی عباس وغیرہ۔ تاریخ الخلفا سیوطی ص۱۲، صواعق محرقہ ص۱۸ کے سب خلیفے داخل ہیں۔

اسی حساب سے شمر و یزید پلید مروان بنی مروان حجاج ظالم سب خلیفہ بن گئے۔ یہ موعود خلافت کہاں ہے آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت کی مصداق اس میں مثل حضرت آدم علیہ السلام انی جاعل فی الارض خلیفۃ مثل خلافت حضرت داؤد علیہ السلام انا جعلناک خلیفۃ فی الارض اور مثل حضرت ہارون علیہ السلام اذ قال موسیٰ لاخیہ ھارون اخلفنی قول خدا یا قول رسولؐ کی نص کہاں ہے۔ اگر اصحاب ثلاثہ کو عام جابر بادشاہ ثابت کرنا ہے تو ہم

چشم ما روشن دل ما شاد

مگر پھر خلافت راشدہ نہ کہنا الخلافۃ ثلاثون سنۃ کی حدیث نہ پڑھنا ایسے خلیفے قابیل اور شداد سے کر فرعون، ہامان، مروان اور یزید لعین ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے جو عند الامتحان فیل ہو گئے اور جیسے پہلے بادشاہ اور خلیفے نبیاء کا انکار اور قتل کر کے فیل ہو گئے۔ اس طرح اُمت محمدیہ کے خلیفے اہل بیتؑ پر ظلم اور قتل و کشت کر کے برباد ہو گئے اور امتحان میں فیل ہو گئے۔

تفسیر قمی سے استدلال اور اس کا جواب

بریلوی مناظر نے تفسیر قمی ص۶۸۵ سورۃ تحریم کی تفسیر سے یہ عبارت پیش کی قال ان ابابکر یلی الخلافۃ من بعدی ثم ابوک کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق ابوبکر خلافت پر میرے بعد قبضہ کرے گا۔ پھر تیرا

باپ کیونکہ وہی بی بی سے قابل خود شیخین ہیں۔ نہ اللہ نہ ان کا رسولؐ بلکہ علم غیب کی خبر دے رہے ہیں۔

الجواب مبلّغ اعظم صاحب نے فوراً فرمایا

حضورؐ میاں خلافت یعنی مثل سابق بادشاہت جابرہ ہے اور راز کی بات ہے علم غیب کا مسئلہ ہے جس کا چھپانا واجب ہے، اظہار پر توبہ کرانے کا حکم ہے اس روایت میں زہر دینے کی پوری سازش کا ذکر ہے۔ خلافت راشدہ الٰہیہ کی نقش کہاں پوری سورۃ تحریم پڑھو۔

چنانچہ حضورؐ کے الفاظ موجود ہیں :- انا افضی الیك سرًا کہ یہ ایک پوشیدہ راز ہے جو میں تجھ کو پہنچاتا ہوں۔ تاکہ تیرا امتحان ہو کہ ظاہر کرتی ہو یا راز کو راز سمجھ کر چھپاتی ہو لیکن فخانتهما پرانی قمیّ میں ان اخبرت فعلیك لعنۃ اللہ والملائکۃ ہے۔ نئی قمی غلط چھپ گئی ہے ورنہ خود قرآن کریم میں موجود ہے ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما ؕ تحریم اگر تم توبہ کرو تو بہتر ورنہ تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو چکے ہیں۔ اگر توبہ نہ کرو اور رسول اللہ کے خلاف مظاہرے کروگی تو اس کا اللہ مولیٰ ہے اور جبرئیل اور صالح المومنین اور باقی فرشتے اس کے مددگار ہیں۔ پوری سورۃ تحریم میں اسکی نقد ہے فان اللہ مولاہ سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی تصدیق ہو جاتی ہے۔

مبلّغِ اعظم نے فرمایا ! جب اس راز کو ظاہر کرنے پر توبہ کرنی پڑتی ہے تو ماننے والوں کا کیا حال ہوگا۔ اس خلافت پر مناظرے کرنے والے اگر بغیر توبہ مر گئے تو کیا ٹھکانہ ہوگا۔ کیونکہ اس سورۃ سے تو یہ خلافت رسول اللہ کے برخلاف پوری سازش ثابت ہوتی ہے۔ بس پھر کیا تھا مولوی عنایت اللہ صاحب سانگلوی بولے خلاف موضوع جا رہے ہو۔ یہ علم غیب کی بات ہے۔

مبلّغِ اعظمؒ نے فرمایا ! خلاف موضوع کیا، پہلی آیت تم نے پڑھی دوسری میں نے پڑھ دی مخالفت موضوع کیسی۔ بس پھر کیا تھا جب سمجھے کہ سورۃ تحریم اس خلافت کے سب راز کھول کر رکھ دے گی تو سب شور ڈالنے لگے کہ خلاف موضوع ہے۔ بس اس پر اللہ مولیٰ اور علی مولیٰ کی ولایت بھی ثابت ہوگئی ۔۔ اور

خلافت جابرہ کا راز بھی کھل گیا اور توبہ کا حکم بھی ہو گیا اور حضرت علیؑ کی خلافت بلافصل کا ثبوت فتح الباری شرح صحیح بخاری ص۶۰ ج ۷ ، عمدۃ القاری شرح بخاری ص۶۳۰ ج ۷ اور فتح القدیر شرح ہدایہ کتاب الولاء سے دو طرح سے پیش کیا گیا :-

اوّل :- حدیث منزلت سے۔ یاعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی میں من اتصالیہ ہے جس کے معنی فتح الباری عمدۃ القاری اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ سے صاف۔ انت متصل بی بالخلافۃ دکھلا دیئے کہ اے علیؑ تو میرا بلافصل خلیفہ ہے درمیان میں کوئی فصل نہیں۔ تیری خلافت میری نبوت سے متصل اور بلافصل ہے۔

حدیث دوم :- ھو ولی کل مومن من بعدی ترمذی شریف ص۲۱۶ کہ علیؑ تو ہر مومن کا ولی ہے میرے بعد بلافصل۔ کیونکہ بعدیت حقیقی ہے نہ اضافی ہے نہ عرفی اور ولایت کا معنی فتح القدیرؒ کتاب الولاءؒ سے من غیر فصل صحیح دکھلا دیا گیا کہ ولی عہد کے معنی ہی بلافصل خلیفہ کے ہوتے ہیں۔ جب خلافت بلافصل علی علیہ السلام کے حوالے دیئے گئے تو نہ کتابیں دیکھ سکے نہ جواب دے سکے بلکہ آدھ گھنٹہ خاموشی نہ جواب نہ کتاب بلکہ اپنا وقت چھوڑ کر بیٹھ گئے۔

شیعیانِ حیدرِ کرّار بلافصل کے ثبوت سن کر نعرے لگاتے ہوئے فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے فاتحانہ شان سے جا رہے تھے۔ بریلوی اب پروپیگنڈہ سے اس شکست کی خفت کو مٹانا چاہتے ہیں۔ مگر کہاں جگہ جگہ لوگوں کے شیعہ ہو جانے کی خوشی میں شیعیانِ حیدرِ کرّار جلوس نکال رہے ہیں اور دیوبندی، اہل حدیث اور دیگر اسلامی فرقے ان چند بریلوی مولویوں کی جہالت کو رو رہے ہیں۔ کیونکہ خلافت راشدہ کا مسئلہ مشترکہ تھا جس کو بے علمی کی وجہ سے لیکر بیٹھ گئے۔ وہ ان کے خلاف ملامت کے ریزولیوشن پاس کر رہے ہیں کہ صحابہ کرام کی توہین ہو گئی۔ اگر صحیح ثبوت نہیں دے سکتے تھے تو مناظرہ نہ کرتے۔ اصل بات یہ ہے کہ عنایت اللہ مناظرہ جتیہ ضلع گجرات کا شکست خوردہ تھا اور مولوی عبدالرشید سوہاوہ متصل منڈی بہاؤالدین میں مولانا تاج دین حیدری سے مار کھا چکا تھا لہٰذا وہ کھڑے نہ ہو سکے اور یہ بے علم بچہ تھا مار کھا گیا اور مناظرہ نہ کر سکا

لوگ شیعہ ہو گئے۔

نئے شیعہ ہونے والوں کے نام یہ ہیں:-

۱- فقیر حسین کھوکھر گھنگ شریف - ۲- سیدا گھنگ شریف -
۳- چوہدری محمد نواز گھنگ شریف - ۴- چوہدری محمد نواز باجوہ شیخوپورہ -
۵- فرزند علی چک بوٹا - ۶- لیاقت علی چک بوٹا بقول پسر چوہدری قدر داد آف گھنگ شریف -

المشتہر

مولوی غلام حسین کلاچی نو

مناظرہ
باگر سرگانہ تحصیل کبیر والا
ضلع ملتان

اپنی عادت کے مطابق چیلنج بازی کا شوق تونسوی صاحب کو پرشور انگیز رہا - سنی سرگانہ برادری میں اپنی علمیت کا پرچار کرنے لگے وہ بیچارے ان کے چھندے میں آگئے - اور شیعہ سرگانہ برادری سے مناظرہ طے کرلیا۔ یہ مناظرہ تین روز رہا - اس میں ایسی شکست فاش کھائی کہ سوائے مذموم حرکات کے کچھ نہ بن سکا۔ سنی سرگانے آپ کو بلا کر سخت شرمسار ہوئے۔ تحریف القرآن کے موضوع میں تو انہوں نے صاف تسلیم کرلیا۔ کہ مولوی عبدالستار صاحب اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں - اور شیعہ کا ایمان بالقرآن صحیح اور درست ہے۔ اس بحث کی طوالت اور الزامی جواب کی پیش بندی کے باوجود بھی کامیاب نہ ہوسکا۔ اور

خلافت علی علیہ السلام میں مبلغ اعظم نے اتنی دلائل پیش کئے

- خلافت مطلقہ کا جزو ایمان اور رواصل اعتقاد ہونا دکھلایا -
- قرآن مجید سے امامت اور خلافت کو مختص باہل بیت ہونا دکھایا۔
- خلافت علی علیہ السلام من بعد رسول خدا بلا فصل منصوص خلیفہ ہونا دکھایا لفظ خلیفہ دکھایا من بعدی وال بر بلا فصل دکھلایا -
- دستار بندی دکھلائی خلیفہ بنانا دکھلایا - مگر حضرت کسی بھی دلیل کو توڑ نہ سکے اور وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا کی ترکیب نحوی نہ کر سکے۔ علی علیہ السلام کو علم مراد لینے پر کوئی اشکالہ معنوی اور لفظی نہ پیش کر سکے اور امام جعفر الصادق علیہ السلام نے جب اس آیت کی تفسیر پیش ہوئی تو تونسوی صاحب کھسیانے ہو کر رہ گئے اور آخر پر خلافت ثلاثہ میں وقت بھی

گھٹایا۔ مگر پھر بھی ثابت نہ کر سکے۔ مثلاً آیت استخلاف میں جواب نہ دے سکے کہ اگر اصحاب ثلاثہ اس آیت کے مصداق ہیں۔ تو ان کی خلافت نصی اور قرآنی ہوئی۔ اجماعی نہ ہوئی۔ اور نص قرآن کا منکر کافر ہے۔ پھر اہل السنت کے نزدیک منکر ثلاثہ اور مخالف خلافت ثلاثہ کافر کیوں نہیں؟ اور ان کی خلافت کا ماننا داخل ایمان اور اعتقاد کیوں نہیں؟ مبلغ اعظم کے طرز بیان سے حاضرین محو حیرت ہو رہے تھے۔ اور سُنی سٹیج پر ایک ہیبت کا سماں طاری تھا آپ نے فرمایا آیۃ استخلاف اصحاب ثلاثہ کی خلافت پر قطعی الدّلالت ہے یا ظنی الدلالت؟ اگر قطعی الدلالت ہے تو نص قطعی کا منکر کون ہے۔ اگر ظنی الدّلالت ہے تو آپ پیش کیا کر رہے ہیں؟ حق کے مقابلہ میں باطل کی کیا حقیقت اور ظن سے ثابت شدہ خلافت کیسی؟ اجماع اور شوریٰ کے مقابلہ میں یزید پر مہاجرین اور انصار کا اجماع کثرت دکھلایا گیا۔ اور مغیرہ بن شعبہ کا سنگ بنیاد خلافت یزید رکھنا اور خلیفہ زادہؓ

حضرت عبداللہ بن عُمر کا یزید کی بَیعت کرنا

دکھایا گیا تو بجائے تحقیقی جواب کے الزامی جواب دینے کی کوشش کی اور وقت چھوڑ کر میدان سے بھاگ گئے۔ جیسا کہ ان کے اشتہار کی آخری سطر اس پر شاہد ہے۔ مثلاً پہلے آپ نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا یزید کی بیعت کرنا پیش کرنا چاہا (نعوذ باللہ) انا عبدلك مکرہ روضہ کافی سے پیش کیا۔ اور خود ہی ترجمہ یہ کر دیا کہ میں جبراً اور کرہاً غلام بنایا گیا ہوں. مبلغ اعظم نے دریافت فرمایا کہ حضرت اس میں لفظ بیعت کہاں ہے اور مکرہ کا ترجمہ کیا ہے۔ پس پھر آپ نے اس کو چھوڑ کر دوسری طرف ہاتھ مارا اور پہاڑوں سے بھی بڑا دعویٰ کیا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے یزید کی بیعت کی (نعوذ باللہ) اس پر آپ نے سہ مرتبہ شکست خوردہ مولوی اللہ یار چکڑالوی کی ایماء سے تلخیص شافی سے ایک مجہول السند مبہم روایت پیش کی۔ جس کے

الفاظ یہ تھے۔

کیف یقال اِنَّہٗ علیہ السلام القی بیدہ الی التّھلکۃ فقد روی اِنَّہٗ علیہ السلام قال لعمر بن سعد اختار و منّی اما الرجوع الی المکان الّذی اَقبلتُ منہ او ان ضع یدی علی ید یزید فھو ابن عمّی لیرای فی رایہ واما ان یسیروا بی الی ثغر من ثغور المسلمین تلخیص شافی ص۴۷

ترجمہ:۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر یہ اعتراض ہرگز نہیں ہو سکتا کہ آپ نے دانستہ اپنے آپ کو بدست خود ہلاکت میں ڈالا کیونکہ یہ روایت کیا گیا ہے۔ کہ آپ نے عمر بن سعد سے فرمایا کہ مجھے تین باتوں میں ایک جو چاہو اختیار کر دیا مجھے واپس مدینے جانے دو یا مجھے یزید کے پاس لے چلو۔ میں آپ کو اس کے حوالے کر دوں گا۔ اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گا۔ وہ اپنی رائے کے مطابق جو چاہے گا خود فیصلہ کرے گا۔ یا مجھے مسلمانوں کی سرحدوں میں سے کسی سرحد کی طرف نکال دو مگر انہوں نے کچھ بھی منظور نہ کیا بلکہ حضرت کو بلا وجہ بے جرم و خطا قتل کر دیا۔

اس پر حضرت مبلغ اعظم صاحب نے مندرجہ ذیل سوالات کئے جن کا جواب مولوی عبدالستار صاحب نہ دے سکے۔

۱:۔ فرمائیے! یہ آپ کے اعتراض پر خود کشی حسین علیہ السلام کا الزامی جواب ہے کہ نہیں۔

۲:۔ اس میں لفظ بیعت کہاں ہے؟

۳:۔ وضع الید علی فلاں کا ترجمہ بیعت کس لغت کی کتاب میں ہے؟

۴:۔ اگر یہ بیعت تھی تو یہ بیعت لیرای فی رایہٖ کہ یزید اپنی رائے کے مطابق فیصلہ کرے گا بیعت کے بعد یزید کی رائے اور فیصلہ کی کیا ضرورت؟

۵:۔ اس روایت کا ماخذ کتب شیعہ ہیں یا کتب اہلسنت؟ اگر کتب شیعہ

اہلبیت کی وجہ سے صحیح منہا۔ اقوالِ صحابہ اعمالِ صحابہ خلافتِ یزید سے معارض ہوکر قابلِ وثوق نہ رہے۔ صحیح بخاری اور مسلم سے حضرت عبداللہ بن عمر اور دیگر صحابہ کرام کے اقوال بیعت یزید کی نسبت پیش ہوتے۔ تو تونسوی صاحب اور ان کے حواریین بہت سراسیمہ ہوتے۔ بخاری و مسلم کی روایات کا کوئی، جواب نہ بن پڑا تو نبراس ص‍‍۵۵ سے شرح عقائد کی ایک عبارت پیش کی اور کہا کہ ہم متفقہ طور پر یزید کو لعنت کے قابل سمجھتے ہیں۔ مگر اسی وقت اسی نبراس کے ص‍‍۵۵ سے صاف دکھلایا گیا کہ واذ یخفی ان الشارع مبنی کلام جواز لعن الفاسق وان لم یتحقق موتہ علی الکفر وھذا خلاف التحقیق کہ شارح عقائد نے اپنے کلام کی بنیاد فاسق پر لعنت کرنے کے جواز پر رکھی ہے۔ اگرچہ اس کی موت کفر پر ثابت نہ ہو مگر یہ خلاف تحقیق ہے یعنی یزید پر لعنت کرنا اہل سنت کے نزدیک خلاف تحقیق ہے اور پھر اسی نبراس ص‍‍۵۵ سے یہ حوالہ پیش کیا گیا۔ وبھذا اظھران استدلالھم علی اللعن یزید بالنصوص العامۃ غیر صحیح کہ اس سے ظاہر ہوا کہ اس کا استدلال یزید کی لعنت پر نصوص عام پر صحیح نہیں اور قصیدہ امالی سے جب فلم یلعن یزید بعد موت، سوی المکثار فی الاغرا عفاق۔ پڑھ کر سنایا گیا تو تونسوی کے اتفاق پر لعنت یزید کی کرکری ہوگئی لیکن تونسوی صاحب سے جب بخاری و مسلم کی روایات کا تحقیقی جواب آخری دم تک نہ ہو سکا۔ تو پھر کتب شیعہ سے الزامی جواب دینے کی طرف لپکے اور کہا کہ حضرات! کتب شیعہ میں لکھا ہے کہ امام زین العابدینؒ نے یزید کی بیعت کرلی اور اس کو اپنا امام مان لیا۔ روضۂ کافی سے یہ عبارت پیش کی۔ قد اقررت لک بما سألت انا عبد مکرہ لک کہ میں نے سوال کا اقرار کر لیا کیوں کہ میں زبردستی غلام بنایا گیا ہوں جب تونسوی صاحب کی توجہ انا عبد مکرہ کی طرف مبذول کرائی گئی کہ حضرت اس میں

لفظ مکرہ ہے اور جو چیز اکراہ سے کی جائے وہ دین اور شرع میں سند نہیں ہے لا اکراہ فی الدین آیت قرآنی ہے اور اس عبارت میں لفظ بیعت بھی نہیں ہے۔ تو تونسوی صاحب نے مولوی اللہ یار کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا اور کانا پھوسی کرنے کے بعد ایک چھلانگ اور لگادی کہ چلو نہ سہی ہم حضرت امام حسین کا یزید کی بیعت کرنا کتب شیعہ سے ثابت کرتے ہیں چنانچہ شیعہ مناظرہ کی کتاب تلخیص شافی سے یہ حوالہ پیش کیا گیا۔ اختاروا منی اما الرجوع الی المکان الذی اقبلت او ان اضع یدی علی ید یزید فھو ابن عمی یری فی رأیہ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کہا کہ میری طرف سے تین چیزوں میں سے ایک چیز اختیار کر دو یا تو مجھے اس مکان کی طرف جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں یا مجھے یزید کے پاس لے چلو میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گا پس وہ میرا چچا زاد ہے تاکہ وہ میرے بارے میں بہتر رائے ظاہر کرے۔ حضرات یہ ہے بالآخر سرگنہ میں ملاں تونسوی کا آخری تیر جس پر تمام فتح کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے اب ذرا اس کی حقیقت سن لیجئے اور پھر سوچئے کہ یہ تونسوی کس علمیت اور قابلیت کا مالک ہے اور تنظیم اہلسنت میں علم کا کتنا فقدان ہے۔

الجواب

تلخیص شافی مذہب شیعہ کے ایک مناظرہ کی کتاب ہے اور یہ عبارت بطور الزام کتب اہل سنت سے نقل کی گئی ہے اور اہل سنت کی تمام تاریخوں میں موجود ہے۔ آپ الزام سے ہمیں الزام نہ دیجئے۔ یہ شیعہ کی کسی تاریخ یا حدیث کی کتاب میں باسند موجود نہیں۔ ذرا کتب اہل سنت میں عبارت دیکھ لیجئے۔ تاریخ ابن کثیر ص‍۱۷۲ ج ۸، ملاحظہ فرمائیے۔ فقال لہ الحسین یا عمر اختر منی احدی ثلاث خصال اما ان تترکنی ارجع کما جئت فان ابیت ھذہ فیسر لی الی الترک فاقاتلھم حتی

اموت کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے عمر بن سعد سے کہا کہ اے
عمر میری طرف سے تین باتوں میں سے ایک بات ضرور منظور کر دیا تو مجھے
چھوڑ دو کہ میں واپس لوٹ جاؤں اگر یہ نہ کر سکو تو مجھے یزید کے پاس لے چلو
میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گا۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ترک کی طرف
جانے دو میں ان سے جہاد کر کے مر جاؤں گا۔

حضرات قارئین یہ ہے اہل سنت کی معتبر کتاب کا حوالہ
جس پر تونسوی صاحب شیعہ کو الزام دے رہے ہیں۔

حوالہ تاریخ طبری

قالوا انہ قال اختار منی خصالاً ثلاثاً اما ان ارجع الی
المکان الذی اقبلت منہ واما ان اضع یدی فی ید یزید
بن معاویہ فیری فیما بینی وبینہ رأیہ واما ان یسیرونی الی
ثغر من ثغور المسلمین شئتم فاکون رجلا من اھلہ لی
مالھم وعلی ما علیھم تاریخ طبری ص ۲۳۵ ج ۶۔ کہ بعض محدثین
کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے لشکر یزید سے کہا کہ میری طرف
سے تین باتیں اختیار کر دیا مجھے اس مکان کی طرف جانے دو جہاں سے میں
آیا ہوں یا مجھے یزید کے پاس جانے دو اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دوں
گا۔ وہ میرے اور اپنے درمیان خود بہتر فیصلہ کرے گا۔ یا مجھے کسی سرحد
کی طرف نکل جانے دو۔ جہاں تم چاہو میں وہاں کے لوگوں سے ہو جاؤں
گا۔ ان کے حقوق مجھے دے دو۔

تاریخ الخلفاء سیوطی

فلما رھقہ السلاح عرض علیھم الاستسلام و

الرجوع والمضی الی یزید فیضع یدہ فی یدہ فابوا الا قتلہ
فقتل کہ جب سید الشہداء کو تیر تلواروں نے ہر طرف سے گھیر لیا تو
آپ نے صلح کے شرائط پیش کئے۔ ایک واپس جانا۔ دوم یزید کی طرف
جانا چاہا تاکہ اس کے ساتھ خود تصفیہ کریں تیسری شرط مذکور نہیں۔ مگر انہوں
نے آپ کے قتل کے سوا سب کا انکار کیا پس آپ شہید ہو گئے۔

کتاب الامامۃ والسیاسۃ

قال الحسین یا عمر اختر منی ثلاث خصال اما تترکنی
ارجع کما جئت فان ابیت ھذہ فاخری سیرنی الی الترک
اقاتلھم حتی اموت او تسیرنی الی یزید فاضع یدی فی
یدہ فیحکم لی بما یرید۔ (جلد دوم ص ۱ مطبوعہ مصر) کہ حضرت امام
حسین علیہ السلام نے کہا اے عمر تین خصلتوں میں سے ایک منظور کر یا مجھے چھوڑ
دے میں واپس ہو جاؤں جیسے کہ آیا ہوں یا مجھے یزید کے پاس بھیج دے میں اپنا
ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دوں گا۔ وہ میرا فیصلہ خود کرے گا۔ جو چاہے گا۔

جہالت تونسوی

حضرات قارئین! یہ بھی تونسوی کی جہالت کہ اپنے گھر کی خبر نہیں کہ ہماری کتابوں
میں بھی یہ حوالہ جات موجود ہیں مگر شیعہ کی الزامی نقل سے شیعہ پر اعتراض کر رہے
ہیں ذرا اس کی جہالتیں ملاحظہ فرماتے چلئے تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ تونسوی کا
گھر اذا فاتک الحیاء فافعل ما شئت کا مصداق ہے۔

شرائط صلح کی وجہ سے تیس آدمی حسین کیساتھ ہو گئے

اہل سنت کی کتب میں یہ بھی موجود ہے

ہوا کہ تیس آدمی حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ایماندار ہو کر شہید ہو گئے۔
ملاحظہ فرمایئے تاریخ ابن کثیر ص۱۷۵ ج ۸، الامامت والسیاست ص۶ ج ۲
وکان مع عمرو بن سعد من قریش ثلاثون رجلا من اهل الکوفة فقالوا یعرض علیکم ابن بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم ثلاث خصال لا تقبلون واحدة منها فتحولوا مع الحسین فقاتلوا۔ ترجمہ: عمرو بن سعد کے ساتھ قریش سے کوفہ کے رہنے والے تیس آدمی تھے۔ انہوں نے عمرو بن سعد سے کہا کہ نواسہ رسولؐ نے تمہارے سامنے تین شرطیں پیش کی ہیں۔ لیکن تم لوگ کچھ بھی نہیں مانتے۔ چنانچہ وہ تیس آدمی ادھر سے بدل کر حضرت امام حسینؑ کے ساتھ ہو گئے اور آپ کی رکاب میں لڑ کر شہید ہو گئے۔ رحمة الله علیهم یہ ہے ابن رسولؐ کی سیاست ایمانی کا اثر

اس روایت کا ضعف

عرض کیا گیا تھا کہ یہ روایت کتب شیعہ کی نہیں، تلخیص شافی ص۱۸۲ پر سنیوں کے ایک اعتراض کا جواب خود ان ہی کے مسلمات سے دیا گیا ہے۔ حسب قاعدہ مناظرہ کہ الزامی جواب مسلمات خصم سے ہوتا ہے۔ اگر کتب شیعہ کا حوالہ ہوتا تو اہل سنت پر حجت نہیں تھا۔ پس ان کے لیے جواب کیسے ہو سکتا ہے چنانچہ دیکھئے تلخیص شافی پہلے اعتراض نقل ہے پھر جواب فیقال انه علیه السلام القی بیده الی التهلکه روی انه علیه السلام قال لعمر بن سعد اختاروا اما الرجوع الی المکان الذی اقبلت منه او ان اضع یدی علی ید یزید فهو ابن عمی یری فی رأیه واما ان تسیرونی الی ثغر من ثغور المسلمین فاکون رجلا من اهله لی ماله وعلی ما علیه۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر یہ

اعتراض کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ آپ نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا اور آیت لا تلقوا بایدیکم الی التهلکه کا خلاف کیا کیوں کہ اعتراض کرنے والوں کے ہاں روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے عمر بن سعد سے کہا کہ میری طرف سے تین باتوں میں سے ایک منظور کر دیا مجھے اس مکان کی طرف جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں یا مجھے یزید کی طرف جانے دو تاکہ میں اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دوں وہ خود میرا فیصلہ کرے گا کیونکہ وہ میرا چچازاد ہے (یعنی بنی ہاشم اور بنی امیہ اوپر سے ملتے ہیں) تم نہ دخل دو یا مجھے سرحد کی طرف جانے دو تاکہ میں وہاں کا شہری بن جاؤں۔ میرے وہی حقوق ہوں گے جو وہاں کے باشندوں کے ہیں۔ الخ۔
لیجئے حضرات! تلخیص شافی سے سنیوں کا اعتراض انہی کی روایت سے رد کر دیا ہے۔ اور الفاظ بھی وہی نقل ہیں۔ جو اوپر تاریخ طبری سے نقل کئے گئے ہیں۔ اب تونسوی صاحب سے پوچھئے کہ یہی فتح ہے کہ تمہیں اپنے گھر کی بھی خبر نہیں ہے۔ کہ یہ الفاظ ہماری روایات کے ہیں اور کتب شیعہ میں بطور الزام نقل ہیں دوسرا اس شافی کی روایت میں لفظ روی صیغہ ماضی مجہول ہے جو اس روایت کے ضعف کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور تاریخ طبری سے بھی اس کا ضعف ثابت ہوتا ہے۔

ان الفاظ کا تاریخ طبری سے رد

قال ابو مخنف فاما عبد الرحمٰن بن جندب فحدثنی عن عقبه ابن سمعان قال صحبت حسینا فخرجت معه من المدینة الی مکة ومکة الی العراق ولم افارقه حتی قتل ولیس من مخاطبة الناس کلمة بالمدینة ولا بمکة ولا فی الطریق ولا بالعراق ولا فی عسکر الی یوم مقتله الا وقد سمعتها الا والله ما اعطاهم ما یتذاکر الناس وما یزعمون من ان یضع

يده في يد يزيد بن معاوية وان يسيروه الى ثغر من ثغور
المسلمين ولكنه قال دعوني فلاذهب في هذه والارض ،
العريضة حتى تنظر ما يصير امر الناس "ابومخنف نے کہا کہ
عبدالرحمٰن بن جندب نے مجھے عقبہ بن سمعان سے حدیث سنائی ہے کہ میں حضرت
امام حسین علیہ السلام کی صحبت میں ہر وقت رہا ہوں۔ میں آپ کے ساتھ ہی
مدینہ سے نکل کر مکہ آیا اور مکہ سے عراق گیا۔ میں آپ کی شہادت تک آپ
سے ہرگز جدا نہیں ہوا۔ میں نے آپ کی ہر بات سنی جو کہ آپ نے مدینہ یا راستہ
عراق میں یا لشکر میں لوگوں سے کہی۔ میں نے سب سنیں۔ یوم قتل تک مگر خدا کی
قسم جو لوگ ذکر کرتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے یزید کے ہاتھ میں
ہاتھ رکھنے یا سرحد کی طرف جانے کا ذکر کیا ہے۔ میں نے بالکل نہیں سنی بلکہ
یہ بات لوگوں نے خود بنائی ہے۔ آپ نے تو یہ کہا تھا مجھے چھوڑ دو میں کسی
وسیع زمین میں چلا جاؤں گا۔ حتیٰ کہ میں دیکھوں کہ لوگوں کا کیا حال ہوتا ہے۔ یعنی
ان الفاظ کا دارومدار تحقیق کے بجائے افواہِ عام پر ہے دیکھئے تاریخ طبری

ص ۲۲۵ قد تحدث الناس بذلك وشارع فيهم من غيران
يكون سمعوا من ذلك شيئا ولا علموه

ترجمہ:۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور عمر بن سعد نے جب رات کے وقت
کافی دیر تک خفیہ میٹنگ کی تو واپسی پر لوگوں نے یہ باتیں کرنی شروع کر دیں
کہ حضرت امام حسینؑ نے عمر بن سعد سے یہ کہا کہ یزید کے پاس چلیں اور میں
اس کے ہاتھ میں ہاتھ دوں۔ وہ خود فیصلہ کرے گا اور یہ بات لوگوں میں مشہور
ہو گئی۔ حالانکہ لوگوں نے یہ بات حضرت امام حسین علیہ السلام سے نہ کی اور نہ سنی
نہ جانی۔ لیجئے یہ روایت جو مؤرخین اہل سنت ہر جگہ ٹھونستے جاتے ہیں سب
تحقیق اور افواہ عام سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی یہ تھا تونسوی صاحب کی فتح
کا حال کہ روایت بھی اہل سنت کی کتب کی اور وہ بھی بے تحقیق اور الزام شیعہ

کو دے رہے ہیں خوب جہالت اس کو کہتے ہیں۔ حماقت ایسی ہی ہوتی ہے۔

ہاتھ میں ہاتھ رکھنے کا مطلب

میں نے اس وقت جواباً تین دعوے کیے تھے۔ جن پر اب تک مصر ہوں۔
اولاً کہ یہ روایت کتب اہل سنت کی ہے تلخیص شافی میں بطور الزام نقل ہے۔
دوم، یہ ضعیف ہے۔ جس پر صاحب شافی نے روی بصیغہ مجہول تعریض ظاہر
کی ہے۔ سوم، اس کا مطلب بیعت یزید نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے
کہ میں اپنے آپ کو یزید کے حوالے کر دیتا ہوں وہ خود فیصلہ کرے گا کہ میں
واجب القتل ہوں یا کہ قید و بند کے قابل یا مجھے بغیر بیعت اپنے حال پر رہنے دیا
جائے۔ مگر تونسوی نہ اس وقت کوئی جواب دے سکا، نہ قیامت تک دے
سکے گا۔ ہاں اس وقت بھی عالمِ شور میں میری سنتے بغیر قلندرانہ رقص فرما رہا تھا۔
شاید جہل مرکب سے ساری عمر کرتا رہے گا۔ مگر جواب نہ دے سکے گا۔

تین شرائط والی عبارت کا ترجمہ

لیجئے! جو ترجمہ میں نے کیا تھا۔ وہی ابوالکلام آزاد امام اہل سنت کر
رہے ہیں۔ اب تو تونسوی کی جہالت کھل کر رہ گئی۔ (از مولانا ابوالکلام آزاد)

تین شرطیں اور حضرت امام حسینؑ

اس کے بعد بھی تین چار مرتبہ باہم ملاقاتیں ہوئیں۔ آپ نے تین صورتیں پیش
کی تھیں۔ ۱:۔ مجھے وہیں لوٹ جانے دو جہاں سے آیا ہوں۔ ۲:۔ مجھے خود
یزید سے اپنا معاملہ طے کر لینے دو۔ ۳:۔ مجھے مسلمانوں کی کسی سرحد پر بھیج
دو، وہاں کے لوگوں پر جو گزرتی ہے۔ وہی مجھ پر گزرے گی۔ (شہادت
حسینؑ ص۱۴۳ ابوالکلام آزاد)

اصل حقیقت

یہ ہے کہ تونسوی صاحب کو کتاب الجہاد کی تفصیل معلوم نہیں۔ کیوں کہ جنگ میں تین صورتیں ہوتی ہیں یا اصل مطالبہ منظور اور جنگ بند ا دوم شرائط صلح، سوم، جنگ، اصل مطالبہ بیعت یزید تھی وہ آپ نے منظور نہ کیا۔ دوم اس کے علاوہ شرائط صلح پیش کئے۔ ان میں ایک شرط یہ تھی کہ میں اپنے آپ کو ابن زیاد کے حوالے نہیں کرتا بلکہ یزید کے حوالے کرتا ہوں۔ کہ وہ خود فیصلہ کرے۔ چنانچہ ابن کثیر ص۱۷۵ ج ۸ میں ہے انا نشدهم الله و الاسلام ان یسیره الی امیر المومنین یزید فیضع یده فقالو لا الا ان تنزل علی حکم ابن زیاد۔ کہ آپ نے ان لوگوں کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دیا کہ مجھے یزید کی طرف جانے دو کہ میں خود اپنا فیصلہ اس کے ساتھ طے کروں گا۔ مگر انہوں نے کہا نہیں۔ ابن زیاد کے حکم پر اترآؤ شاید تونسوی صاحب کو یہ پتہ نہیں کہ جنگ میں نزال کسے کہتے ہیں اور اس کا مطلب کیا ہے؟ اور تاریخ طبری ص۲۳۶ ج ۶ میں ہے کہ شمر نے ابن زیاد سے کہا الئن رحل من بلدك ولم یضع یده فی یدك لیکونن اولی بالقوة والعزة ولتکونن اولی بالضعف والعجز فلا تعطه هذه المنزلة فانها من الوهن ولکن لینزل علی حکمك هو واصحابه فان عاقبت فانت ولی العقوبة وان غفرت کان ذالك الخ“

کہ جب عمر بن سعد کا خط مشتمل بر شرائط ثلاثہ ابن زیاد کے پاس آیا تو وہ امام حسین کو یزید کے حوالے کرنے پر تیار ہو گیا۔ مگر شمر نامراد نے اعتراض کیا کہ اگر امام حسین علیہ السلام تیرے شہر سے چلے گئے اور تیرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تیرا فیصلہ تسلیم کرنے پر راضی نہ ہوئے تو تجھ سے قوت اور عزت میں بڑھ جائیں گے تو ضعیف اور عاجز ہو جائے گا ان کا یہ حق نہ دے یہ کمزوری

ہے۔ لیکن ان کو چاہیئے کہ تیرے حکم پر اتر آئیں اور تیرا حکم اور فیصلہ منظور کر لیں۔ وہ بھی اور ان کے اصحاب بھی اپنے فیصلہ میں، اگر تو ان کو عذاب دے تو تو عذاب کا ولی ہے اور اگر معاف کرے تو تجھ کو یہ حق ہے۔ لیجیے حضرات! یہ ہے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کا مطلب کہ ان کے فیصلہ کو منظور کر لیجیے عذاب کریں یا معاف کریں۔ اگر اس کا مطلب بیعت ہو تو بیعت کے بعد عذاب یا عتاب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ الغرض یہ تونسوی جاہل ہے۔ علم کی باتیں اس کے دماغ اور عقل کا کام نہیں مگر با وجود این ہمہ اگر قلندرانہ رقص اور زور دیکھو تو آپ حیران ہو جائیں۔ مناظرہ باگڑ سرگانہ میں نہ خلافت ثلاثہ ثابت کر سکے نہ صحابہ کی بیعت یا یزید کا جواب دے سکے۔ الزامی جواب میں ایسے پھنسے قیامت تک بھی جواب نہ دے سکیں گے۔ باوجود این ذلت اور خواری روئیداد مناظرہ باگڑ سرگانہ میں جو بے معنی شیخیاں ماری ہیں ان کو ذرا ملاحظہ کر لیجیے تاکہ اس پیر پٹھین کا حال معلوم ہو جائے۔ مناظرہ باگڑ سرگانہ کی روئیداد ص۲۰ پر لکھتے ہیں کہ ناظر اعظم اہلسنت علامہ تونسوی نے فرمایا! میں مولوی اسمٰعیل کی پرانی عادتوں سے واقف ہوں یہ کتاب پھاڑ ڈالے گا۔ چنانچہ سرپرست اہل سنت اپنی ذمہ داری پر وہ کتاب تلخیص شیعہ مناظر کے پاس لے گئے مگر اس وقت مولوی اسمٰعیل کی بدحواسی کا عالم یہ تھا کہ حوالہ کو ادھر ادھر سے تو پڑھتا تھا۔ مگر وہ خاص عبارت پڑھنے سے گریز کرتا تھا۔ ادھر علامہ تونسوی فرما رہے تھے کہ مولوی صاحب ذرا ہوش سنبھال کر درمیان سے پڑھو مولوی اسمٰعیل کا چہرہ خوفزدہ تھا اور حواس باختہ تھے بر اس کے چیلے شور مچا رہے تھے اور مولوی اسمٰعیل کی بدحواسی پر پردہ ڈالنا چاہتے تھے۔ مگر تمام حاضرین شیعہ و اہل سنت پر شیعہ مناظر کی شکست فاش اور بدحواسی واضح ہو چکی تھی اور کتاب پر شیعہ مولویوں کا جھگڑا بن گیا۔ اور علامہ تونسوی کو یہ خطرہ ہوا کہ یہ کتاب کو پھاڑ ڈالیں گے۔ تو آپ نے فوراً ہی کتاب ان سے واپس لے لی اس کے بعد شیعہ سرپرستوں کو یہ حوالہ دکھایا گیا جس سے وہ بہت متاثر

ہوتے۔ شیعہ مولوی گلاب شاہ نے بھی یہ حوالہ دیکھنا چاہا تو کتاب پھاڑنے کے
خوف سے علامہ تونسوی نے ان کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر حلف دے کر یہ حوالہ
اس سے پڑھوایا تاکہ وہ صحیح صحیح عبارت پڑھ کر تمام لوگوں کو سنا دے اسی صورت سے
مولوی ضمیر الحسن اور مولوی امیر محمد قریشی سے بھی یعنی ان کے دونوں ہاتھ پکڑ کر
حوالہ پڑھایا گیا۔ جس کو پڑھ کر شیعہ مولوی اتنے بدحواس مبہوت ہوئے۔ کہ لاجواب
ہونے کی وجہ سے کتاب پھاڑنے پر آمادہ تھے مناظر اعظم اہلسنت کا ابھی تین منٹ
وقت باقی تھا۔ کہ سرپرست شیعہ مہر حق نواز صاحب نے علامہ تونسوی صاحب
مدظلہ کے پاس آکر نہایت ادب سے عرض کیا کہ آپ اپنی تقریر ختم کیجئے۔ ہم کو
زیادہ رسوا نہ کیجئے شیعوں کے اصرار سے معززین سرگانہ اہل سنت نے حضرت
علامہ تونسوی کی خدمت میں عرض کیا کہ حق واضح ہو چکا ہے دعائے خیر فرما کر
ختم کیجئے

لَعۡنَۃُ اللہِ عَلَی الۡکَاذِبِیۡن

حضرات یہ عبارت پڑھ کر ذرا اندازہ لگائیے کہ یہ دیوانے کی بڑ ہے شیخ چلی
مرحوم کی روح ملاں تونسوی میں بول رہی ہے۔ کہ شیعہ علما کتاب پھاڑ رہے
تھے۔ لہٰذا علامہ تونسوی حوالے دکھانے میں پس و پیش کر رہے تھے۔ حضرات آپ
نے تلخیص شافی کی عبارت کا حال پڑھ لیا ہے کہ یہ کتب اہل سنت کی عبارت
ہے۔ مگر تونسوی صاحب کو اپنی جہالت کی وجہ سے معلوم ہی نہیں اور اس کا
مطلب بھی علمائے اہل سنت کی زبانی تحریری پڑھ لیا ہے۔ اب فرمائیے یہ
تونسوی صاحب کا اچھلنا کودنا شور و غوغا قلندرانہ رقص سب کچھ جہالت کا نتیجہ
ہے یا کچھ اور، پیر تنظیم اہلسنت کے مناظر حق کے مقابلہ میں مجبوراً حاضر ہونا پڑتا
ہے۔ ورنہ ایسے بے علموں سے تو بات کرتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے
خدا وندا! جن کے علما کا یہ حال ہو ان کے عوام کا کیا حال ہوگا۔ رہا مہر حق نواز
صاحب کی نسبت بہتان عظیم اس کا فیصلہ ن کا یہ بیان پڑھ کر کیجئے

فیصلہ مہر حق نواز صاحب سرگانہ

حضرات مناظرہ باگڑ سرگانہ میں ہم نے اہل سنت کو ہر قسم کی رعایت دی۔
اُن کی ہر کڑی سے کڑی شرط کو منظور کیا۔ مگر تاہم مولوی عبدالستار تونسوی کامیاب
نہ ہو سکے۔ اور اس مناظرہ میں حضرت مبلغ اعظم ہر طرح کامیاب رہے۔ اس میں نہ
کوئی رعایت ہے نہ غلو یہ ایک حقیقت ہے اور مناظرہ باگڑ سرگانہ کی روئیداد
میں عبدالستار نے بہت جھوٹ لکھے ہیں۔ اور میری نسبت جو کچھ اس نے لکھا
ہے۔ وہ میں نے بالکل نہیں کہا یہ میرا فیصلہ ہے (حق نواز سرگانہ بقلم خود)